چالیس گناہ

تصدیق

مفتی اعظم پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

توثیق

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

مُرتّب

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

- کفر و شرک
- والدین کی نافرمانی
- قصداً نماز نہ پڑھنا
- سودی لین دین
- رشوت خوری
- جوا وسٹہ
- میراث تقسیم نہ کرنا
- ناحق قتل کرنا
- جھوٹ اور وعدہ خلافی کرنا
- داڑھی منڈانا
- گانا سننا اور سنانا
- تصویر کشی اور بے پردگی
- غیبت کا گناہ
- اسراف اور فضول خرچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

چالیس گناہ

اس میں قرآن وحدیث سے مشہور ومعروف چالیس گناہ لکھے گئے ہیں۔ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی فہرست اور گناہوں کا شافی علاج بھی لکھا گیا ہے۔

تصدیق

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

توثیق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

تالیف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود
ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی
موبائل : 0300-8245793
ای میل : maktabatulislam@gmail.com
ویب سائٹ : www.maktabatulislam.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی
موبائل : 0300-2831960
فون : 021-35032020 ، 021-35123161
ای میل : ilmaarif@live.com

اِجمالی فہرستِ مضامین

فہرستِ عنوانات

عقائد کے متعلق گناہ ۵۷

عبادات کے متعلق گناہ ۸۱

ناجائز معاملات
کی فہرست ۴۲۰

صغیرہ و کبیرہ گناہوں
کی فہرست ۴۲۹

گناہوں کا شافی علاج ۴۴۷

تصدیق

Mohammad Rafi Usmani

Mufti & President Jamia Darul Uloom Karachi, Pakistan
Ex-Member Council of Islamic Ideology, Pakistan
Member International Organization For Muslim Scholars
Muslim World Legue Makkah al-Mukarrama
Vice President Wifaq ul Madaris Al-Arabia Pakistan

حوالہ نمبر ______

مُحَمَّد رَفِيع عُثمَانِی

"مفتی و رئیس الجامعۃ" دار العلوم کراچی
سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، اسلامی جمہوریہ پاکستان
وحالیہ رکن "الهيئة العالمية للعلماء المسلمين" "رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ"
و نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تاریخ ۲۰/۸/۱۴۴۱ھ مطابق 14-04-2020

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

امابعد!

عزیز محترم مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب –حفظہ اللہ– نے آج اپنی تالیف کردہ کتاب، جو کہ حال ہی میں تالیف کی ہے، اس کا کمپوز شدہ مسودہ دکھایا "چالیس گناہ" کے نام سے، یہ زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی کتاب ہے، الحمدللہ بہت ہی مفید انداز میں تالیف کی گئی ہے، اور قرآن وحدیث میں جن گناہوں کا ذکر ہے ان کی بڑی مفید واضح اور تشریح کے ساتھ، تفصیلات اس میں نظر آئی ہیں، بندے کو اس کتاب کے پڑھنے کا تو موقع نہیں ملا، لیکن سرسری طور پر دیکھنے سے پتہ چلا کہ ہر موضوع پر ماشاءاللہ بڑا اچھا کلام کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو لوگوں کو پڑھنے اور ان گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور گناہوں سے بچنے کی جو روایات اور تفصیلات انہوں نے ذکر کی ہیں، وہ بہت ہی مفید ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ "آمین"

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

والسلام

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی

Jamia Darul Uloom Karachi Pakistan P.C: 75180 جامعۃ دار العلوم کراتشي باکستان الرمز البریدی ۷۵۱۸۰

Ph: 0092-21-35049774-35031733- Fax: 35032366 - 35041923

Email: darulolumkhi@hotmail.com Website: www.darululoomkhi.edu.pk

توثیق

محمد تقی عثمانی
سابق جج شریعت اپیلیٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان
نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

Justice Muhammad Taqi Usmani
Shariat Appellate Bench
Supreme Court Of Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

أما بعد:

برادرِ عزیز و گرامی جناب مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین کی تشریح، نشر و اشاعت اور اسکی بنیاد پر تعلیم و تربیت کی خاص توفیق سے نوازا ہے۔ ان کی تقریر و تحریر سے ما شاء اللہ سینکڑوں افراد کی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلی آئی ہے جسکی وجہ ان کی مجالس اور تالیفات رہی ہیں۔ ان کی تازہ تالیف "چالیس گناہ" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ہر ایک مسلمان کیلئے جتنی ضروری عبادات کی بجا آوری ہے، اتنی ہی ضروری بات یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پرہیز کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔ آجکل ہمارے معاشرے میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام اچھے خاصے نماز روزے کے پابند لوگوں میں بھی بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ اسکی ایک وجہ تو ناواقفیت ہے کہ بہت سے اعمال کا گناہ ہونے کا علم ہی نہیں، دوسرے اگر کسی چیز کو گناہ سمجھتے ہیں، تو اسکو اتنی اہمیت نہیں دیتے کہ اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔

مولانا سکھروی مدظلہم نے اس کتاب میں اسی قسم کے چالیس گناہوں کا ذکر کیا ہے جن سے بے توجہی عام ہے، اور اس گناہ کے بارے میں قرآن و حدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں، انکو بھی جمع کر دیا ہے، تاکہ مسلمان اس گناہ کی سنگینی اور اسکی نوعیت سے آگاہ ہو سکیں۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب بہت مفید ہوگی، اصلاح کا سبب بنیگی۔ بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائیں۔ آمین۔

والسلام

۲۰۰-۹-۱۷

Darul Uloom Karachi 14 Pakistan
Ph. 313535 Res. 312788

نائب صدر دارالعلوم کراچی ۱۴
فون: دفتر: ۳۱۳۵۳۵ مکان: ۳۱۲۷۸۸

توثیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

أما بعد!

برادرِعزیز وگرامی جناب مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب زیدمجدہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کی تشریح، نشرواشاعت اوراس کی بنیاد پر تعلیم وتربیت کی خاص توفیق سے نوازا ہے، ان کی تقریر وتحریر سے ماشاء اللہ سینکڑوں افراد کی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلی آئی ہے جس کی وجہ ان کی مجالس اور تالیفات ہیں، ان کی تازہ تالیف ''چالیس گناہ'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ایک مسلمان کے لئے جتنی ضروری عبادات کی بجاآوری ہے، اتنی ہی ضروری بات یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پرہیز کرکے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔ آجکل ہمارے معاشرے میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام اچھے خاصے نمازروزے کے پابندلوگوں میں بھی بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو ناواقفیت ہے کہ بہت سے اعمال کے گناہ ہونے کا علم ہی نہیں، دوسرے اگر کسی چیز کو گناہ سمجھتے ہیں تو اس کو وہ اہمیت نہیں دیتے کہ اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔

مولانا سکھروی مدظلہم نے اس کتاب میں اسی قسم کے چالیس گناہوں کا ذکر کیا ہے جن سے بے توجہی عام ہے، اوراس گناہ کے بارے میں قرآن وحدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں، ان کو بھی جمع کردیا ہے، تاکہ مسلمان اس گناہ کی سنگینی اوراس کی نوعیت سے آگاہ ہوسکیں۔ اُمید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب بہت سوں کے لئے اصلاح کا سبب بنے گی۔ بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ ہرگناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں اوراس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

محمد تقی عثمانی

۱۷/۹/۱۴۳۰ھ

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ ربّ العٰلمین والعاقبة للمتّقین والصّلٰوة
والسّلام عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ أَمَّابَعْدُ !

اللہ تعالیٰ کے فضل اوراس کی توفیق سے کچھ عرصہ پہلے قرآن وحدیث میں جوخاص خاص اورآسان نیکیاں اوران کابڑاثواب آیاہے،اُن کوکتابی شکل میں جمع کیا تھا،جس کانام ''چندآسان نیکیاں اورایصالِ ثواب'' ہے،اسی وقت ذہن میں آیاکہ قرآن و حدیث میں بہت سے گناہ بھی مذکورہیں اوران کے کرنے پرسخت سخت وعیدیں اورعذاب کاذکرہے،ان کو بھی جمع کرناچاہئے،تاکہ اُنہیں پڑھ کرگناہوں سے بچنے کی فکر پیداہو۔

بندہ کے ایک کرم فرمامحبّ صادق جناب بابرعلی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو گناہوں سے بچنے کی فکراوردردعطافرمایاہے، وہ اوراُن کے احباب کافی عرصہ سے مسلمانوں میں ''نہی عن المنکر'' یعنی گناہوں اور برائیوں سے منع کرنے کافریضہ انجام دے رہے ہیں اوروہ اس بارے میں شیخ الاسلام حضرت مولانامفتی محمدتقی عثمانی صاحب مدظلہم سے رہنمائی بھی لیتے رہتے ہیں، اور بندہ سے بھی مشورہ کرتے رہتے ہیں، کئی مرتبہ اُنہوں نے بندہ سے فرمائش کی کہ ہمارے احباب کیلئے کوئی ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس میں رائج الوقت گناہوں اوران کی وعیدوں کاذکرہو،تاکہ ان کوگناہوں کاعلم ہو،اوراُن کی وعیدیں معلوم ہوں اور وہ گناہوں کا وبال اورعذاب سن کراُن سے بچنے کی فکرکریں، ان کی اس فرمائش سے بھی بندہ کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔

قدیم زمانہ کے بڑے بڑے علماء کرامؒ اورہمارے اکابرؒ نے اس موضوع پر بڑاکام کیاہے اورچھوٹی بڑی کتابیں اس بارے میں لکھی ہیں، جواہلِ علم میں مشہورہیں،ان کوسامنے رکھ کراوراپنے زمانہ کے حالات کے مطابق بندہ نے چالیس گناہوں کی فہرست تیارکی،رفیقِ

دارالافتاء مولانا محمد حذیفہ صاحب سلمہ سے عرض کیا، جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ بندہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ایک ایک، دو، دو گناہ کے متعلق وہ احادیث جمع کر کے احقر کو دِکھلاتے رہے، اس طرح الحمدللہ! یہ مجموعہ تیار ہوگیا جس کا نام ''چالیس گناہ'' رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں اکثر صحیح احادیث لی ہیں، اور بہت کم وہ ضعیف احادیث لی ہیں جن کا ضعف دیگر مُتابع اور طرق سے دور ہوگیا ہو اور تمام احادیث کی حاشیہ میں تخریج کردی ہے، تا کہ اہلِ علم کیلئے اطمینان کا باعث ہو۔

آسانی کیلئے چالیس گناہ اسلام کے پانچوں شعبوں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق) پر تقسیم کردئے ہیں، اس کے بعد ''لعنت والے گناہ اور ناجائز معاملات'' کی فہرست بھی لکھی گئی ہے۔ آخر میں توبہ کی فضیلت، شرائط اور حقوق العباد کی کچھ تفصیل اور ان کی معافی وتلافی کا طریقہ لکھا گیا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ آج معاشرہ میں جو بیشمار گناہ پھیلے ہوئے ہیں، ان کا بآسانی علم ہو، ان سے توبہ کرنا اور آئندہ ان سے بچنا آسان ہو۔

دل وجان سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں، ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان گناہوں کو گناہ سمجھنے اور ان سے بچنے کی توفیق دیں۔

أمين، يارِبّ الغلمين بحرمة سيّد المرسلين وخاتم النّبيين
محمّد وآلہٖ و أصحابہٖ أجمعين إلٰى يوم الدّين

○

بندہ عبدالرؤف غفرلہ
۱۵ رشوال
۱۴۴۱ھ

عفا اللہ عنہ
بندہ عبدالرؤف سکھروی
اُستاذ الحدیث، مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه

ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا

من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له

ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له

ونشهد أن سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله

صلى الله تعالى عليه وعلى آله وأصحابه أجمعين

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ!

فلاح وکامیابی کی بنیاد ایمان اور تقویٰ ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیج کر اُسے اچھائی اور بُرائی دونوں کے راستے بتائے ہیں اور نیکی و بدی کے فوائد ونقصانات بھی بیان فرمائے ہیں، تاکہ انسان اپنے اختیار سے جس راستہ پر چلنا چاہے چل سکے، گویا انسان کی یہ دنیاوی زندگی اُس کیلئے امتحان ہے، اور دنیا امتحان کی جگہ ہے، جہاں آنے والے ہر شخص کو آزمایا جاتا ہے، خواہ وہ امیر ہو یا غریب، صحتمند ہو یا مریض، مرد ہو یا عورت، البتہ ہر ایک کا امتحان مختلف ہے، لیکن کامیابی کا مدار بہر حال ایمان اور تقویٰ پر ہے۔ لہٰذا اگر انسان تقویٰ اختیار کرے، یعنی اپنی خواہشات کو دین کے تابع کرکے گناہوں سے بچتے ہوئے اچھے اعمال والی زندگی گزارے تو اللہ تعالیٰ اُسے دونوں جہانوں میں کامیابی عطا فرمائیں گے، لیکن اگر نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور ان کے مطابق زندگی گزارے تو وہ ناکام اور نامراد ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں بھی پریشانی اور مصیبت میں رہے گا اور آخرت میں بھی اس کیلئے بڑی بڑی سزائیں ہیں۔

معلوم ہوا کہ کامیابی کا دارو مدار تقویٰ پر ہے، کیونکہ یہی وہ واحد ذریعہ ہے جو انسان کو گناہوں اور نافرمانیوں سے روک سکتا ہے اور اسی کی بدولت انسان اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق صحیح طریقہ سے ادا کرسکتا ہے۔ اور تقویٰ جس طرح نیک اَعمال کرنے کا نام ہے، اِسی طرح اس کے مفہوم میں بنیادی طور پر گناہوں کا چھوڑنا بھی شامل ہے، بلکہ گناہوں سے بچنا نیکیوں کے کرنے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ:

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ. [1]

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (١٩/ ٢٤٠) و قال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث جعفر بن سليمان، والحسن لم يسمع من أبي هريرة شيئًا.

ترجمہ

"تو حرام کاموں (یعنی گناہوں) سے بچ، سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا"۔

ہمارے معاشرے میں بعض لوگ نماز، روزہ، تلاوت وغیرہ کو تو عبادت اور ثواب کا کام سمجھتے ہیں، لیکن اس بات سے غافل ہیں کہ گناہوں کو چھوڑنا بھی بڑی عبادت ہے۔ اکثر لوگ اسی میں ناکام ہوجاتے ہیں، وہ نفلی عبادتوں کا اہتمام تو کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے، لیکن گناہوں سے نہیں بچتے، حالانکہ جس وقت انسان کو اس کا نفس کسی گناہ کی طرف مائل کرے، اُس وقت اپنی نفسانی خواہش کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے قربان کردینا عظیم عبادت ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ بتایئے ایک آدمی عمل تو کم کرتا ہے یعنی نفلی عبادات اور نفل نماز بہت زیادہ نہیں پڑھتا، وہ صرف فرائض و واجبات پر اکتفاء کرتا ہے، نفلی عبادات، ذکر و اذکار، وظائف و تسبیحات زیادہ نہیں کرتا، اور اس کے گناہ بھی کم ہیں، ایسا شخص آپ کو زیادہ پسند ہوگا یا وہ شخص جس کی نفلی عبادتیں زیادہ ہیں اور گناہ بھی زیادہ ہیں؟ جواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گناہوں سے بچنے کے برابر میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا، یعنی آدمی گناہوں سے محفوظ ہوجائے یہ اتنی بڑی نعمت اور اتنا بڑا فائدہ ہے کہ دنیا کا کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: قيلَ لَهُ: رَجُلٌ كَثِيرُ الذُّنُوبِ كَثِيرُ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَيْك، أَوْ رَجُلٌ قَلِيلُ الذُّنُوبِ قَلِيلُ الْعَمَلِ؟ قَالَ: مَا أَعْدِلُ بِالسَّلاَمَةِ شَيْئًا. [1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن سے پوچھا گیا: ایک شخص ایسا ہے جو اعمال تو بہت کرتا ہے لیکن اس کے گناہ بھی بہت ہیں، اور دوسرا وہ ہے جس کے اعمال تھوڑے ہیں لیکن اس کے گناہ بھی کم ہیں، دونوں میں سے کونسا شخص آپ کے نزدیک پسندیدہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گناہوں سے حفاظت کے برابر کوئی چیز نہیں سمجھتا۔

[1] مصنف ابن أبي شيبة : ١٩/ ٢٤٠

اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جتنی نفلی عبادات ہیں وہ اپنی جگہ بڑی فضیلت کی چیزیں ہیں، لیکن ان نفلی عبادات کے بھروسہ پر اگر انسان یہ سوچے کہ میں نفلی عبادتیں بہت کرتا ہوں اور پھر اس کے نتیجہ میں گناہوں سے پرہیز نہ کرے تو یہ بڑے دھوکہ کی بات ہے۔اس کے برخلاف اگر انسان گناہوں سے بچتا رہے، پھر اگر بالفرض اس کو زیادہ نفلی عبادات کرنے کا موقع نہ ملا تو ان شاء اللہ اس کی نجات کی اُمید ہے۔ کیونکہ تقویٰ کے ساتھ تھوڑی عبادت سے بھی بڑی برکت ہوتی ہے، اور گناہوں کی وجہ سے بے برکتی رہتی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا نہ بھی ہوتی، تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے، دیکھئے اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو تو اُس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ پر بے شمار ہیں، اس کو ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوسکتی ہے؟ پھر معاملہ صرف ناراضگی کا ہی نہیں، بلکہ گناہوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا فیصلہ بھی ہے، چنانچہ کبھی دنیا میں ہی وہ سزا مل جاتی ہے، اور کبھی صرف آخرت میں، اور کبھی دنیا و آخرت دونوں میں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا [1]

ترجمہ

"جو بھی بُرا عمل کرے گا اس کی سزا پائے گا، اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے اپنا کوئی یار و مددگار نہیں ملے گا"۔

قرآنِ کریم اور متعدد احادیثِ طیبہ میں گناہوں کی سزا اور نقصانات بیان فرما کر اُن سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ" [2]

ترجمہ

"اور تم ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہ چھوڑ دو۔ یہ یقینی بات ہے کہ جو لوگ

---

[1] النساء:۱۲۳ [2] الأنعام:۱۲۰

گناہ کماتے ہیں اُنہیں اُن تمام جرائم کی جلد ہی سزا ملے گی جن کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے"۔

ظاہری گناہوں میں وہ گناہ داخل ہیں جو انسان اپنے ظاہری اعضاء سے کرے، مثلاً جھوٹ، غیبت، دھوکہ، رشوت، شراب نوشی، زنا وغیرہ۔ اور باطنی گناہوں سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق دل سے ہوتا ہے، مثلاً ریا کاری، تکبر، بغض، حسد وغیرہ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ [1]

ترجمہ

"لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے جو کمائی کی اُس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا، تاکہ اُنہوں نے جو کام کئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن میں سے کچھ کا مزہ اُنہیں چکھائے، شاید وہ باز آجائیں"۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو عام مصیبتیں لوگوں پر آئیں، مثلاً قحط، وبائیں، زلزلے، ظالموں کا تسلط وغیرہ ان سب کا اصل سبب یہ تھا کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی، اور مصیبتیں اپنے ہاتھ مول لیں، ان مصیبتوں کا ایک مقصد یہ تھا کہ ان مصائب سے دو چار ہوکر لوگوں کے دل کچھ نرم پڑیں اور وہ اپنے بُرے اعمال سے باز آجائیں۔ معلوم ہوا کہ دنیوی مصیبتوں کی عموماً بنیادی وجہ انسانوں کی بداعمالیاں ہوتی ہیں۔ اس طرح آیتِ کریمہ یہ سبق دے رہی ہے کہ عام مصیبتوں کے وقت اپنے گناہوں پر استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ [2]

ترجمہ

"اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں"۔

---

[1] الروم:۴۱ [2] الشوریٰ:۳۰

ان آیات سے معلوم ہوا کہ بداعمالیوں کی جو آخرت کی سزا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن بعض اوقات گناہوں کی سزا دنیا میں بھی بھگتنی پڑتی ہے۔

متعدد احادیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے گناہوں کے نقصانات بیان فرمائے ہیں، ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:۔

حدیث

عَنْ مُعَاذٍ ﷺ قَالَ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ: ... وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ، فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ اپنے کو گناہ سے بچانا، کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

حدیث

عَن أنس قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى دَائِكُمْ وَ دَوَائِكُمْ، أَلَا إِنَّ دَاءَكُمُ الذُّنُوبُ، وَدَوَاءَكُمُ الِاسْتِغْفَارُ. ❷

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور اس کی دواء نہ بتلاؤں؟ سن لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔

حدیث

عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ ﷺ -وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ- أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. ❸

---

❶ (مسندأحمد: ٣٦/ ٣٩٢) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد." ٤/ ٣٩١: رواه أحمد والطبراني في الكبير ورجال أحمد ثقات إلا أن عبد الرحمن بن جبير لم يسمع من معاذ.

❷ (شعب الإيمان:٩/٣٤٨) والحديث ذكره المنذري في "الترغيب والترهيب" (٣٠٩/٢): بصيغة التمريض وقال: رواه البيهقي، وقد روي عن قتادة من قوله : وهو أشبه بالصواب.

❸ مسلم:٢٠٧٥/ ٤

ترجمہ

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میرے دل پر بھی پردہ چھاجاتا ہے، اور میں دن میں اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔

حدیث

عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ، وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْمَلُهَا. ❶

ترجمہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بھلائی عمر کو زیادہ کردیتی ہے اور تقدیر کو سوائے دُعا کے کوئی چیز نہیں لوٹاتی اور بیشک آدمی رزق سے محروم ہوجاتا ہے اس گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، مَالِكُ الْمُلُوكِ وَمَلِكُ الْمُلُوكِ، قُلُوبُ الْمُلُوكِ فِي يَدِي، وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُونِي حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ، وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِي حَوَّلْتُ قُلُوبَهُمْ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْطَةِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، فَلَا تَشْغَلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوكِ، وَلَكِنِ اشْتَغِلُوا بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ إِلَيَّ أَكْفِكُمْ مُلُوكَكُمْ. ❷

ترجمہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اللہ (تعالیٰ) ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا

---

❶ (سنن ابن ماجة: ١/١١١) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (١/١٥): هذا حديث حسن.

❷ (المعجم الأوسط: ٩/٩) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٥/٤٤٨ (٩٢٧٢): فيه وهب بن راشد و هو متروك.

مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت و شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں۔ اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان بادشاہوں کے دلوں کو غضب اور سزا دینے کے ساتھ پھیر دیتا ہوں، پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ ایسے وقت میں تم اپنے حکمرانوں کے خلاف بددعا میں مشغول ہونے کے بجائے میری یاد اور میری طرف گڑگڑانے میں مشغول ہوجاؤ، میں تمہارے بادشاہوں کو کافی ہوجاؤں گا (اور ان کے دل تم پر نرم کردوں گا)۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ، وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ. [1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان میں مبتلا ہو۔

(۱) جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔ (۲) اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی تو قحط،

---

[1] (سنن ابن ماجة: ۴۹۰/۵) قال المنذري في "الترغيب والترهيب" (۳۵۷/۲) : رواه ابن ماجة واللفظ له والبزار والبيهقي، ورواه الحاكم بنحو من حديث بريدة وقال: صحيح على شرط مسلم.

تنگی اور حکمرانوں کے ظلم میں مبتلا ہوگی۔(۳) جب کوئی قوم زکوٰۃ نہیں دے گی تو اُن سے رحمت کی بارش روک لی جائے گی، اگر جانور نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ برستی۔(۴) جب کوئی قوم عہد شکنی کرے گی تو اللہ تعالیٰ غیر قوم سے اُن پر دشمن مسلط فرمادے گا جو زبردستی اُن کے مال لے گا۔(۵) اور جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے کچھ احکام) اختیار کرلیں (اور باقی چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرمادیں گے۔

یہ سب عام گناہ کی خرابیاں ہیں، اس کے علاوہ ہر ہر گناہ کی خاص خاص خرابیاں اور دنیوی و اُخروی نقصانات الگ ہیں، جن کا ذکر آگے آئے گا۔ اس لئے ہر مسلمان کو گناہوں سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے۔ جو شخص گناہوں سے بچتے ہوئے تقویٰ والی زندگی گزارے گا تو اللہ تعالیٰ نہ صرف یہ کہ آخرت میں اسے بڑی بڑی نعمتوں اور بلند درجات سے نوازیں گے بلکہ دنیا میں بھی اس کو انعامات اور فوائد عطا فرمائیں گے، مثلاً:۔

(۱) ... پریشانیوں اور مشکلات سے نجات عطا فرمائیں گے۔
(۲) ... ایسی جگہ سے روزی دیں گے جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔
(۳) ... کاموں میں آسانی پیدا فرمائیں گے۔
(۴) ... بُرائیوں کو مٹا کر اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ...
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا'' ❶

ترجمہ

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے (ہر) مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا، اور اُسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے کام میں آسانی پیدا کردے گا، یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تم پر اُتارا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس

❶ الطلاق: ۲-۵

کے گناہوں کو معاف کردے گا اور اُسے زبردست ثواب دے گا“۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

”اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا“ ❶

ترجمہ

”اگر تم اُن بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی بُرائیوں کا ہم خود کفارہ کردیں گے (یعنی معاف کردیں گے)، اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کریں گے“۔

مطلب یہ ہے کہ اگر انسان گناہِ کبیرہ سے پرہیز کرے تو اس کے چھوٹے گناہوں کو اللہ تعالیٰ خود ہی معاف فرماتے رہتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیک عمل مثلاً وضو، نماز، صدقات وغیرہ سے گناہِ صغیرہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو گناہوں سے بچنے اور تقویٰ والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہوں کی وجہ سے پچھلی قوموں پر دنیا میں عذاب آنا

یوں تو گناہ کے دنیوی واُخروی نقصانات بہت زیادہ ہیں، لیکن یہاں قرآن وحدیث سے اِجمالی طور پر صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ دنیا میں پچھلی قوموں پر جو عذاب آیا اور اُن کی ہلاکت وبربادی ہوئی اُس کا اصل سبب بھی یہی گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی تھی جس سے بچنا چاہیے۔ مثلاً:۔

ابلیس کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود ہونا

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں اور ابلیس کو حکم دیا کہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام کو سجدہ کریں تو ابلیس نے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کیا، چنانچہ اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی رحمت سے دور کردیا اور وہ ملعون ومردود ہوا، بارگاہِ خداوندی سے نکال دیا گیا، پہلے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بزرگی بیان کرتا تھا، اب کفر وشرک اور جھوٹ وفحش اس کے حصے

❶ النساء:۳۱

میں آیا، یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝" [1]

ترجمہ

سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا، البتہ ابلیس نے نہ کیا، اُس نے تکبر سے کام لیا، اور کافروں میں شامل ہوگیا.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اچھا، تو نکل جا یہاں سے! کیونکہ تو مردود ہے، اور یقین جان قیامت کے دن تک تجھ پر میری پھٹکار رہے گی۔

قومِ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا طوفان میں غرق ہونا

حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی قوم کے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی، ایک طویل عرصہ تک ان پر محنت کی لیکن اس کے نتیجہ میں صرف چند لوگ مسلمان ہوئے، باقی لوگوں نے اُن کی بات ماننے سے انکار کیا تو اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اِن نافرمانوں کو طوفان میں غرق کردیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ [2]

ترجمہ

"اور حکم ہوا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا، چنانچہ پانی اُتر گیا، اور سارا قصہ چکا دیا گیا (یعنی قوم کے تمام نافرمان افراد طوفان میں غرق کردیئے گئے)، (اور حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی) کشتی جودی پہاڑ پر آٹھہری، اور کہہ دیا گیا کہ "بربادی ہے اُس قوم کی جو ظالم ہوا!"

قومِ عاد کا سخت اور تیز ہوا سے ہلاک ہونا

حضرت ہود عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور اس پر محنت کی، لیکن قومِ عاد

---

[1] سورة ص: ۷۳-۷۸ [2] سورة هود: ٤٤

نے اپنی قوت و طاقت کے نشہ میں ان کی بات ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم سے زیادہ طاقتور اور کون ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس نافرمانی کی وجہ سے اُن پر سخت اور تیز ہوا کو مسلط کیا اور وہ سب زمین پر پٹخ پٹخ کر مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ○ ❶

ترجمہ

پھر (قومِ) عاد کا قصہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے زمین میں ناحق تکبر کا رویہ اختیار کیا اور کہا کہ کون ہے جو طاقت میں ہم سے زیادہ ہو؟ بھلا کیا اُن کو یہ نہیں سوجھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ طاقت میں اُن سے کہیں زیادہ ہے؟ اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ ہم نے کچھ منحوس دنوں میں (مطلب یہ کہ یہ دن ان کیلئے منحوس ثابت ہوئے، ورنہ بذاتِ خود کوئی دن منحوس نہیں) اُن پر آندھی کی شکل میں تیز ہوا بھیج دی تاکہ اُنہیں دنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں، اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رُسوا کرنے والا ہے اور اُن کو کوئی مدد میسر نہیں آئے گی۔

قومِ ثمود پر چیخ کا عذاب آنا

قومِ ثمود نے جب اپنے پیغمبر حضرت صالح عَلَیْہِ السَّلَام کی بات نہیں مانی اور اپنے نبی کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر ''چیخ'' کا عذاب بھیجا جس سے اُن کے کلیجے پھٹ گئے اور سب کے سب اوندھے منہ پڑے رہ گئے اور ہلاک ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

''وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ○ ❷

❶ فصلت: ۱۵ - ۱٦ ❷ ھود: ٦۷ - ٦۸

ترجمہ

"اور جن لوگوں نے ظلم کا راستہ اپنایا تھا اُن کو ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا، جس کے نتیجہ میں وہ اپنے گھروں میں اس طرح اوندھے پڑے رہ گئے جیسے کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ یاد رکھو کہ (قومِ) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کا معاملہ کیا تھا! یاد رکھو کہ (آخر) بربادی (قومِ) ثمود ہی کی ہوئی"۔

قومِ لوط عَلَیہِ السَّلام کی بستیوں کا اُلٹنا اور پتھر برسنا

حضرت لوط عَلَیہِ السَّلام کی قوم نے جب نافرمانی کی اور اپنی بُری عادت (یعنی لڑکوں کے ساتھ بدفعلی) کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اُن پر عذاب نازل فرمایا، چنانچہ اُن کی بستیاں آسمان پر لے جا کر اُلٹی گرائی گئیں اور اُوپر سے پتھر برسائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

''فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ'' ❶

ترجمہ

"پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس زمین کے اُوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا، (روایات میں ہے کہ ان بدخصلت لوگوں کی بستیوں کو فرشتوں نے جوں کا توں اُوپر اُٹھا کر زمین پر اوندھا پٹخ دیا، اور ان کا نام ونشان مٹ گیا) اور ان پر پکی مٹی کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے"۔

قومِ شعیب عَلَیہِ السَّلام پر آگ کی بارش ہونا

حضرت شعیب عَلَیہِ السَّلام کی قوم میں ''ناپ تول کی کمی'' کا گناہ عام تھا، حضرت شعیب عَلَیہِ السَّلام نے اُن کو اللہ تعالیٰ کا خوف دِلایا اور اس گناہ سے بطورِ خاص بچنے کی تلقین فرمائی، لیکن جب قوم نے بات نہ مانی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر آگ کا عذاب بھیجا، قوم کے لوگ بارش کے انتظار میں ایک سایہ دار بادل کے نیچے جمع ہو گئے، اُوپر سے آگ کی بارش ہوئی اور سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

---

❶ هود:۸۲

"فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○" [1]

ترجمہ

(قوم کے لوگوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلام سے کہا) اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو، حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلام نے کہا: "میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔

غرض ان لوگوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلام کو جھٹلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہیں سائبان والے دن کے عذاب نے آ پکڑا، بیشک وہ ایک زبردست دن کا عذاب تھا۔

فرعون اور اس کے لشکر کا پانی میں غرق ہونا

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام نے بنی اسرائیل پر دین کی محنت کی، فرعون نے اپنی بادشاہت کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کیا اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کا نافرمان ہوا، اور قوم کے لوگوں نے بھی اُسکے ساتھ مل کر اُن کی مخالفت کی، اللہ تعالیٰ نے اس نافرمانی کی وجہ سے فرعون اور اس کے پورے لشکر کو پانی میں غرق کر دیا اور وہ اس میں ڈوب کر مر گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ○" [2]

ترجمہ

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا، تو فرعون اور اس کے لشکر نے بھی ظلم اور زیادتی کی نیت سے اُن کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے کا انجام اُس کے سر پر آ پہنچا تو کہنے لگا کہ "میں مان گیا کہ جس خدا پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں"۔ (جواب دیا گیا

[1] الشعراء: ۱۸۷ - ۱۸۸ [2] یونس: ۹۰ - ۹۲

کہ)''اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مسلسل فساد ہی مچاتا رہا۔ لہٰذا آج ہم تیرے (صرف) جسم کو بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد کے لوگوں کیلئے عبرت کا نشان بن جائے، (کیونکہ) بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل بنے ہوئے ہیں"۔

قارون کا خزانوں سمیت زمین میں دھنسنا

قارون کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی اس قدر فراوانی عطا فرمائی تھی کہ اس کے خزانوں کی چابیاں طاقتور لوگوں کی ایک جماعت مشکل سے اُٹھاسکتی تھی، لیکن اُس نے دولت کے نشہ میں مست ہوکر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے مال و اسباب سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ ...... فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ

"قارون، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی قوم کا ایک شخص تھا، پھر اُس نے انہی پر زیادتی کی، اور ہم نے اُسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ اُس کی چابیاں طاقتور لوگوں کی ایک جماعت سے بھی مشکل سے اٹھتی تھیں۔ ایک وقت تھا جب اُس کی قوم نے اس سے کہا: اِتراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتے ... پھر ہوا یہ کہ ہم نے اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، پھر اسے ایسا کوئی شخص میسر نہ آیا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اُس کی مدد کرتا، اور نہ وہ خود اپنا بچاؤ کرسکا"۔

دنیا میں عذاب آنے کی وجہ نافرمانی ہے

قرآنِ کریم کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجے ہوئے عذابوں کا اجمالی نقشہ کھینچ کر آخر میں نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے (اللہ

[1] قصص: ٧٦- ٨١

تعالیٰ کی نافرمانی کر کے) خود اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا اور وہ دنیا میں ہلاک و برباد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۗ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ○ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ [1]

ترجمہ

"اور قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہم نے ہلاک کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے، مگر اُنہوں نے زمین میں تکبر سے کام لیا، اور وہ (ہم سے) جیت نہ سکے۔ ہم نے ان سب کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی، (قومِ عاد اسی طرح ہلاک ہوئی) اور کچھ وہ تھے جن کو ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا، (قومِ ثمود اسی طرح تباہ ہوئی)، اور کچھ وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، (جیسے قارون)۔ اور کچھ وہ جنہیں ہم نے پانی میں غرق کر دیا، (جیسے قومِ نوح طوفان میں، اور فرعون اور اس کی قوم سمندر میں غرق ہوئی)، اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں تھے کہ ان پر ظلم کرتے، لیکن یہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے"۔

یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر ہیں جن سے صاف صاف یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی آخرت میں جو سزا ہوگی وہ تو اپنی جگہ ہوگی، لیکن دنیا میں بھی گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے، اور گناہوں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا قوموں کو دنیا میں سزا دیکر نشانِ عبرت بنایا، لہٰذا ان کے بُرے انجام سے ہمیں سبق لینا چاہئے اور چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اگر گناہ ہو جائیں تو فوراً سچی توبہ کر لینی چاہئے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

[1] الشعراء: ۱۸۷ - ۱۸۸

گناہ کے چند دنیوی نقصانات

جس طرح نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ اچھا بدلہ عطا فرماتے ہیں، اسی طرح گناہ کرنے پر سزا بھی دیتے ہیں، اور گناہوں کی اصل سزا آخرت میں ہوگی جس کا ذکر قرآنِ کریم اور احادیث میں آیا ہے، جن کی تفصیل آگے آئے گی، لیکن احادیثِ طیبہ اور آثارِ صحابہؓ وتابعینؒ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بعض گناہوں کے نقصانات دنیا میں بھی سامنے آتے ہیں، ہمارے معاشرے میں لوگوں میں گناہوں کی کثرت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گناہ کی سزا صرف آخرت میں ہوگی، اُنہیں یہ نہیں معلوم کہ دنیا میں بھی اس کا نقصان ہوتا ہے، اس لئے ذیل میں گناہوں کے چند دنیوی نقصانات لکھے جاتے ہیں:۔

(۱) ... گناہوں کی وجہ سے آدمی علم سے محروم رہتا ہے، کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے، اور گناہوں سے یہ نور بجھ جاتا ہے۔

(۲) ... آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت سے محروم ہوجاتا ہے۔ یعنی گناہوں کی نحوست سے آہستہ آہستہ نیک اعمال چھوٹنے لگتے ہیں، اور آدمی ان سے محروم ہوجاتا ہے جو بڑا نقصان ہے۔

(۳) ... گناہوں کی وجہ سے انسان کی عمر اور رزق میں برکت ختم ہوجاتی ہے۔ یہ واضح نقصان ہے۔

(۴) ... گناہ کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ سے اور لوگوں سے وحشت ہونے لگتی ہے، خصوصاً نیک لوگوں سے اور اُن کے پاس بیٹھنے سے اس کا دل گھبراتا ہے، ان کے پاس جانے کو دل نہیں کرتا۔

(۵) ... ایک گناہ دوسرے گناہوں کا سبب بنتا ہے، یہاں تک کہ ایسے شخص سے گناہوں کی کثرت ہونے لگتی ہے، پھر توبہ کا ارادہ بھی کمزور ہوجاتا ہے اور موت تک توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، جو بہت بڑا نقصان ہے۔

(۶) ... گناہ کرتے رہنے سے بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی ہوجاتی ہے، اور اسی وجہ سے توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی، کیونکہ آدمی یہی سوچتا ہے کہ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں، نیک اعمال میں نے کئے نہیں، اس طرح

وہ مایوس ہونے لگتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے مایوسی الگ گناہ ہے۔

(۷) ... گناہ کرتے رہنے سے چند دنوں میں اس گناہ کی بُرائی دل سے نکل جاتی ہے، پھر بندہ اس کو گناہ نہیں سمجھتا، اور کھلم کھلا کرتا ہے اور گناہوں پر اس قدر اس کی جرأت بڑھ جاتی ہے کہ وہ لوگوں سے خود اس کا ذکر کرتا ہے، جسکی وجہ سے ایسا شخص معافی مانگنے سے دور ہوتا جاتا ہے۔

(۸) ... گناہ کرنے سے حیاء وغیرت جاتی رہتی ہے، اور جب شرم نہیں رہی تو انسان جو مرضی میں آتا ہے کرتا ہے، پھر ایسے بے حیا شخص کا کچھ اعتبار نہیں رہتا۔

(۹) ... گناہ کی نحوست جیسے گناہ کرنے والے شخص کو پہنچتی ہے، اسی طرح بعض اوقات اس کا نقصان دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے اور وہ اس بندہ پر لعنت کرتے ہیں۔

(۱۰) ... گناہ کرنے سے آدمی فرشتوں کی دعا سے محروم ہوجاتا ہے، کیونکہ فرشتے اُن ایمانداروں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں۔

(۱۱) ... گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ پانی، ہوا، غلہ اور پھل کم ہوجاتا ہے، جس کا عام مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱۲) ... گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت انسان کے دل سے نکل جاتی ہے، اور جب دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہ ہوتو اللہ پاک کی نظر میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی، پھر یہ شخص لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوتا ہے۔

(۱۳) ... گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں چھن جاتی ہیں اور انسان مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بعض گناہ کرنے والے لوگ اگرچہ بظاہر عیش وعشرت میں نظر آتے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج اور ڈھیل ہوتی ہے جو زیادہ خطرے کی بات ہے، کہ اللہ تعالیٰ موقع دے رہے ہیں پھر اکٹھی سزا دیں گے۔

(۱۴) ... گناہ کرنے سے دل میں ظلمت اور تاریکی محسوس ہوتی ہے، اور اس کا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گناہگار چاہے کیسا ہی حسین وجمیل ہو، مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے، یہ گناہوں کی نحوست ہے۔ اس کے برخلاف نیک آدمی کا چہرہ رونق والا ہوتا ہے اور اس پر نور معلوم ہوتا ہے چاہے جسمانی لحاظ سے اس کا چہرہ خوبصورت نہ ہو۔

(۱۵) ... گناہ کرنے سے دل کا اطمینان ختم ہو جاتا ہے، ہر وقت پریشان رہتا ہے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے، کہیں عزت خراب نہ ہو جائے، کوئی بدلہ لینے کیلئے نہ آجائے، گویا کہ زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔ یہ نقصان ہر گنہگار آدمی کی زندگی میں نظر آتا ہے، ایسے لوگوں کو عام طور پر سکون اور قلبی اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔

(۱۶) ... ایک بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی رسول اللہ ﷺ کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے، کیونکہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے والے پر نبیِ کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اور جو گناہ اُن لعنت والے گناہوں سے بڑھ کر ہیں اُن پر تو بدرجۂ اولیٰ وہ لعنت کا مستحق ہوگا۔ [1]

اس لئے ہم سب مسلمانوں کو گناہوں سے بچنے کی خوب کوشش کرتے رہنا چاہئے، اگر جان کر یا بھول کر یا غلطی سے، کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلینی چاہئے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے تاکہ گناہوں کے دنیاوی نقصانات سے بھی حفاظت رہے اور آخرت کے عذابوں اور وبالوں سے بھی محفوظ رہیں۔

اب ذیل میں چند معروف گناہ لکھے جارہے ہیں جو ہمارے معاشرے میں بکثرت پائے جاتے ہیں، تاکہ ان گناہوں کا گناہ ہونا معلوم ہو، پھر ان سے بچنے کی فکر کی جاسکے۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ

[1] خلاصہ از جزاء الأعمال.

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

عقائد کے متعلق گناہ

ایمان سکون کا باعث ہے

ایک مسلمان کے لئے دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمت ایمان ہے،جس کے ہوتے ہوئے اگر دنیوی آرام و راحت کے کچھ بھی اسباب نہ ہوں،تب بھی یہ سکون اور عافیت کا باعث ہے،اور اگر خدانخواستہ !ایمان کی دولت نہ ہو اور دنیا کے تمام اسبابِ راحت کسی کے پاس جمع ہوں، تب بھی اس کو حقیقی اور فطری سکون حاصل نہیں ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں کافروں کے پاس ہر طرح کی آرائش و راحت کے نت نئے سامان ہونے کے باوجود وہاں بے سکونی، بے اطمینانی اور بدامنی عام ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گناہ نمبر ۱

کفر و شرک کا گناہ

ایک مسلمان کیلئے دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمت ایمان ہے، جس کے ہوتے ہوئے اگر دنیوی آرام و راحت کے کچھ بھی اسباب نہ ہوں، تب بھی یہ سکون اور عافیت کا باعث ہے، اور اگر خدانخواستہ! ایمان کی دولت نہ ہو اور دنیا کے تمام اسبابِ راحت کسی کے پاس جمع ہوں، تب بھی اس کو حقیقی اور فطری سکون حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں کافروں کے پاس ہر طرح کی آرائش و راحت کے نت نئے سامان ہونے کے باوجود وہاں بے سکونی، بے اطمینانی اور بدامنی عام ہے۔

ایمان کی اہمیت

ایمان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن جس شخص کے نامۂ اعمال میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہوگا، وہ ایک نہ ایک دن اس ایمان کی وجہ سے ضرور جنت میں داخل ہوگا، لیکن اگر ایمان نہیں ہوگا تو اس کیلئے جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔ ایمان اور اسلام کے بغیر کئے جانے والے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کا ہندسہ لکھ کر اس کے دائیں طرف جتنے صفر بڑھاتے جائیں تو ایک کی مالیت بڑھتی چلی جائے گی، اور اگر ایک کے ہندسہ کے بائیں طرف صفر لگاتے جائیں تو ایک کی مالیت گھٹتی چلی جائے گی۔ اسی طرح صاحبِ ایمان جب کوئی عمل اخلاص کے ساتھ کرتا ہے تو وہ اگرچہ معمولی کیوں نہ ہو، لیکن بے شمار اُجر وثواب کا ذریعہ بنتا ہے، جبکہ ایمان سے محروم افراد کی بڑی سے بڑی نیکی بھی آخرت کے اعتبار سے ضائع ہوجاتی ہے۔

ایمان اور کفر کی حقیقت

ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جو باتیں یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اُن سب کو حق اور سچ مانے اور زبان سے اس کا اقرار کرے۔ اور جن جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک بات کو

بھی نہ ماننا کفر ہے، مثلاً:۔

(۱) ... کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو نہ مانے۔

(۲) ... یا اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرے مثلاً اللہ تعالیٰ کو روزی دینے والا، شفاء دینے والا عزت دینے والا، توبہ قبول کرنے والا نہ مانے۔

(۳) ... یا فرشتوں کا اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا انکار کرے۔

(۴) ... یا کسی پیغمبر کو نہ مانے۔

(۵) ... یا تقدیر اور قیامت کے دن کا انکار کرے۔

(۶) ... یا اللہ تعالیٰ کے قطعی احکام میں سے کسی حکم کا انکار کرے۔

(۷) ... یا رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی کسی خبر کو جھوٹا سمجھے وغیرہ۔تو ایسا شخص کافر ہے۔

شرک کی تعریف

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں جو عقائد ہیں، ان میں سے ایسا کوئی عقیدہ کسی مخلوق کیلئے رکھنا شرک ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا، یا ایسی چیز غیراللہ سے مانگنا جو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے، جیسے مغفرت مانگنا یا اولاد مانگنا یا روزی مانگنا وغیرہ، یہ شرک ہے۔

شرک کی کچھ مثالیں یہ ہیں:۔

(۱) ... کسی بزرگ یا پیر کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے۔

(۲) ... یا نجومی اور پنڈت وغیرہ سے غیب کی خبریں دریافت کرنا اور اس پر یقین کرنا۔

(۳) ... یا کسی بزرگ کے کلام میں فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا۔

(۴) ... یا کسی مخلوق کو نفع و نقصان پہنچانے میں خود مختار سمجھنا۔

(۵) ... کسی مخلوق سے اپنی مرادیں مانگنا، روزی اور اولاد مانگنا، جیسے بعض لوگ بزرگوں کے مزارات پر جا کر ان سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔

(۶) ... اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا، جیسے بعض لوگ بزرگوں کے مزار کا سجدہ

کرتے ہیں۔

(۷)... غیر اللہ کے نام کی منت ماننا، غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، وغیرہ۔

کفر اور شرک دونوں نہایت خطرناک اور سنگین گناہ ہیں، یہاں تک کہ اگر مشرک بغیر توبہ اور ایمان کے مرجائے تو اس کی بخشش نہیں ہوگی اور اس کا ٹھکانہ ہمیشہ کیلئے جہنم ہے، اور وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور دنیا میں اس نے جو نیک کام کئے ہوں گے وہ بھی آخرت میں کچھ فائدہ نہیں دیں گے، اس لئے ہر مسلمان کو کفر وشرک والے تمام اعمال سے بچنا ضروری ہے اور ایسے اعمال سے بھی جو کفر وشرک تک پہنچانے والے ہوں۔

قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت بیان فرما کر اس گناہ سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ذیل میں چند آیاتِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:۔

کفر وشرک کی مذمت کے بارے میں چند آیاتِ مبارکہ

آیت

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ [1]

ترجمہ

"اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ کیا پھر بھی اے جاہلو! تم مجھ سے کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟ اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعہ یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہوجائے گا، اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اُٹھانے والوں میں شامل ہوجاؤ گے۔ لہٰذا اسکے بجائے تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہوجاؤ۔"

آیت

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ

---

[1] الزمر: ٦٤ - ٦٦

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا۝۴۸ ❶

ترجمہ

"بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر بات کو جس کیلئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ ایسا بہتان باندھتا ہے جو بڑا زبردست گناہ ہے۔"

یعنی شرک سے کم کم گناہ کو اللہ تعالیٰ جب چاہیں توبہ کے بغیر بھی محض اپنے فضل سے معاف کر سکتے ہیں، لیکن شرک کی معافی ممکن نہیں، البتہ اگر مشرک اپنے شرک سے سچی توبہ کر کے موت سے پہلے پہلے اسلام قبول کر لے اور توحید پر ایمان لے آئے تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

آیت

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۝۷۲ ❷

ترجمہ

"وہ لوگ یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابنِ مریم ہی ہے، حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ یقین جانو جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا، اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور جو لوگ (یہ) ظلم کرتے ہیں اُن کو کسی قسم کے یار و مددگار میسر نہیں آئیں گے۔"

آیت

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ

❶ النساء: ٤٨ ❷ المائدة: ٧٢

السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ [1]

ترجمہ

"تم یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کئے ہوئے ہو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانتے ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر یا تو پرندے اُسے اچک لے جائیں، یا ہوا اُسے کہیں دور دراز کی جگہ لا پھینکے۔"

تشریح

مطلب یہ ہے کہ ایمان کی مثال آسمان کی سی ہے، جو شخص شرک کرتا ہے وہ ایمان کے بلند مقام سے نیچے گر پڑتا ہے، اور پرندوں کے اس کو اُچک کر لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی خواہشات اُسے سیدھے راستے سے بھٹکا کر اِدھر اُدھر لئے پھرتی ہیں، اور ہوا کے دُور دراز جگہ لیجا کر پھینک دینے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان اُسے مزید گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسا شخص ایمان کے بلند مقام سے نیچے گر کر اپنی نفسانی خواہشات اور شیاطین کا غلام بن بیٹھتا ہے جو اُسے گمراہی کی انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔

متعدد احادیث میں سرکارِ دو عالَم ﷺ نے شرک کے گناہ کی مذمت اور اس کا بُرا انجام بیان فرمایا ہے، اور کبیرہ گناہوں میں اس کو سرِ فہرست شمار کیا ہے۔

ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:۔

کفر و شرک کی مذمت کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. [2]

---

[1] حج:٣١ [2] صحيح البخاری:٤/ ١٠

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات ایسی چیزوں سے بچو جو ہلاک کرنے والی ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ سات چیزیں کونسی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) ایسی جان کو ناحق مار ڈالنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا۔ (۶) اور جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔ (۷) اور بھولی بھالی پاک دامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا۔

حدیث

عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ [الأنعام: ٨٢] شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالُوا: أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ، أَلاَ تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.[1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (سورۂ انعام کی آیت یعنی "وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا" نازل ہوئی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزری، اُنہوں نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان لانے کے بعد کوئی ظلم (گناہ) نہ کیا ہو؟ (رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس آیت میں ظلم سے مراد عام گناہ نہیں (بلکہ شرک ہے)۔ کیا تم نے (قرآنِ مجید میں) حضرت لقمان کا قول نہیں سُنا کہ "شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔"

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا: مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ.[2]

[1] صحيح البخاري: ٩/ ١٣ [2] صحيح البخاري: ٢/ ٧١

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ. [1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ہاں واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ شرک کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی، (یعنی فقر و فاقہ کے ڈر سے اُن کو قتل کرے)۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي

[1] صحيح مسلم: ١/ ٩٠

صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لَا تُشْرِكَ -أَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَا أُدْخِلَكَ النَّارَ- فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ. ❶

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جسے سب سے ہلکا عذاب دیا جارہا ہوگا کہ اگر تیرے پاس اس وقت رُوئے زمین کی ساری دولت موجود ہوتو کیا اپنے آپ کو عذاب سے آزاد کرانے کیلئے فدیہ میں دیدے گا؟ وہ کہے گا کہ ہاں ضرور دیدوں گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا دنیا میں، میں نے تجھ سے اس کی بنسبت بہت ہی آسان اور معمولی بات کا مطالبہ کیا تھا، وہ یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، (میں تجھے دوزخ میں داخل نہیں کروں گا) لیکن تو نے میری بات نہ مانی اور میرے ساتھ شرک کیا۔

مذکورہ بالا تمام آیات اور احادیث سے کفر وشرک کا کبیرہ گناہ ہونا معلوم ہوا، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور کفر وشرک کے گناہ سے بچے۔ بعض اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے یا کوئی ایسا کام کرلیتا ہے جس میں دین کے کسی حکم کا انکار یا مذاق پایا جاتا ہے، یا اس سے توحید و رسالت کے عقیدہ پر اثر پڑتا ہے لیکن کہنے والے یا کام کرنے والے کو احساس بھی نہیں ہوتا، حالانکہ وہ انسان کو کفر و شرک تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لئے ایمان کی سلامتی کیلئے قدم قدم پر احتیاط کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے ایمان اور دولتِ اسلام کو محفوظ رکھے اور کفر وشرک کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ٢ — بدعت کا گناہ

بدعت کی تعریف

لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں، خواہ وہ عبادات سے متعلق ہو یا عادات سے۔ اور شریعت میں عبادت کے ہر ایسے نئے طریقہ کو بدعت کہتے ہیں جو زیادہ ثواب حاصل

---

❶ صحيح مسلم: ٤/ ٢١٦٠

کرنے کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد اختیار کیا گیا ہو، اور آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں اس کا تقاضا اور سبب موجود ہونے کے باوجود حضور ﷺ کے ارشاد سے یا آپ کے عمل سے ثابت نہ ہو، نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔

بدعت کی اِس تعریف سے معلوم ہوا کہ:

(۱)... دنیوی ضروریات کیلئے جو نئے نئے آلات اور طریقے روزمرہ ایجاد ہو رہے ہیں وہ بدعت نہیں، کیونکہ وہ عبادت کے طور پر ثواب کی نیت سے نہیں کئے جاتے، لہٰذا اگر ان میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو تو فی نفسہٖ وہ جائز ہیں، جیسے جدید قسم کی سواریاں مثلاً ہوائی جہاز، ٹرین، اسی طرح گاڑی، ٹیلیفون، موبائل اور گھڑی وغیرہ۔

(۲)... یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کام کی ضرورت حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود نہ تھی لیکن بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اختیار کی گئی وہ بھی بدعت میں داخل نہیں۔ جیسے مروجہ مدارسِ اسلامیہ، تعلیمی وتبلیغی انجمنیں، دینی نشر و اشاعت کے ادارے، قرآن و حدیث کو سمجھنے کیلئے مختلف علوم وفنون یا جہاد کیلئے جدید اسلحہ اور جدید جنگی طور وطریقے وغیرہ۔ ان چیزوں کی آنحضرت ﷺ کے دور میں ضرورت نہیں تھی، لیکن بعد میں جیسی جیسی ضرورت پیدا ہوتی گئی اُس کو پورا کرنے کیلئے مناسب تدبیریں اور صورتیں اختیار کر لی گئیں، اس لئے یہ بدعت نہیں، کیونکہ یہ سب چیزیں نہ اپنی ذات میں عبادت ہیں اور نہ کوئی ان کو زیادہ ثواب ملنے کی نیت سے کرتا ہے، بلکہ عبادت کا ذریعہ اور سبب ہونے کی حیثیت سے ان کو اختیار کیا جاتا ہے۔

بدعت کے ناجائز ہونے کی وجہ

بدعت کے ناجائز ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر معاذ اللہ! ایک لحاظ سے "خیانت کی تہمت" لگانا ہے جو ناجائز ہے، کیونکہ جو کام نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کے زمانے میں عبادت کی حیثیت سے کئے جا رہے تھے اُنکے بعد دوسرے ایسے نئے طریقے اختیار کرنا جو رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کئے تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ طریقے آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو

معلوم نہ تھے، آج ہمیں ان کا علم ہوا ہے، یا اُنہیں معلوم تھے مگر اُنہوں نے لوگوں کو نہیں بتلائے، تو یہ معاذ اللہ! ان حضرات پر دین میں خیانت اور تبلیغ کے فرائض میں کوتاہی کا الزام لگانا ہے۔ اور دوسری طرف یہ اللہ تعالیٰ کے اعلان کے خلاف بھی ہے، کیونکہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا ہے کہ:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ①

ترجمہ

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کیلئے) پسند کرلیا۔"

اس کے بعد اپنی طرف سے عبادت کے نئے نئے طریقے نکالنا گویا اس بات کا دعویٰ کرنا ہے کہ دین پہلے مکمل نہیں ہوا تھا، اب مکمل ہورہا ہے۔ اسی طرح عبادات میں اپنی طرف سے قیدیں، شرطیں بڑھانے اور نئے نئے طریقے نکالنے کا ایک سب سے بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے دین میں تحریف ہوجائے گی، اور کچھ عرصہ بعد یہ بھی پتہ نہ لگے گا کہ اصل عبادت جو رسول اللہ ﷺ نے بتلائی تھی وہ کیا تھی اور کیسی تھی؟ ان وجوہات کی بناء پر بدعات کو اختیار کرنا بڑا گناہ ہے۔

لہٰذا عبادت کا جو طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کیا وہ دیکھنے میں چاہے کتنا ہی اچھا اور بہتر نظر آئے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اچھا نہیں ہے، اسی لئے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

مَنِ ابْتَدَعَ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً، زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ [المائدة: ٣]، فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِينًا، فَلَا يَكُونُ الْيَوْمَ دِينًا. ②

ترجمہ

جس شخص نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کو اچھا سمجھا، وہ گویا اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیغامِ رسالت پہنچانے میں خیانت کی، اس

① مائدة: ٣ ② الاعتصام للشاطبي: ١/٦٢

لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا" پس جو کام اس زمانہ میں دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ انہوں نے ان طریقوں کو معاذ اللہ! نہ تو ناواقفیت کی بنیاد پر چھوڑا تھا نہ سستی یا غفلت کی بنا پر، بلکہ غلط سمجھ کر چھوڑا تھا۔

آج تمام بدعات کا یہی حال ہے کہ اُنہیں نیکی اور بھلائی سمجھا جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات اُنہیں فرائض و واجبات سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ بدعت نہ کرنے والے کو بے دین سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے کہ انسان سنت کے خلاف اپنے من گھڑت عمل کو دین سمجھے اور اسے اپنی کامیابی اور نجات کا ذریعہ مانے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر بدعت کی مذمت اور اس کے دنیوی و اُخروی نقصانات بیان فرمائے ہیں، ذیل میں چند آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

بدعت کی مذمت کے بارے میں چند آیاتِ مبارکہ

آیت

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ [1]

ترجمہ

"اے نبی! آپ فرمایئے کہ کیا ہم تمہیں بتلائیں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع اور بیکار ہوگئی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں۔"

تشریح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے [اَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا] کی تفسیر اہلِ بدعت سے کی ہے (بحوالہ: سنت و بدعت)۔اور بلا شبہ اس آیت میں اہلِ بدعت کی حالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خودساختہ اعمال کو نیکی سمجھ کر خوش ہیں کہ ہم ذخیرۂ آخرت جمع کر رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] الکہف: ١٠٣ - ١٠٤

نزدیک ان کے ایسے اعمال کا نہ کوئی وزن ہے نہ ثواب، بلکہ اُلٹا گناہ ہے۔

کتنے خسارے کی بات ہے کہ ایک آدمی ساری زندگی عمل کرتا ہو اور اس کو ثواب سمجھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضاء اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ سمجھتا ہو، لیکن وہ عمل شریعت کے اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ سے ہٹ کر ہو تو وہ عمل دنیا ہی میں ضائع ہو کر رہ جاتا ہے، اور عمل کرنے والے کو پتہ بھی نہیں ہوتا، بلکہ وہ اُمیدیں لگائے رہتا ہے، لیکن جب قیامت کے دن اللہ ربّ العزت کے سامنے پیشی ہوگی تو کچھ بھی نہ ملے گا، بلکہ اُلٹا بدعت پر عمل کرنے کا گناہ ہوگا۔

آیت

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ [1]

ترجمہ

"(فطرت کی پیروی) اس طرح (کرو) کہ تم نے اُسی (اللہ تعالیٰ) سے لو لگا رکھی ہو، اور اُس سے ڈرتے رہو، اور نماز قائم کرو، اور ان لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جو شرک کا ارتکاب کرتے ہوں، وہ جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور فرقے اور پارٹی پارٹی ہو گئے، اور ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہے۔"

تشریح

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ اس سے مراد "اہلِ بدعت" کی پارٹیاں ہیں۔ [2]

آیت

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ [3]

ترجمہ

"(اے پیغمبر!) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بہت سے فرقوں

[1] الروم: ۳۱- ۳۲ [2] اعتصام: ۱/۸۱ [3] الأنعام: ۱۵۹

میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے، پھر وہ انہیں اُن کے کئے ہوئے اعمال سے خبردار کردے گا۔"

تشریح

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَائِشَةَ: إِنَّ الَّذِينَ فَارَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا، إِنَّمَا هُمْ أَصْحَابُ الْبِدَعِ وَأَصْحَابُ الْأَهْوَاءِ وَأَصْحَابُ الضَّلَالَةِ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، يَا عَائِشَةُ إِنَّ لِكُلِّ صَاحِبِ ذَنْبٍ تَوْبَةً غَيْرَ أَصْحَابِ الْبِدَعِ وَأَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ، لَيْسَ لَهُمْ تَوْبَةٌ، وأَنَا بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مِنَّا بُرَآءُ. [1]

ترجمہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جن لوگوں نے دین پارہ پارہ کیا اور فرقوں میں بٹ گئے بیشک وہ اُس امت کے اہلِ بدعت، خواہش پرست اور گمراہ طبقے ہیں۔ اے عائشہ! اہلِ بدعت کے سوا ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے، لیکن خواہش پرست اور بدعت پرست کی کوئی توبہ نہیں، وہ مجھ سے بَری اور میں ان سے بَری ہوں۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر بدعات میں مبتلا ہوں گے اُن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔ نیز بدعتی کو توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اپنی بدعت کو دین اور ثواب سمجھ کر کرتا ہے، اور جو اپنے گناہ کو نیکی سمجھے تو اُسے توبہ کی توفیق کیسے ہوسکتی ہے؟

آیت

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي

[1] (تفسير القرطبي: ٩/١٣٤) وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه الطبراني في "الأوسط" ١/٢٠٧ وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٧/٩٢: رواه الطبراني في "الأوسط" ورجاله رجال الصحيح غير معلل بن نفيل وهو ثقة.

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ۝۱۵۲ ❶

ترجمہ

"بیشک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا، ان پر جلد ہی ان کے رب کا غضب اور اس دنیوی زندگی ہی میں ذلت آ پڑے گی۔ جو لوگ افترا پردازی کرتے ہیں، ان کو ہم اس طرح سزا دیتے ہیں، (یعنی ذلت و رُسوائی ان پر مسلط کر دی جائیگی)۔"

تشریح

اس آیت میں اَلْمُفْتَرِيْنَ کی تفسیر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "بدعتی" سے کی ہے، اور حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَقوله: وَكَذٰلِكَ نَجزِي المُفتَرِينَ نَائِلَةٌ لِكُلِّ مَنِ افتَرَى بِدْعَةً، فَإِنَّ ذُلَّ البدعةِ ومخالفة الرشاد مُتَّصِلَةٌ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى كَتِفَيْهِ. ❷

ترجمہ

اور یہ سزا ہر بدعت ایجاد کرنے والے کو ملے گی۔ حق کی مخالفت اور بدعت کا بوجھ اس کے دل سے نکل کر کندھوں پر آ پڑے گا۔

بدعت کی مذمت کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کی مخالفت سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے اور بدعت کی شدید بُرائی بیان فرمائی ہے، اور سنت ہی کو دنیا و آخرت کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ بتایا ہے۔ ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:۔

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. ❸

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز شامل کی جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔

---

❶ الأعراف: ۱۵۲ ❷ تفسیر ابن کثیر: ٦/ ۳۹۷ ❸ صحیح البخاری: ۱۸٤/ ۳

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین مکمل ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص اس دین میں ایسی نئی چیز داخل کرے گا جس کی قرآن وسنت میں کوئی سند نہ ہو تو وہ مردود ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ ، وَيَقُولُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ، وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ، وَالْوُسْطَى، وَيَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ... الخ. [1]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے خطبہ کا انداز بیان کر کے فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ اپنے خطبے میں یہ فرمایا کرتے تھے ”حمد وصلاۃ کے بعد! بہترین کلام، اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ اور طرزِ عمل محمد (ﷺ) کا ہے، اور بدترین چیز نو ایجاد بدعتیں ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے“(نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ”ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے“)۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا. [2]

---

[1] (مسلم: ٢/ ٥٩٢) وفي رواية النسائي (١٨٨/ ٣) "وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ".

[2] صحيح مسلم: ٤/ ٢٠٦٠

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو صحیح راستہ کی طرف بلائے تو اُن تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا جو اس کی اتباع کریں گے، اور اس کی وجہ سے ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا جو اس کا اتباع کریں گے، اور اس کی وجہ سے ان لوگوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

تشریح

مسلمانوں کو نیکی طرف دعوت دینے والے شخص کی کتنی خوش نصیبی ہے کہ اس کے بعد جتنے بھی لوگ اس کی بات پر عمل کریں گے اُن سب کے برابر اس کو بھی ثواب ملتا رہے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اس کے برخلاف جو شخص لوگوں میں بدعت رائج کرے گا تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے گناہوں کے برابر گناہ بدعت ایجاد کرنے والے اور بدعت کی تبلیغ کرنے والے کو بھی ہوگا، لہٰذا بدعات کو اختیار کرنے والے اور دین میں اپنے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے والے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے اس کے انجام پر غور کریں کہ اس کا وبال تنہا اپنے عمل ہی کا نہیں، بلکہ جتنے مسلمان اس سے متاثر ہو کر اس پر عمل کریں گے ان سب کا وبال بھی بدعت کی طرف بلانے والے پر ہوگا۔

حدیث

عَنْ عَبدِ الرَّحمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ وَحُجْرِ بْنِ حُجْرٍ، قَالاَ: أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ: وَلاَ عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا: أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ،

وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. ❶

ترجمہ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور ہمیں خطبہ دیا جس میں نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا، بعض حاضرین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج کا وعظ تو ایسا ہے جیسے رخصت ہونے والے کی نصیحت ہوتی ہے، تو آپ ہمیں بتلایئے کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اور امیر کی اطاعت کرنا خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بڑے اختلافات دیکھے گا، پس میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین کے طریقے کو جو کہ ہدایت یافتہ ہیں، مضبوطی سے پکڑے رہنا، اور اسی کا اتباع کرنا اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نئے نئے طریقوں سے بچنا، کیونکہ عبادت کا ہر نیا طریقہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ. ❷

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کردیا ہے۔

---

❶ أخرجه أبو داؤد في سننه (٥/ ٢٤٧) و سكت عنه. وأخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٤٠٨) وقال: هذا حديث حسن صحيح.

❷ المعجم الأوسط (٤/ ٢٨١) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١٠/ ٣٠٧) : رواه الطبراني في "الأوسط" ورجاله رجال الصحيح غير هارون بن موسى الفروي وهو ثقة.

تشریح

بدعت کی نحوست یہ ہے کہ وہ انسان کے اندر نیکی کی صلاحیت کو مٹادیتی ہے، اور بدعتی کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ گناہ کا کام کر رہا ہے، بلکہ وہ اپنی بدعت کو دین اور عبادت سمجھتا ہے اور اسی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے، اور جو اپنے گناہ کو نیکی سمجھے تو اُسے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، کیونکہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے۔

حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ مَشَى إِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ لِيُوَقِّرَهُ، فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الإِسْلَامِ.[1]

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی تو اُس نے اسلام کو گرانے اور ختم کرنے میں اس کی مدد کی۔

تشریح

مذہبِ اسلام میں ویسے تو ہر مسلمان کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اہلِ بدعت کی تعظیم اور عزت کے بارے میں سخت الفاظ میں منع فرمایا گیا ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے اس کی بات بھی مانی جاتی ہے،اور جب کوئی شخص کسی بدعتی کی عزت وتعظیم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے مقابلے میں اسے حضور ﷺ کی سنت کی عزت واحترام کا کوئی خیال نہیں ہے، اس طرح وہ سنت کی تحقیر کا باعث ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ سنت کی تحقیر کرنا اسلام کی عمارت کو گرانا اور نقصان پہنچانا ہے۔لہٰذا جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرے گا وہ اسلام کو مٹانے میں مدد کرنے والا سمجھا جائیگا۔

حدیث

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ

[1] المعجم الكبير للطبراني (٢٠/ ٩٦) وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١/ ٤٨٨) وفيه بقية وهو ضعيف.

أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، فَأَقُولُ: إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي. ❶

ترجمہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پیئے گا، اور جو شخص ایک بار اس کا پانی پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، کچھ لوگ وہاں میرے پاس آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ پیدا کردی جائے گی۔ میں کہوں گا کہ یہ میری اُمت کے لوگ ہیں (ان کو میرے پاس آنے دو)، تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی بدعات گھڑی تھیں! یہ جواب سُن کر میں کہوں گا کہ ''ہلاکت ہو، ہلاکت ہو ان لوگوں کی جنہوں نے میرے بعد دین بدل ڈالا''۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر دین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد کریں گے اور اعمال کے نئے نئے طریقے نکالیں گے، یا اپنی طرف سے خلافِ شرع قیدیں اور شرطیں لگائیں گے وہ قیامت کے دن حوضِ کوثر سے محروم رہیں گے اور لعنت کے مستحق ہوں گے۔

حدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا، وَلَا صَلَاةً، وَلَا صَدَقَةً، وَلَا حَجًّا، وَلَا عُمْرَةً، وَلَا جِهَادًا، وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، يَخْرُجُ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. ❷

---

❶ مُتَّفق عَلَيْهِ ومشكاة المصابيح: (۳/ ۱۵٤٦) وأخرجه البخاري رقم (٦٥٨٤) و۷۰۵۰ ومسلم رقم ۲۲۹۰.

❷ (سنن ابن ماجه: ۷۷/ ۱) قال البوصيرى فى "مصباح الزجاجة" (۱/ ۱۰): هذا إسناد ضعيف، فيه محمد بن محصن وقد اتفقوا على ضعفه.

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نہ کسی بدعتی کا روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز اور صدقہ، نہ حج وعمرہ نہ جہاد، اور نہ کوئی فرض عبادت قبول کرتا ہے نہ نفل۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَبَى اللّٰهُ أَنْ يَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتَّى يَدَعَ بِدْعَتَهُ.[1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بدعتی کا عمل قبول کرنے سے انکار کیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت چھوڑ دے۔

فائدہ

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اہلِ بدعت جتنی بھی عبادت کرلیں، مجاہدے اور مشقتیں برداشت کرلیں، لیکن چونکہ ان کا طریقہ سنت کے خلاف ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا عمل مقبول نہیں۔ بدعت کا گناہ انجامِ کار کے اعتبار سے کفر وشرک سے جا ملتا ہے، کیونکہ شروع میں بدعت والے کام کئے جاتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ یہ بدعتیں اعمال سے بڑھ کر عقائد تک پہنچ جاتی ہیں، نتیجہ یہ کہ آدمی شرک میں مبتلا ہوکر ایمان واسلام سے محروم ہوجاتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ بدعت ایک بُرا فعل اور بڑا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے، اور بدعت اختیار کرنے سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے، جبکہ توحید وسنت پر عمل کرنے سے دل میں نورانیت پیدا

[1] (سنن ابن ماجه:۷۸/ ۱) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (۱/ ۱۱) هذا إسناد رجاله كلهم مجهولون، قاله الذهبي في "الكاشف". وقال أبو زرعة: لا أعرف أبا زيد ولا المغيرة.

ہوتی ہے، پھر یہی نورانیت اور ظلمت دل سے چہرہ پر منتقل ہوتی ہے اور چہرے پر بھی اس کے آثار نظر آتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ نے سنت کے مطابق زندگی گزارنے کو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ فرمایا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو:۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا، وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ، وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ هَذَا اليَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيرٌ، قَالَ: وَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي.[1]

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے حلال کھایا، سنت پر عمل کیا اور اس کی تکلیفوں سے لوگ محفوظ رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے لوگ آجکل تو بہت ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ بعد میں فتنہ وفساد کا دور ہوگا، لیکن اس کے باجود آخری زمانہ تک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوں گے جن کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق ہوگی، ان کے ہر قول وفعل میں سنتِ نبوی ﷺ کی جھلک اور اتباع کا جذبہ ہوگا، اور بدعت سے مکمل طور پر اجتناب کریں گے۔ معلوم ہوا کہ سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے بچنا جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو حضور اقدس ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہئے کہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سنت پر عمل کرنے اور بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٢٨٧) وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه من حديث إسرائيل.

مشرک پر جنت حرام ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ
وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ
النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ (سورۃ المائدۃ: ۷۲)

ترجمہ

وہ لوگ یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ: اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار۔ یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، اللہ نے اس کے لیے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اور جو لوگ (یہ) ظلم کرتے ہیں ان کو کسی قسم کے یارومددگار میسر نہیں آئیں گے۔

عبادات کے متعلق گناہ

حدیث

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور پورا پورا کرے، اس کے بعد وہ نماز کی طرف کھڑا ہو جائے اور اس کے رکوع اور سجود مکمل کرے اور اس میں قراءت بھی اچھی طرح کرے، وہ نماز کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تیری ایسی حفاظت کرے جیسے تم نے میری حفاظت کی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کے لئے ضیاء اور روشنی ہوگی، پس نماز کے لئے دروازے کھولے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتی ہے، پھر وہ اپنے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتی ہے۔

اور جب وہ اس نماز کے رکوع وسجود پورا نہیں کرتا، نہ اس میں قراءت پوری کرتا ہے، تو نماز کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کردے جیسے تم نے مجھے ضائع کیا ہے اور پھر وہ اُوپر کو اُٹھائی جاتی ہے اور اس پر اندھیرا ہوتا ہے، پھر اس کے آگے آسمانوں کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں، اس کے بعد وہ ایسے لپیٹی جاتی ہے جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے، پھر وہ نماز پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

(شعب الایمان: ۵۰۱/۴ (۲۸۷۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبادات کے متعلق گناہ

گناہ نمبر ۳ نماز نہ پڑھنے کا گناہ

نماز اہم ترین عبادت ہے، اور ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے، اور قیامت میں سب سے پہلے اسی کے بارے میں سوال ہوگا، یہ اسلام کی علامت ہے، اور دین کا ستون ہے، گناہوں کی معافی، دل کو نورانی بنانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا درجہ جسم اور بدن میں۔ لیکن افسوس ہے کہ نماز جتنی اہم ہے، ہمارے زمانہ میں اُتنی ہی اس سے غفلت اور لاپرواہی پائی جاتی ہے۔

نماز چھوڑنے والوں کی مذمت قرآنِ کریم میں

قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں نماز چھوڑنے والوں کی مذمت اور ان پر بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ [1]

ترجمہ

"پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کی جگہ آئے جنہوں نے نمازوں کو برباد کیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلے، چنانچہ ان کی گمراہی بہت جلد ان کے سامنے آجائے گی۔"

تشریح

نماز کے ضائع کرنے سے مراد جمہورِ مفسرین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت امام نخعی، حضرت قاسم، حضرت مجاہد، حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] مریم: ۵۹

وغیرہ کے نزدیک نماز کو اُس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھنا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کے ارکان و شرائط میں سے کسی میں کوتاہی کرنا (جس میں وقت بھی داخل ہے) اضاعتِ نماز میں شامل ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز ضائع کرنے سے مراد بلاعذرِ معتبر بے جماعت گھر میں نماز پڑھ لینا ہے۔ ❶

نماز چھوڑنے یا وقتِ مقررہ سے مؤخر کر کے پڑھنے پر وعیدیں

نماز کی اہمیت اور اسے چھوڑنے یا وقتِ مقررہ سے مؤخر کر کے پڑھنے کے گناہ ہونے سے متعلق ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ العَبْدُ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الفَرِيضَةِ؟ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ. ❷

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ نامراد اور خسارہ میں ہوگا، اور اگر فرض نماز میں کچھ کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: دیکھو اس بندہ کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کر دیا جائے؟ (اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کر دی جائے گی) اس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال کا حساب ہوگا۔

---

❶ تفسیر معارف القرآن بحوالہ تفسیرِ قرطبی اور بحرِ محیط

❷ أخرجه الترمذي في سننه (١/٤٣٨) وقال: حديث أبي هريرة حديث حسن غريب من هذا الوجه.

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نفلوں کا ذخیرہ بھی اپنے پاس رکھنا چاہئے تاکہ اگر فرضوں میں کچھ کوتاہی نکلے تو وہ نفلوں سے پوری کردی جائے۔

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ. [1]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بندہ کو اور کفر وشرک کو ملانے والی چیز نماز چھوڑنا ہے۔

تشریح

کتنی سخت وعید ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے چھوڑنے پر کفر کا حکم لگا رہے ہیں، اگرچہ علماءِ کرام نے اس کو انکار کرنے کے ساتھ مقید کیا ہے، یعنی جو شخص نماز نہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی فرضیت کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی فکر اتنی بڑی چیز ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اہمیت ہوگی اس کیلئے یہ ارشادات نہایت سخت ہیں، اس کے علاوہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعض ائمہ رحمہم اللہ علیہم کا تو مذہب یہی ہے کہ بلا عذر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اس کبیرہ گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا، وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ، وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ، وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ. [2]

---

[1] صحيح مسلم: ١/١٣٤

[2] (مسند أحمد ١١/١٤١) قال الهيثمي في المجمع ٢/٢١: رواه أحمد والطبراني في الكبير والأوسط ورجال أحمد ثقات.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اُس کے لئے قیامت کے دن کوئی نور ہوگا، نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا سبب، اور قیامت کے دن اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان، اور اُبَی بن خلف (جیسے بڑے بڑے کافروں) کے ساتھ ہوگا۔

تشریح

علماء نے لکھا ہے کہ ان کے ساتھ حشر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اُنہی وجوہات سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان کافروں میں پائی جاتی تھیں، یعنی مال، حکومت و سلطنت، وزارت اور تجارت۔

لہٰذا اگر نماز میں سستی مال و دولت میں مشغولی کی وجہ سے ہو تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا، اور اگر نماز چھوڑنے کی وجہ حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ حشر ہوگا، اور اگر اس کی وجہ وزارت ہے تو ہامان کے ساتھ، اور تجارت میں مشغولی ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ حشر ہوگا جو مکہ میں کافروں کا تاجر تھا۔

حدیث

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَبْلَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا، وَسُجُودَهَا، وَالْقِرَاءَةَ فِيهَا، قَالَتِ الصَّلَاةُ: حَفِظَكَ اللهُ كَمَا حَفِظْتَنِي، ثُمَّ صُعِدَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَلَهَا ضَوْءٌ وَنُورٌ فَفُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى تَنْتَهِيَ بِهَا إِلَى اللهِ فَتَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا، وَإِذَا لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهَا، وَلَا سُجُودَهَا، وَلَا الْقِرَاءَةَ فِيهَا، قَالَتْ: ضَيَّعَكَ اللهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِي، ثُمَّ صُعِدَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَعَلَيْهَا ظُلْمَةٌ، فَغُلِّقَتْ دُونَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ ثُمَّ تُلَفُّ كَمَا

يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَضُرِبَ بِهَا وَجْهُ صَاحِبِهَا. [1]

ترجمہ

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور پورا پورا کرے، اس کے بعد وہ نماز کی طرف کھڑا ہوجائے اور اس کے رکوع اور سجود مکمل کرے اور اس میں قراءت بھی اچھی طرح کرے، نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری ایسی حفاظت کرے جیسے تم نے میری حفاظت کی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کے لئے ضیاء اور روشنی ہوگی، پس نماز کے لئے دروازے کھولے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتی ہے، پھر وہ اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرتی ہے۔ اور جب وہ اس کے رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا، نہ اس میں قراءت پوری کرتا ہے، تو نماز کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کردے جیسے تم نے مجھے ضائع کیا ہے اور پھر وہ اُوپر کو اُٹھائی جاتی ہے اور اس پر اندھیرا ہوتا ہے، پھر اس کے آگے آسمانوں کے دروازے بند کرلئے جاتے ہیں، اس کے بعد وہ ایسی لپیٹی جاتی ہے جیسا پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے، پھر وہ نماز پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

تشریح

اس حدیث میں بروقت نماز ادا کرنے کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ نماز خود نمازی کو دعا دیتی ہے اور قیامت کے دن نمازی کیلئے مغفرت طلب کرے گی۔ لیکن نماز کا اہتمام نہ کرنے والے اور وقت گزرنے کے بعد پڑھنے والوں کیلئے بڑی سخت وعید ہے کہ ایسی نماز فائدہ مند نہیں ہوگی، بلکہ اُلٹا نمازی کیلئے بد دعا کرتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن خشوع وخضوع سے نہیں پڑھتے بلکہ جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں ان کی نمازوں پر بھی یہی وعید ہے۔

حدیث

عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ

[1] (شعب الإيمان (٤/ ٥٠١) (٢٨٧١) وفي إسناده الأحوص بن حكيم الحمصي، قال الحافظ ابن حجر في تقريب التهذيب ص ١٢١: ضعيف الحفظ، من الخامسة، وكان عابدًا.

فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ. [1]

ترجمہ

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی نماز فوت ہوگئی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

تشریح

یعنی اگر آدمی سے اس کا مال و دولت اور بال بچے سب چھین لئے جائیں اور وہ اکیلا کھڑا رہ جائے تو جس قدر رنج و صدمہ اس حالت میں اس کو ہوگا ایسا ہی صدمہ نماز چھوٹنے میں ہونا چاہئے، کیونکہ نماز کا ضائع کرنا بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے۔ اور آدمی جس قدر اپنے بال بچوں اور مال و دولت کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ نماز کے ضائع ہونے سے ڈرنا چاہئے۔

لہٰذا نماز بہت اہتمام سے اور توجہ سے باجماعت ادا کرنی چاہئے، بغیر معتبر عذر کے جماعت ہرگز نہ چھوڑنی چاہئے اور پوری نماز آرام واطمینان سے ادا کرنی چاہئے، جلدی جلدی نہ پڑھنی چاہئے۔ اور جس طرح اپنے مقام پر باقاعدہ نماز ادا کرنی چاہئے اسی طرح سفر میں بھی نماز پڑھنی چاہئے۔ بعض خواتین وحضرات سمجھتے ہیں کہ سفر میں نماز معاف ہے اس لئے وہ نماز نہیں پڑھتے، یہ ناجائز اور بڑا گناہ ہے، کیونکہ سفر کی وجہ سے فرض نمازوں میں قصر ہوتا ہے، لیکن نماز معاف نہیں ہوتی۔

اللہ پاک سب مسلمانوں کو پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

گناہ نمبر ۴ زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایمان اور نماز کے بعد سب سے بڑا رکن زکوٰۃ ہے، یہ ایسا مالی فریضہ اور پاکیزہ عبادت ہے جو پچھلے تقریباً تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی جاری رہی ہے، اور نبی آخر الزمان، سید المرسلین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] (مسند أحمد:۳۹/۴۹) قال الساعاتي في الفتح الرباني (۲/ ۲۳۰) سنده جيدٌ انتهى. وفي رواية النسائي في المجتبى(۱/ ۲۳۷): مَنْ فَاتَتْهُ صَلاةُ العَصْرِ ... الخ.

کی شریعت میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔اور قرآنِ کریم میں تقریباً ستّر مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے ہر عاقل و بالغ صاحبِ نصاب شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور جو فرض ہونا تسلیم کرے لیکن صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ سخت گناہگار ہے۔ نیز زکوٰۃ کا صرف جیب سے نکال دینا کافی نہیں، بلکہ اس کو صحیح مستحقین تک پہنچانا اور ان کو عملاً مالک اور قابض بنا کر دینا ضروری ہے، اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے فضائل و برکات

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بے شمار فضائل و برکات بتائے گئے ہیں، مثلاً:

(۱) ... زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔

(۲) ... زکوٰۃ ادا کرنے سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳) ... خوف و غم سے نجات ملتی ہے، اور نقصانات سے بچاؤ ہوتا ہے اور مال کا شر دور ہوتا ہے۔

(۴) ... زکوٰۃ انسان کو گناہوں سے پاک کردیتی ہے اور جنت میں داخلے اور جہنم سے دوری کا ذریعہ ہے۔

(۵) ... اللہ جل جلالہ کے غضب و ناراضگی اور بُری موت سے بچاؤ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر قرآنِ کریم میں وعید

جس طرح زکوٰۃ ادا کرنے کے بے شمار فضائل اور فوائد قرآن و حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴿٣٥﴾ [1]

ترجمہ

"اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو، جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں (پہلو) اور ان کی پیٹھیں (پشتیں) داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے"۔

تشریح

یہ وعید اس مال کیلئے ہے جس کے وہ حقوق ادا نہ کئے گئے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اس مال پر مقرر فرمائے ہیں، جن میں سے سب سے اہم زکوٰۃ کی ادائیگی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ویسے تو مالِ زکوٰۃ جہنم کی آگ میں تپا کر اس کے ذریعہ اس شخص کا پورا جسم ہی داغا جائے گا مگر خاص طور پر پیشانی، پہلو اور پشت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بخیل آدمی جو اپنا سرمایہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرنا چاہتا جب اس کے سامنے کوئی فقیر و مسکین اور زکوٰۃ کا طلبگار آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی پیشانی پر بل پڑتے ہیں، پھر وہ اس سے نظر چرا کر دائیں یا بائیں پہلو کو موڑتا ہے اور پھر پشت پھیر کر چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا۔ اس لئے عذاب کیلئے خاص طور پر ان تین اعضاء کا ذکر کیا، ورنہ درحقیقت یہ عذاب جسم کے سارے اعضاء کو ہوگا اور سارے جسم کو ہوگا۔

زکوٰۃ نہ دینے کی وعید کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا

[1] التوبة: ٣٤-٣٥

جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ...الخ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی سونا، چاندی (اور مال و دولت) رکھنے والا شخص ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوۃ) نہ دیتا ہو، مگر اس کا حال یہ ہوگا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس شخص کو عذاب دینے کیلئے اس سونے چاندی اور مال و دولت کی چوڑی چوڑی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان تختیوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا (یعنی خوب گرم کیا جائے گا جیسا کہ لوہا اور دیگر دھاتیں آگ میں خوب گرم کرنے سے سرخ ہوجاتی ہیں) پھر ان سے زکوۃ نہ دینے والے شخص کی کروٹ (پہلو) اور پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا، جب یہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی تو ان کو دوبارہ آگ میں تپا کر گرم کرلیا جائے گا، اور یہ کام اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی یعنی قیامت کے دن، یہاں تک کہ جب بندوں کا فیصلہ ہوجائے گا تو اسے یا جنت کا راستہ دکھایا جائے گا یا جہنم کا۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَيْهِ -يَعْنِي شِدْقَيْهِ- ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ. ❷

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے پاس بڑے زہریلے، گنجے ناگ کی شکل میں آئے گا (یعنی اس کے سر کے بال اس کے انتہائی زہریلے ہونے کی وجہ سے جھڑ گئے ہوں گے اور وہ نہایت

---

❶ صحيح مسلم :۲/ ٦٨٠ ❷ صحيح البخاري :۲/ ١٠٦

خوفناک اور زہریلا ہوگا)، اس کی دونوں آنکھوں کے اُوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے، یہ اس ناگ کے شدید زہریلے ہونے کی علامت ہے) وہ ناگ زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کی گردن میں لپٹ جائے گا اور اس کے دونوں جبڑے پکڑے گا (یعنی نوچے گا اور ان کو چیر دے گا) اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (جس کی تو زکوٰۃ نہ دیتا تھا، آج اس کا عذاب بھگتو)۔

حدیث

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَى أَغْنِيَاءِ الْمُسْلِمِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ قَدْرَ الَّذِي يَسَعُ فُقَرَاءَهُمْ، وَلَنْ يُجْهَدَ الْفُقَرَاءُ إِلاَّ إِذَا جَاعُوا وَعَرُوا مِمَّا يَصْنَعُ أَغْنِيَاؤُهُمْ، أَلَا وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مُحَاسِبُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِسَابًا شَدِيدًا، وَمُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا نُكْرًا۔ [1]

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں زکوٰۃ بس اتنی مقدار فرض کی ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہوجائے، اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی وجہ سے جب کبھی تکلیف اور مشقت ہوتی ہے تو اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ مالدار لوگ ان کا حق ضائع کرتے ہیں (یعنی وہ غریبوں کو زکوٰۃ نہیں دیتے)۔ یاد رکھیں (جو مالدار زکوٰۃ نہیں دیتے) بے شک اللہ عزّوجلّ ان مالداروں سے سخت حساب لیں گے اور ان کو درد ناک عذاب دینگے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ ... وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا

[1] (المعجم الصغير للطبراني:١٧٨/ ٢) قال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/ ١٧٩: رواه الطبراني في الصغير والأوسط وقال: تفرد به ثابت بن محمد الزاهد، قلت: ثابت من رجال الصحيح، و بقية رجاله وثقوا وفيهم كلام.

الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا....الخ. ❶

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہوجاؤ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو... (ان میں ایک بات یہ ہے) کہ جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو ان سے بارش روک لی جاتی ہے، اور اگر جانور نہ ہوں تو ان پر کبھی بارش نہ برسے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ. ❷

ترجمہ

عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قوم بھی زکوٰۃ نہیں نکالتی، اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرمادیتے ہیں۔

تشریح

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قحط سالی کا عذاب بھی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے آتا ہے کہ ضروریاتِ زندگی کے ملنے میں تنگی ہوجاتی ہے۔ آج ہم میں اکثر مسلمان ضروریاتِ زندگی کی کمی اور مہنگائی کے وبال کا شکار ہیں، لیکن شاید ہی یہ خیال کبھی ذہن میں آتا ہو کہ درحقیقت اس تنگی اور پریشانی کی ایک وجہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہے، اگر زکوٰۃ کی چوری معاشرہ سے ختم ہوجائے اور تمام صاحبِ نصاب مسلمان زکوٰۃ کے فریضہ کو خوشدلی کے ساتھ انجام دیں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فراوانی ہوجائے اور ہر شخص کو بآسانی ضروریاتِ زندگی حاصل ہوں اور ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی

---

❶ (سنن ابن ماجه ٤٩١/ ٥) قال البوصيري في مصباح الزجاجة (١٨٦/ ٤) نقلاً عن الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، هذا حديث صالح للعمل به، وقد اختلف في ابن أبي مالك وأبيه .... الخ.

❷ (المعجم الأوسط للطبراني (٢٦/ ٥) قال الهيثمي في مجمع الزوائد (٢٠٤/ ٣): رواه الطبراني في الأوسط ورجاله ثقات.

توفیق عطا فرمائیں۔آمین

حدیث

قَالَ عمر رضي الله عنه: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا تَلِفَ مَالٌ فِي بَرٍّ، وَلَا بَحْرٍ، إِلَّا بِحَبْسِ الزَّكَاةِ.[1]

ترجمہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خشکی ہو یا سمندر، جہاں بھی مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَأَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ النَّارَ، فَأَمَّا أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: فَالشَّهِيدُ، وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ، وَأَمَّا أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ النَّارَ: فَأَمِيرٌ مُسَلَّطٌ، وَذُو ثَرْوَةٍ مِنْ مَالٍ لَا يُعْطِي حَقَّ مَالِهِ، وَفَقِيرٌ فَخُورٌ.[2]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے جنت میں جانے والے پہلے تین افراد اور جہنم میں جانے والے پہلے تین افراد پیش کئے گئے، سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین افراد یہ ہیں: (۱) شہید۔ (۲) وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کا بھی خیرخواہ ہو (یعنی اس کے حق میں بھی کمی نہ کرے)۔ (۳) وہ عیال دار شخص جو پاکباز ہو اور گزارے کے لائق روزی پر اکتفاء کرے، اپنی محتاجی بیان کرکے لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔اور سب سے پہلے جہنم میں جانے والے تین افراد یہ ہیں: (۱) زبردستی حکومت حاصل کرکے حکمران بننے والا۔ (۲) وہ مالدار

---

[1] (المعجم الأوسط كما في مجمع الزوائد: (۳/۲۰۰) قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط وفيه عمر بن هارون، وهو ضعيف.

[2] مسند أحمد (۱۵/۲۹۷) وأخرجه الترمذي (۳/۲۷۸) مقتصرًا على الشطر الأول، وقال: هذا حديث حسن.

شخص جو اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ (۳) اترانے والا یعنی متکبر فقیر۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جہنم میں سب سے پہلے جانے والے افراد میں وہ شخص بھی شامل ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔

حدیث

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَنْ كَسَبَ طَيِّبًا خَبَّثَهُ مَنْعُ الزَّكَاةِ، وَمَنْ كَسَبَ خَبِيثًا لَمْ تُطَيِّبْهُ الزَّكَاةُ. ❶

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پاکیزہ اور حلال مال کماتا ہے، زکوٰۃ ادا نہ کرنا اس پاکیزہ اور حلال مال کو خراب اور خبیث کر دیتا ہے، اور جو شخص حرام مال کماتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ پاکیزہ نہیں ہوتا (بلکہ حرام ہی رہتا ہے)۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَاةَ لَهُ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے دونوں کا حکم فرمایا ہے، لہٰذا جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی قبول نہیں۔

حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا، وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟، قَالَتْ: لَا، قَالَ: أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا

❶ المعجم الكبير للطبرانی (۹/ ۳۱۹) (قال المنذري في الترغيب ۱/ ۳۱۰ (۲۳) رواه الطبراني في الكبير موقوفا باسناد منقطع.

❷ المعجم الكبير (۱۰/ ۱۰۳) قال الهيثمی فی مجمع الزوائد ۳/ ۱۹۸ رواه الطبرانی في الكبير وله إسناد صحيح.

يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا، فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ.[1]

ترجمہ

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی بھی تھی، اور اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس نے وہ کنگن اُتارے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہیں۔

تشریح

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زیور کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے کیسا دردناک عذاب دیا جائے گا۔ بعض خواتین زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنے میں کوتاہی اور غفلت کرتی ہیں اور اپنا دل تنگ کرتی ہیں، ذرا پوری توجہ سے ایک مرتبہ سوچیں کہ جو زیور وہ پہنتی ہیں اگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہی زیور جہنم کی آگ میں تپا کر پہنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دردناک عذاب سے سب کی حفاظت فرمائے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اس لئے جس مسلمان مرد وعورت پر زکوٰۃ فرض ہو اس کو اپنے اموالِ زکوٰۃ کا صحیح صحیح حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گُناہ نمبر ۵ بلا عذر فرض روزہ نہ رکھنے کا گناہ

روزہ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، اور یہ ایسی بدنی عبادت ہے جو پہلی اُمتوں پر بھی فرض تھی، اس عبادت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی برکت سے نفسانی خواہشات

[1] أخرجه أبو داؤد في سننه (۲/ ٤) وسكت عنه، وذكره الزيلعي في نصب الراية (۲/ ۳۷۰) وقال: قال ابن القطان في "كتابه" إسناده صحيح.

کا زور ٹوٹتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد وعورت پر رمضان المبارک کے روزے فرض فرمائے ہیں، اور یہ وہ بابرکت فریضہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور قیامت کے دن حق تعالیٰ اس کا بدلہ اور اجروثواب بغیر کسی واسطہ کے بذاتِ خود روزہ دار کو عنایت فرمائیں گے، چنانچہ حدیثِ قدسی میں ارشاد ہے:

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (صحیح بخاری)

روزہ ایک رازدارانہ عبادت ہے

ویسے تو نماز، روزہ اور دیگر سب عبادات اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اسی کو راضی اور خوش کرنے کیلئے سب عبادات کی جاتی ہیں، مگر روزہ ایک عجیب خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے، کہ وہ ریا اور دکھلاوے سے بالکل دور، غیروں کی نظر سے پوشیدہ اور بندہ اور معبود کے درمیان ایک راز ہے، یہاں تک کہ روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو صحیح طور پر اس کا علم بھی نہیں ہوتا، کیونکہ روزہ کی کوئی ظاہری صورت اور محسوس علامت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو اس کا علم ہوسکے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ اور ثواب دینے میں بھی خصوصی اور رازدارانہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ براہِ راست بغیر کسی واسطہ کے روزہ دار کو اس کا بدلہ عطا فرمائیں گے اور فرشتوں کو بھی اس کی اطلاع نہیں ہوگی۔

روزہ کے فضائل کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

رسولِ کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں روزے کے فضائل بیان فرمائے ہیں، مثلاً:

(۱)... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کے ہر عمل کا اَجر دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، لیکن روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنٰی ہے کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، کیونکہ بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشات کو اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

(۲)... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ میری

اُمت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی اُمتوں کو نہیں ملیں:۔

(۱) ... اُن کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) ... ان کیلئے دریا کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

(۳) ... جنت ہر روز ان کیلئے آراستہ کی جاتی ہے، پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اُوپر سے پھینک کر تیرے پاس آئیں۔

(۴) ... اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں اُن بُرائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیرِ رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

(۵) ... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کیلئے مغفرت کی جاتی ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شبِ مغفرت، شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں! بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔ [1]

(۳) ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

(۴) ... حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہ ہو سکے گا، اعلان ہوگا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ چنانچہ روزہ دار کھڑے ہوں گے اور جب وہ اس دروازے سے داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ (صحیح بخاری)

اس کے علاوہ بھی احادیثِ طیبہ میں روزہ کے متعدد فضائل بیان ہوئے ہیں، اس لئے ہر عاقل و بالغ مسلمان پر لازم ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے کا پورا اہتمام کرے، اور معمولی معمولی باتوں اور مشقتوں کا بہانہ کر کے ہرگز روزہ نہ چھوڑے، کیونکہ بلاعذرِ معتبر فرض روزہ چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے اور احادیثِ مبارکہ میں بلاعذر روزہ نہ رکھنے

[1] الترغیب، قال الهيثمي في المجمع (۳/ ۳٤۱) رواه أحمد والبزار وفيه هشام بن زياد أبو المقدام وهو ضعيف.

والے کیلئے وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں!

فرض روزہ نہ رکھنے کی مذمت کے متعلق احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے (یعنی شرعاً اُسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ تھی اور روزہ سے عاجز کرنے والا مرض بھی نہ تھا پھر بھی وہ) رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو رمضان کے علاوہ چاہے عمر بھر روزے رکھے وہ اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

تشریح

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے فرض روزوں کیلئے مخصوص کر دیا ہے، اب اگر کوئی شخص اپنی بدبختی سے اس مہینہ میں روزہ چھوڑ دے تو اس کے اعمال نامہ میں گناہِ کبیرہ تو لکھا ہی جائے گا، اور روزہ کے عظیم ثواب اور خیر وبرکت سے محرومی اس کے علاوہ ہوگی جو بہت بڑا نقصان ہے، اس کے علاوہ یہ بھی نقصان ہے کہ ایک روزہ کے عوض اگر عمر بھر بھی روزے رکھے تب بھی وہ فضیلت حاصل نہ ہوگی جو رمضان میں روزہ رکھنے سے حاصل ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی وجہ سے بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ رمضان کے روزہ کی قضاء ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزہ رکھتا رہے، البتہ جمہور فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو ایک روزہ کے بدلے ایک روزہ سے قضا ہوجائیگی، اور اگر روزہ رکھ کر بلا عذرِ معتبر توڑ دیا تو قضا کے ایک روزے کے علاوہ دو مہینے لگا تار کفارہ کے روزے رکھنے سے فرض ذمہ سے ساقط ہوجائے گا، لیکن اتنی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (۹۳/ ۳) وقال: حديث أبي هريرة لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وسمعتُ محمدًا يقول: أبو المطوس: اسمه يزيد بن المطوس، ولا أعرف له غير هذا الحديث.

وہ برکت اور فضیلت جو رمضان المبارک کی ہے وہ ہاتھ نہیں آسکتی۔

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ وَلَمْ يَصُمْهُ فَقَدْ شَقِيَ، وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُ فَقَدْ شَقِيَ، وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ.[1]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا مہینہ پایا اور روزے نہیں رکھے وہ بد بخت ہے، اور جس شخص نے اپنے والدین دونوں یا ایک کو پایا اور ان کی فرمانبرداری نہیں کی وہ بد بخت ہے، اور جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بھی بد بخت ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الباهِلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا لِي: اصْعَدْ فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أُطِيقُهُ ، فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هَذَا عَوَى أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ.[2]

ترجمہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں سو رہا تھا، میرے پاس دو آدمی آئے، انہوں نے مجھے میرے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر لے آئے اور وہاں پہنچ

---

[1] المعجم الأوسط: (٤/ ١٦٢) قال الهيثمي في مجمع الزوائد (٣/ ٣٤٠) رواه الطبراني في الأوسط وفيه الفضل بن مبشر، وفيه كلام، وقد وثقه ابن حبان وغيره.

[2] أخرجه الحاكم في المستدرك (١/ ٥٩٥) وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي في التلخيص.

کر مجھ سے کہنے لگے کہ اس پر چڑھیئے، میں نے کہا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے، وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کیلئے سہولت پیدا کر دیتے ہیں، چنانچہ میں اس پہاڑ پر چڑھنے لگا، جب میں درمیان میں پہنچا تو بڑی شدید آوازیں آئیں، میں نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اہلِ جہنم کا شور وغل ہے، پھر وہ مجھے آگے لے کر چلے، اچانک میں کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو ایڑیوں کے بل لٹکے ہوئے تھے اور ان کے جبڑے چھلے ہوئے تھے جن میں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ کا وقت پورا ہونے سے پہلے ہی روزہ کھول لیتے ہیں۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما مرفوعًا: عُرَى الْإِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّينِ ثَلَاثَةٌ عَلَيْهِنَّ أُسِّسَ الْإِسْلَامُ مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِهَا كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ. [1]

وفي رواية أخرى عنه مرفوعًا: من ترك مِنْهُنَّ وَاحِدَة فَهُوَ بِاللهِ كَافِرٌ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَقَدْ حَلَّ دَمُهُ وَمَالُهُ. [2]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں: اسلام کی اساس اور بنیاد تین چیزیں ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، جو شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دے گا وہ کافر ہے اور اس کا خون حلال ہے: (۱) کلمہ توحید کی شہادت (۲) فرض نماز (۳) رمضان کا روزہ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص ان میں سے کسی کو بھی چھوڑ دے گا وہ کافر ہے اسکی کوئی عبادت مقبول نہیں۔

تشریح

مذکورہ بالا حدیث میں روزہ نہ رکھنے والے کو کافر بتایا گیا ہے، علماء کرام نے اگرچہ اس کافر ہونے کو انکار کرنے کے ساتھ مقید کیا ہے کہ جو روزہ کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا، اور جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ کافر نہیں مگر سخت گنہگار اور فاسق ہے۔ لیکن اس میں کوئی

[1] مسند أبي يعلى (٤/ ٢٣٦) قال المنذري في الترغيب والترهيب (٢١٥/ ١): رواه أبو يعلى بإسناد حسن.

[2] الترغيب والترهيب :١/ ٢١٥

شک نہیں کہ ایسے لوگوں کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بہت سخت ہیں۔اس لئے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنا چاہئے۔

شرعی عذر کی صورت میں روزہ چھوڑنے کی اجازت

البتہ اگر شرعی عذر ہو تو مجبوری کی صورت میں رمضان کا روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، ایسی صورت میں بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ اپنے عذر کی تفصیل کسی مستند مفتی کو بتا کر اس سے حکمِ شرعی معلوم کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو روزہ کے فضائل و برکات حاصل کرنے اور روزہ نہ رکھنے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین!

گناہ نمبر ٦ حجِ فرض میں تاخیر کرنے کا گناہ

اسلام کے ارکان میں حج ایک اہم رکن ہے، اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان کا بدن بھی خوب استعمال ہوتا ہے اور مال بھی خرچ ہوتا ہے، اور اس عبادت میں عاشقانہ شان پائی جاتی ہے، کیونکہ حج میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ارکان رکھے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔اور حج نہ صرف بذاتِ خود ایک اعلیٰ عبادت ہے بلکہ بہت سی عبادتوں کا مجموعہ اور بہت سی پاکیزہ صفات کا سرچشمہ ہے، یہی وجہ ہے کہ حج کی یہ دل کش عبادت تمام عبادتوں میں ایک منفرد اور نرالی شان رکھتی ہے۔قرآنِ کریم نے بہت سے مواقع پر حج کی اہمیت اور فضیلت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

حج کی فرضیت و اہمیت کے متعلق قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾ [1]

[1] آل عمران: ٩٦ و ٩٧

ترجمہ

"حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کیلئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے، (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہان کے لوگوں کیلئے ہدایت کا سامان ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے۔ اور لوگوں میں سے جو لوگ بیت اللہ تک آنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کیلئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَاَذِّنۡ فِي النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ

"اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنیوالی اُن اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں جو (لمبے سفر سے) دُبلی ہوگئی ہوں"۔

لہٰذا ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے، اور صاحبِ استطاعت وہ مسلمان کہلاتا ہے جو عاقل، بالغ اور صحتمند ہو، اور اس کے پاس اس کی اصلی اور بنیادی ضروریات سے زائد اتنا مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام و طعام کا خرچ برداشت کر سکے، اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کے خرچ کا انتظام بھی کر سکے جن کا نان و نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، اور آنے جانے کا راستہ بھی محفوظ اور مامون ہو۔ عورت کیلئے چونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں اس لئے وہ حج پر اس وقت قادر سمجھی جائے گی جب اس کے ساتھ کوئی مَحرَم حج کرنے والا ہو، خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کر رہا ہو یا یہ عورت اس کا سفرِ خرچ بھی برداشت کرے۔ (تفسیر معارف القرآن)

[1] الحج: ۲۷

حج کے فضائل کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

احادیثِ طیبہ میں حج کے متعدد فضائل بیان ہوئے ہیں، مثلاً:

(۱)... نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے اس طرح حج کرے کہ اس میں نہ کوئی فحش بات ہو اور نہ حکم عدولی ہو وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اُس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲)... حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ نیکی والے حج یعنی حجِ مبرور و مقبول کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف) (نیکی والے حج کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی معصیت نہ ہو اور آداب و شرائط کی رعایت کے ساتھ کیا جائے)۔

(۳)... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے بَری فرماتے ہوں، (یعنی جتنی کثیر مقدار میں عرفہ کے دن جہنم سے خلاصی ہوتی ہے اتنی کثیر تعداد کسی اور دن کی نہیں ہوتی)۔ حق تعالیٰ شانہ (دنیا کے) قریب ہوتے ہیں، پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں: یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (صحیح مسلم)

(۴)... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایک دن حالتِ احرام میں تلبیہ کہتے ہوئے گزارا یہاں تک کہ (اس دن کا) سورج غروب ہوگیا تو وہ سورج اس کے گناہ لے کر غروب ہوگا اور وہ مُحرِم ایسا (گناہوں سے پاک) ہوجائے گا جیسے (اس وقت تھا جب) اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

(ابنِ ماجہ)

(۵)... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں تو وہ ان کی دعاء قبول فرمائے، اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (ابنِ ماجہ)

یہ چند فضائل ہم نے ذکر کئے ہیں، ورنہ ذخیرۂ احادیث میں اور بھی متعدد فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور جس طرح حج ادا کرنے کے بے شمار فضائل اور فوائد قرآن و حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح جو لوگ حج کرنے کی قدرت اور استطاعت رکھتے ہیں جس کی وجہ سے

ان پر حج کرنا فرض ہو چکا ہے اس کے باوجود وہ حج نہیں کرتے ان کیلئے احادیثِ مبارکہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

حج فرض نہ کرنے کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ۹۷] (1)

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کیلئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ حج کرنے کی استطاعت رکھنے اور معتبر عذرِ شرعی نہ ہونے کے باوجود جو لوگ حج نہ کریں ان کا اس حالت میں مرنا اور یہودی یا عیسائی ہو کر مرنا گویا برابر ہے (معاذ اللہ!)۔ اور حج نہ کرنے والوں کو یہود و نصاریٰ کے مشابہ قرار دینے میں راز یہ ہے کہ عیسائی اور یہودی حج نہیں کیا کرتے تھے، بہر حال آیتِ کریمہ اور حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ بغیر حج کئے مرنے والے بڑے ناشکرے اور نافرمان بندے ہیں، ان کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔

---

(1) أخرجه الترمذي في سننه (۳/ ۱٦٥) و قال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وفي إسناده مقال، وهلال بن عبد الله مجهول، والحارث يضعف في الحديث. وذكره الحافظ في التلخيص ۲/ ٤٨٨ وقال بعد أن أيده بالشواهد: "علم أن لهذا الحديث أصلاً ومحمله على من استحل الترك، وتبيّن بذلك خطأ من ادّعى أنه موضوع والله أعلم".

حدیث

عَن ابْن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ: مَنْ كَانَ يَجِدُ وَهُوَ مُوسِرٌ صَحِيحٌ لَمْ يَحُجَّ كَانَ سِيمَاهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، ثُمَّ تَلا هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ [1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جو شخص تندرست ہو اور پیسے والا ہو کہ حج کیلئے جانے کی اس میں استطاعت ہو اور پھر بغیر حج کئے وہ مرجائے تو قیامت کے دن اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیتِ شریفہ ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھی۔

تشریح

حج کی استطاعت کے باوجود حج کئے بغیر مرنے والا اگرچہ چاروں اماموں کے نزدیک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ حج کا انکار نہ کرے، لیکن یہ وعیدیں کیا کچھ کم ہیں! اور اس میں شک نہیں کہ حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنا کافرانہ طرزِ عمل ہے جو سخت گناہ ہے، جس سے توبہ کرنا واجب ہے اور حجِ فرض ادا کرنے کی فکر کرنا لازم ہے۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ، أَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ زَكَاةٌ، فَلَمْ يَفْعَلْ، يَسْأَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ. [2]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کر سکے لیکن حج نہ کرے، یا اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو لیکن زکوٰۃ ادا نہ کرے، تو وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا۔

---

[1] تفسیر ابن أبي حاتم (۳/ ۷۱۵). وفي رواية ابن أبي شيبة (۸/ ٤٥۹): مَنْ مَاتَ وهُوَ مُوسِرٌ ...الخ.

[2] أخرجه الترمذی فی سننه (٥/ ٣٤٣) ثم رفعه من طريق عبدالرزاق وقال: هكذا روى سفيان بن عيينة وغير واحد هذا الحديث عن أبي جناب، عن الضحاك عن ابن عباس، قوله: ولم يرفعه، وهذا أصح من رواية عبدالرزاق، و أبو جناب القصاب، اسمه: يحيى بن أبي حية وليس هو بالقوى فى الحديث.

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث میں استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اس لئے جس مسلمان مرد وعورت پر حج فرض ہو اس کو جلد از جلد اس فرض کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے، کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب موت آجائے اور آدمی ان خطرناک وعیدوں کا مستحق بن جائے۔

حج فرض ادا نہ کرنے کے مختلف بہانے

ہمارے معاشرے میں بعض لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج ادا کرنے سے بڑی غفلت کرتے ہیں اور مختلف قسم کی تاویلیں اور بہانے پیش کرتے ہیں جو اُوپر ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں بالکل باطل ہیں، ذیل میں اس کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

ماحول نہ ہونے کا بہانہ

بعض لوگوں کو جب توجہ دلائی جائے کہ آپ پر حج فرض ہے اسے جلدی ادا کریں تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ماحول نہیں ہے اور ہمارے یہاں اس قسم کی باتیں نہیں ہوتیں۔ یہ سراسر بہانہ ہے جو آخرت میں ہرگز نہیں چلے گا۔

دیگر فرائض ادا نہ کرنے کا بہانہ

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ پہلے ہم نماز، روزہ وغیرہ کے تو پابند ہوجائیں پھر ہم حج بھی کرلیں گے، اور اسی میں ساری زندگی گزر جاتی ہے، نہ حج کرتے ہیں اور نہ نماز، روزہ کے پابند ہوتے ہیں۔ حالانکہ حج کا فرض ہونا نماز روزہ کی پابندی پر موقوف نہیں ہے، نماز الگ فریضہ ہے، حج ایک الگ فریضہ ہے، دونوں کو اپنی اپنی جگہ انجام دینا ضروری ہے، ایک کی وجہ سے دوسرے کو چھوڑنا اپنے آپ کو دوہرے گناہ میں مبتلا کرنا ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو ایک آدمی جو نمازوں کا پابند نہ ہو اور دیگر عبادتوں میں دل نہ لگتا ہو اور وہ حج کیلئے چلا جائے تو اس کی اچھی تربیت ہوسکتی ہے، کیونکہ عبادت کے ماحول میں انسان عبادتوں کا عادی بن سکتا ہے۔

بڑھاپے کا انتظار کرنا

بعض لوگ جوانی کے زمانہ میں یہ سوچ کر حج نہیں کرتے کہ حج کے بعد کوئی گناہ نہیں

کرنا، لہٰذا آخری عمر میں حج کریں گے تاکہ اس کے بعد پھر کوئی گناہ نہ کریں۔ یہ بھی محض ایک دھوکہ ہے، کیونکہ موت کا وقت تو کسی کو معلوم نہیں، اور کیا معلوم حج کا موقع بھی ملے یا نہ ملے، اس وقت صحت و ہمت ہو یا نہ ہو، مال ہو یا نہ ہو۔

بچیوں کی شادی کا انتظار کرنا

کچھ لوگ یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ پہلے بچیوں کی شادی کرکے اس فرض سے فارغ ہوجائیں پھر حج کریں گے، یہ تاویل بھی شرعاً قابلِ قبول نہیں، حج فرض ہونے کے بعد بچوں کی شادی کی وجہ سے تاخیر کرنا جائز نہیں۔

پہلے والدین کو حج کروانا

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اولاد اپنے ماں باپ کو حج نہ کرائے اور والدین حج نہ کرلیں اس وقت تک اولاد حج نہیں کرسکتی، اس لئے پہلے وہ والدین کو حج کرانے کی فکر میں رہتے ہیں، جبکہ والدین پر حج فرض نہیں ہوتا، اور وہ اپنے اعذار کی وجہ سے حج کیلئے تیار بھی نہیں ہوتے، نتیجہ یہ کہ اولاد اپنا حجِ فرض ادا نہیں کرتی۔ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ ماں باپ کو حج کرانا اولاد پر فرض نہیں ہے، لہٰذا اگر اولاد پر حج فرض ہو تو پہلے اپنا حج کرنا چاہئے، پھر اگر اللہ پاک مزید استطاعت دیں تو والدین کو بھی حج کرادیں۔

بغیر بیوی کے حج نہ کرنا

بعض لوگ وہ ہیں جن پر حج فرض ہے اور ان کے پاس اتنا مال ہے جس سے وہ خود حج کرسکتے ہیں، لیکن اپنی بیوی کو حج پر لے جانے کی قدرت نہیں رکھتے، پھر وہ بیوی کے اصرار کی وجہ سے یا اپنی مرضی سے اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جب بیوی کو ساتھ لے جانے کے قابل ہوں گے اس وقت میاں بیوی دونوں ساتھ حج کرنے جائیں گے۔ یہ بھی غلط ہے۔ بیوی کو ساتھ لے جانے کے انتظار میں حج کو مؤخر کرنا درست نہیں، اور بیوی کیلئے بھی جائز نہیں کہ وہ خاوند کو اپنی وجہ سے حجِ فرض ادا کرنے سے روکے۔

بچے چھوٹے ہونے کا بہانہ کرنا

بعض لوگ خصوصاً عورتیں یہ بہانہ بناتی ہیں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں، انہیں اکیلا

چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے، دنیاوی مقاصد کیلئے کہیں جانا ہو تو بچوں کا سب انتظام ہوجاتا ہے، لیکن حج کے موقع پر بچوں کے چھوٹا ہونے کا بہانہ بنایا جاتا ہے جو درست نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ذکر کردہ باتیں غلط تاویلات، اور حج سے جی چرانے کے محض بہانے ہیں، ان کی وجہ سے حجِ فرض میں تاخیر کرنا جائز نہیں، بلکہ حج فرض ہونے کے بعد جلد از جلد ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے، ایک حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ الْفَضْلِ، أَوْ أَحَدِهِمَا عَنِ الْآخَرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ، فَلْيَتَعَجَّلْ، فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيضُ، وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ، وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ.[1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ حج کی ادائیگی میں جلدی کرے، کیونکہ بعد میں کوئی مرض پیش آسکتا ہے یا سواری گم ہوسکتی ہے یا کوئی اور ضرورت درمیان میں لاحق ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حدیث پر عمل کرنے اور حج فرض ہونے کے بعد اس کو ادا نہ کرنے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

[1] سنن ابن ماجة: (٣٩٢/ ٤) وقال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (١٧٩/ ٣): هذا إسناد فيه مقال، إسماعيل بن خليفة أبو إسرائيل الجرجاني الملائي قال فيه ابن عدي: عامة ما يرويه يخالف الثقات، وقال النسائي: ضعيف، وقال الجوزجاني: مفتري زائغ. قلت: لم ينفرد إسماعيل بإخراجه من هذا الوجه فقد رواه أبو داؤد في سننه من طريق الحسن بن عمرو، عن مهران بن عمران، عن ابن عباس مرفوعًا بلفظ: "مَنْ أَرَادَ الحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ" ورواه الحاكم في المستدرك ... وقال هذا حديث صحيح الإسناد انتهى. ومن طريق الحاكم رواه البيهقي في سننه وله شاهد من حديث أبي هريرة رضى الله عنه رواه الشيخان والنسائي وابن ماجة.

تین اعمال پر جنت کی بشارت

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ''مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَّعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَّأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ، قَالَ: ''وَسَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ۔''

(جامع الترمذی)

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے (درج ذیل تین کام کئے) وہ جنت میں داخل ہوگا:۔

(۱)... جو حلال کھائے۔

(۲)... جو سنت کے مطابق عمل کرے۔

(۳)... اور لوگ اس کی تکلیفوں سے محفوظ رہیں۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسے لوگ تو آج بہت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد کے زمانوں میں (کم) ہوں گے۔''

معاملات
کے متعلق گناہ

حدیث

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ أَيْنَ جَمَعَ الْمَالَ، لَمْ يُبَالِ اللهُ مِنْ أَيْنَ أَدْخَلَهُ النَّارَ." (المناهی وعقوبات المعاصی لأبي يعقوب النيسابوري (ص:۳۵)

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی ہلالؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اس کی کوئی پروا نہ ہو کہ وہ مال کہاں سے کما رہا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں ہوگی کہ وہ کس دروازے سے اس کو جہنم میں داخل کر رہا ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ فِي النَّارِ." (المعجم الصغير للطبرانی:۵۹)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاملات کے متعلق گناہ

گناہ نمبر ۷ حرام روزی حاصل کرنے کا گناہ

دنیا میں رہ کر زندگی گزارنے کیلئے اسباب کے درجہ میں ہر شخص روزی کیلئے محنت اور کوشش کرتا ہے، اگر یہ کوشش شرعی حدود میں رہتے ہوئے جائز اور حلال طریقہ پر ہو تو یقیناً عبادت ہے اور اُس حدیث شریف کا مصداق ہے جس میں رزقِ حلال کی طلب کو دیگر فرائض کے بعد ایک فریضہ فرمایا گیا ہے، اور صرف اِسی پر بس نہیں، بلکہ متعدد احادیث میں ایسی حلال کمائی کے فضائل وارد ہوئے ہیں،

حلال کمائی کے فضائل

(۱)... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو رزقِ حلال کی طلب میں تھکا ہارا رات گزارتا ہے رات ہی کو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (معجم اوسط)

(۲)... حضرت سکن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال روزی تلاش کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بڑے بہادروں سے ٹکرانا، اور جو شخص رات کو تھکا ہارا سوتا ہے تو اس کی رات ایسے گزرتی ہے کہ اللہ پاک اس سے راضی ہوتے ہیں۔ (شعب الایمان)

(۳)... حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کیلئے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے، اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (صحیح بخاری)

(۴)... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی میں تین خوبیاں ہوں وہ جنت میں جائیگا۔ (۱) حلال کھائے (۲) سنت کے مطابق عمل کرے (۳) لوگ اس کی اذیتوں سے محفوظ رہیں۔ (سنن ترمذی)

(۵)... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سوال سے بچنے کیلئے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کیلئے اور اپنے پڑوسیوں سے حسنِ سلوک اور نرمی کیلئے رزقِ حلال کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اُٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔ (شعب الایمان)

اس کے علاوہ اور بھی فضائل حلال کمائی کے احادیثِ مبارکہ میں آئے ہیں، لیکن اس کے برخلاف اگر روزی حاصل کرنے کیلئے ناجائز ذرائع اختیار کئے جائیں اور حرام مال حاصل کیا جائے تو ایسا کرنا سراسر ناجائز ہے، اور ایسی محنت اور کوشش بھی انسان کیلئے وبالِ جان ہے۔ حرام روزی حاصل کرنے اور استعمال کرنے پر احادیثِ طیبہ میں بہت سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ ذیل میں حرام روزی کمانے اور کھانے کے بارے میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:

حرام روزی حاصل کرنے کی مذمت کے متعلق

چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلالٍ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ أَيْنَ جَمَعَ الْمَالَ، لَمْ يُبَالِ اللهُ مِنْ أَيْنَ أَدْخَلَهُ النَّارَ. [1]

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اس کی کوئی پرواہ نہ ہو کہ وہ مال کہاں سے کمارہا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کس دروازے سے اس کو جہنم میں داخل کررہا ہے۔

حدیث

عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ... وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَجْعَلَ فِي بَطْنِهِ إِلَّا طَيِّبًا، فَإِنَّ أَوَّلَ مَا يَنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ. [2]

---

[1] المناهي وعقوبات المعاصي لأبي يعقوب محمد ابن إسحاق النيسابوري ص: ٣٥

[2] المعجم الأوسط (٨/٢٣٣) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد (٧/٥٨٢): رواه الطبراني في "الأوسط والكبير" ورجاله رجال الصحيح. وأخرجه البخاري في "صحيحه" (٩/٦٤) من قول جندب .

ترجمہ

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں، جس میں ایک نصیحت یہ بھی تھی) فرمایا: جو شخص یہ کرسکتا ہو کہ اپنے پیٹ میں سوائے حرام کے کچھ نہ جانے دے تو وہ ایسا ضرور کرے، انسان کا سب سے پہلا جو حصہ بدبودار اور سڑتا ہے وہ اس کا پیٹ ہے۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: مَنِ اشْتَرَى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ، لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلاَةً مَا دَامَ عَلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَدْخَلَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: صُمَّتَا إِنْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ. ❶

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا شامل تھا تو جب تک اس کپڑے کا ایک حصہ بھی اس کے جسم پر رہے گا، اللہ پاک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائیں گے۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور فرمایا: یہ کان بہرے ہوجائیں اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہو۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ...وَمَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ. ❷

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ جسم

---

❶ مسند أحمد (١٠/٢٤) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١٠/ ٥٢٣): رواه أحمد من طريق هاشم عن ابن عمر، وهاشم لم أعرفه، وبقية رجاله وثقوا على أن بقية مدلس.

❷ المعجم الكبير للطبراني (١١/١١٤) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد (٥/ ٣٨٢): رواه الطبراني، وفيه أبو محمد الجزري حمزة ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح. وله شاهد من حديث كعب بن عجرة. رواه الترمذي في سننه (١/٦٠٠) وقال: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه.

جس کی نشو ونما حرام سے ہوئی ہو آگ ہی اس کیلئے مناسب ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَذْهَبَ إِلَى الْجَبَلِ، فَيَحْتَطِبَ، ثُمَّ يَأْتِيَ بِهِ يَحْمِلُهُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعَهُ فَيَأْكُلَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، وَلَأَنْ يَأْخُذَ تُرَابًا فَيَجْعَلَهُ فِي فِيهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْعَلَ فِي فِيهِ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ. ❶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنی رسی لیکر پہاڑ کی طرف جائے اور وہاں سے لکڑیاں جمع کر کے اپنی پشت پر لادکر لے آئے پھر اسے بیچ کر کھائے یہ اس کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے، اور تم میں سے کوئی آدمی اپنے منہ میں مٹی ڈالے یہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے منہ میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز ڈالے۔

حدیث

عن ابن مسعود رضي الله عنه :مَنْ أَكَلَ لُقْمَةً مِنْ حَرَامٍ لَمْ تُقْبَل له صَلاةُ أَرْبَعِينَ لَيلَةً، وَلَم يُسْتَجَبْ لَهُ دَعْوةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، وكُلُّ لَحْم يُنْبِتُه الْحَرَامُ فَالنَّارُ أَوْلَى به، وإِنَّ اللُّقْمَةَ الْوَاحِدَةَ مِنَ الحَرَامِ لَتُنْبِتُ اللَّحْمَ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک لقمہ حرام کھایا اس کی چالیس راتوں کی نمازیں قابل قبول نہیں، اور نہ

---

❶ مسند أحمد:٤٥٩/ ١٢ قال الهيثمي فى مجمع الزوائد (١٠/ ٥٢٣) رواه أحمد و رجاله رجال الصحيح غير محمد بن إسحاق وقد وثق.

❷ الفردوس بمأثور الخطاب (٣/٥٩١) قال: ابن عراق في "تنزيه الشريعة" ٢/٢٦٧: (مى) من حديث ابن مسعود، وفيه الفضل بن عبد الله بن مسعود اليشكري الهروي، قال ابن حبان: لا يحتج به وقال الحافظ ابن حجر في "اللسان": هذا حديث منكر لا يعرف إلا من رواية الفضل بن عبد الله. قلتُ (القائل ابنُ عراق): هذا لا يقتضي الحكم عليه بالوضع، والله أعلم.

چالیس روز کی دعائیں قابلِ قبول ہیں، اور ہر وہ گوشت جس کی نشو ونما حرام سے ہوئی ہو جہنم کی آگ ہی اس کیلئے مناسب ہے، اور حرام کے ایک لقمہ سے بھی گوشت بنتا ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾[المؤمنون: ٥١] وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾[البقرة: ١٧٢] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟ [1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک (حلال) کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے، چنانچہ فرمایا کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں تمہارے کاموں سے باخبر ہوں، اور فرمایا: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں، پھر آپ ﷺ نے ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہوا ہے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہتا ہے اے پروردگار، اے پروردگار، حلانکہ اس کا کھانا، پینا اور پہننا سب حرام ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے؟

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دعا کی قبولیت میں رزقِ حلال کا بہت اثر ہے، دیکھئے! سفر کی حالت میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، لیکن جو مسافر حرام کھاتا، پیتا اور استعمال کرتا ہو تو اس کی دعا سفر کی حالت میں بھی قبول نہیں ہوتی۔

[1] صحیح مسلم ۲/ ۷۰۳

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ... وَلَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيُنْفِقَ مِنْهُ فَيُبَارَكَ لَهُ فِيهِ، وَلَا يَتَصَدَّقَ بِهِ فَيُقْبَلَ مِنْهُ، وَلَا يَتْرُكُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ، إِنَّ اللهَ لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ، وَلَكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ. [1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ مال حرام کماتا ہے پھر اس میں سے صدقہ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتا، اگر کہیں خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی، اگر مرنے کے بعد پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ مال سوائے اس کی آگ میں اضافے کے کچھ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے ختم نہیں فرماتے، ہاں برائی کو نیکی کے اثر سے مٹا دیتے ہیں، اور حرام سے حرام کا اثر نہیں مٹتا۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا خَلَقَ اللهُ مِنْ صَبَاحٍ فَيَعْلَمُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ مَا يَكُونُ فِي آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَيَقْسِمُ اللهُ تَعَالَى فِيهِ قُوتَ كُلِّ دَابَّةٍ حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَيَجِيءُ مِنْ أَقْصَى الْأَرْضِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ بَيْنَ عَاتِقَيْهِ، فَيَقُولُ لَهُ: اكْذِبْ بِالْحَقِّ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْكُلُ رِزْقَهُ بِكَذِبٍ وَفُجُورٍ، فَذَلِكَ الْخَاسِرُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ بِبِرٍّ وَتَقْوَى، فَذَلِكَ الَّذِي عَزَمَ اللهُ تَعَالَى عَلَى رُشْدِهِ. [2]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا دن نہیں پیدا فرمایا جس میں کسی مقرب فرشتے یا پیغمبر کو یہ معلوم ہو

---

[1] (مسند أحمد (٦/ ١٨٩) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٢١٣/ ١): رواه أحمد، ورجال إسناده بعضهم مستور، وأكثرهم ثقات.

[2] "حلية الأولياء (٣/ ٦١) قال أبو نعيم: غريب من حديث ابن سيرين، لم يروه عنه إلا منصور، وأيضا عبد الرحمن ابن محمد المحاربي.

کہ اس دن کے آخر میں کیا ہونے والا ہے، اور جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح کا رزق پیدا نہ کیا ہو، یہاں تک کہ ایک آدمی اپنی روزی کی خاطر اطراف عالم سے چلتا ہے اور شیطان اس کے دونوں کاندھوں پر ہوتا ہے، اور (اسے) کہتا ہے: جھوٹ بول اور نافرمانی کر، چنانچہ بعض تاجر اس کا کہا مان کر جھوٹ اور نافرمانی سے روزی کماتے ہیں، (اور برباد ہوتے ہیں) اور بعض نیکی اور تقویٰ اختیار کر کے روزی حاصل کرتے ہیں، یہی وہ تاجر ہے جس کے رشد و ہدایت کا حق تعالیٰ نے عزم فرمایا ہے۔

ان احادیث سے حلال مال کمانے اور خرچ کرنے کے اجر و ثواب کا علم اور حرام کمائی کا وبال معلوم ہوا، لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے معاملات کو جائز طریقوں سے انجام دیکر حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش کرے اور حرام مال حاصل کرنے اور خرچ کرنے سے مکمل پرہیز کرے، اس کیلئے ضروری ہے کہ جس کاروبار سے وابستہ ہو اس میں جائز طریقے اختیار کرے، حرام اور ناجائز معاملات کرنے سے پرہیز کرے۔

خرید و فروخت کے چند بنیادی اصول

حرام طریقۂ کمائی سے بچنے کیلئے تجارت کے اُن اصولوں کی پوری پابندی کرنا ضروری ہے جو قرآن و سنت اور فقہاءِ امت کے کلام میں بیان ہوئے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)... خرید و فروخت کا معاملہ سود اور قمار یعنی جوئے کے طریقہ پر نہ ہو۔

(۲)... صرف حلال اشیاء کی خرید و فروخت ہو، حرام چیزوں کی خرید و فروخت نہ ہو۔

(۳)... جو چیز صرف گناہ ہی کیلئے تیار کی گئی ہو اور صرف گناہ کے کام میں استعمال ہوتی ہو اس کی خرید و فروخت نہ ہو۔

(۴)... جو مال سرے سے موجود نہ ہو یا فی نفسہٖ موجود ہو لیکن ملکیت میں نہ ہو یا ملکیت میں تو ہو لیکن اب تک اپنے قبضہ میں نہ آیا ہو تو ایسے مال کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

(۵)... خرید و فروخت کے معاملہ میں ایسا ابہام نہ ہو جو بعد میں جھگڑے کا سبب بن سکتا ہو، مثلاً قیمت کا طے نہ ہونا، ادھار معاملہ میں ادائیگی کا وقت مقرر نہ ہونا، بیچی جانے والی چیز کا دوسری چیزوں سے ممتاز اور الگ نہ ہونا وغیرہ۔

(۶)... خرید و فروخت کے معاملہ میں جھوٹ، دھوکہ اور بد دیانتی نہ ہو، نیز جھوٹی

قسمیں کھا کر اور عیب چھپا کر مال نہ بیچا جائے۔

(۷)... تجارت میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس پر حکومت نے عوام کی جائز مصلحت کی خاطر پابندی لگا رکھی ہو۔

روزی کمانے کی چند معروف ناجائز صورتیں

ہمارے معاشرے میں مال کمانے کے متعدد ایسے طریقے رائج ہو گئے ہیں جو شریعت کی رُو سے غلط اور ناجائز ہیں، کیونکہ ان میں تجارت کے مذکورہ بالا شرعی اُصولوں کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے، اور جو لوگ عبادات مثلاً نماز، روزہ وغیرہ اور ظاہری وضع وقطع اسلامی ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں نیک اور دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی بسا اوقات لاعلمی، بے فکری یا غیر شعوری طور پر ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جبکہ ان میں بعض طریقے ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہوجاتی ہے اور ناجائز طریقہ اختیار کرنے کا گناہ الگ ہوتا ہے، اور بعض صورتوں میں اگرچہ آمدنی مکمل طور پر ناجائز نہیں ہوتی لیکن کمائی کا طریقہ غلط ہونے کی وجہ سے آمدنی میں خرابی اور کراہت آجاتی ہے، جس کی وجہ سے مال میں وہ برکت نہیں رہتی جو حلال مال میں ہوتی ہے۔ اس لئے ذیل میں چند معروف صورتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر ان سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

دکاندار کا گاہک کو ایسا مال بیچنا جس کا وہ مالک نہ ہو

شریعت کا اُصول یہ ہے کہ جو چیز ملکیت میں نہ ہو یا ملکیت میں تو ہو لیکن اب تک قبضہ میں نہ آئی ہو اسے آگے فروخت کر کے نفع کمانا جائز نہیں، اس طرح کی خرید وفروخت سے احادیثِ طیبہ میں ممانعت آئی ہے۔ لیکن موجودہ تجارتی ماحول میں اس اسلامی اُصول کی بہت زیادہ خلاف ورزی پائی جاتی ہے، چنانچہ بعض تاجر/دکاندار کے پاس مال موجود نہیں ہوتا، اور وہ کسی کمپنی یا فیکٹری سے مال خریدنے سے پہلے اپنے گاہک کے ساتھ اس کا پکا سودا کرلیتا ہے، حالانکہ یہ مال خود بیچنے والے دکاندار کی ملکیت میں بھی اب تک نہیں آیا، بلکہ دکاندار اپنے گاہک کے ساتھ سودا طے کرنے کے بعد فیکٹری یا کمپنی سے مال خریدتا ہے پھر اپنے گاہک کو دیتا ہے۔ یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں۔ البتہ دکاندار کیلئے اس کی گنجائش ہے کہ وہ اپنے گاہک کے ساتھ پکا سودا کرنے کے بجائے صرف آپس میں وعدہ کرلے کہ میں آپ کو

اتنا مال دوں گا اور آپ خریدیں گے، اور اس وعدہ کو پختہ کرنے کیلئے گاہک سے کچھ رقم بھی سیکورٹی کے طور پر لی جاسکتی ہے، پھر جب دکاندار مال خرید کر اپنے قبضہ میں لے لے اس وقت گاہک کے ہاتھ فروخت کردے۔

امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار میں قبضہ سے پہلے مال کی خرید وفروخت

امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ ایکسپورٹر کے پاس مال فی الحال موجود نہیں ہوتا اور وہ امپورٹر سے پکا سودا کرلیتا ہے، یہ صورت جائز نہیں ہے، البتہ پکا سودا کرنے کے بجائے صرف اس کے فروخت کرنے کا وعدہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ایکسپورٹر جب مال روانہ کردیتا ہے تو امپورٹر بعض اوقات مال روانہ ہونے سے پہلے اور بعض اوقات مال کے روانہ ہونے کے بعد یعنی شپمنٹ کے بعد بل آف لیڈنگ کی وصولی سے پہلے آگے فروخت کردیتا ہے، اس معاملہ کی دو صورتیں ہیں:

(۱)... پہلی صورت یہ ہے کہ شپنگ کمپنی جو ایکسپورٹر سے مال وصول کر کے امپورٹر تک پہنچاتی ہے وہ امپورٹر کی طرف سے سامان وصول کرنے اور پہنچانے کی وکیل ہو اور ضمان امپورٹر کا ہو تو اس کا مطلوبہ سامان وصول کرنا اور اس کے جہاز میں سامان کا آجانا ایسا ہی ہے جیسے امپورٹر کا قبضہ، کیونکہ وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہوتا ہے، چنانچہ اس کے قبضہ کرلینے کے بعد وہ اسے آگے فروخت کرسکتا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ امپورٹر سے یہ مال خریدنے والا اس وقت تک اسے آگے فروخت نہیں کرسکتا جب تک خریدار خود یا اس کا وکیل اس پر قبضہ نہ کرلے، کیونکہ شپنگ کمپنی اس خریدار کی وکیل نہیں ہوتی جس نے امپورٹر سے مال خریدا ہے، لہٰذا شپنگ کمپنی کا قبضہ اس خریدار کا قبضہ شمار نہیں ہوگا، بلکہ یہ مال امپورٹر ہی کا ہوگا، اور اگر اس مرحلے پر کسی وجہ سے یہ مال ہلاک ہوگیا تو امپورٹر کا نقصان ہوگا، امپورٹر سے مال خریدنے والے کا نقصان نہیں ہوگا۔

(۲)... دوسری صورت یہ ہے کہ شپنگ کمپنی امپورٹر کی طرف سے وکیل نہ ہو مثلاً مال پورٹ پر اُترنے سے پہلے بائع کے ضمان میں سمجھا جاتا ہو اور خریدار یا خریدار کے ایجنٹ کے قبضہ میں آنے کے بعد بیع مکمل ہو تو امپورٹر کے لئے قبضہ سے پہلے یہ مال فروخت کرنا جائز نہیں، کیونکہ خرید وفروخت کا معاملہ جائز ہونے کے لئے جیسے مال کا اس کی ملکیت میں آنا

ضروری ہے اسی طرح اس کے قبضہ میں آنا بھی ضروری ہے۔ [1]

فلیٹ کی بکنگ میں قبضہ سے پہلے خرید وفروخت

آجکل غیر تعمیر شدہ یا زیرِ تعمیر بلڈنگ میں فلیٹ بُک کروانے کا رواج ہے، اور کچھ لوگ اس نیت سے فلیٹ بُک کرواتے ہیں کہ جب اچھی قیمت ملے گی تو فروخت کردیں گے، چنانچہ بعض اوقات وہ فلیٹ ابھی تیار ہوکر قبضہ میں نہیں آیا ہوتا کہ اس کی خرید وفروخت شروع ہوجاتی ہے، ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں۔ کیونکہ مذکورہ معاملہ فقہی لحاظ سے استصناع میں داخل ہے، اور عقدِ استصناع میں شے مصنوع پر ملکیت اس وقت آتی ہے جب صانع (بلڈر) وہ چیز بناکر مستصنع (بکنگ کرانے والے) کے حوالہ کردے، لہٰذا ایسی صورت میں فلیٹ کی بکنگ کے بعد جب تک فلیٹ تیار ہوکر قبضہ میں نہ آجائے اس وقت تک آگے کسی کو فروخت کرنا جائز نہیں، البتہ اگر بکنگ والا فلیٹ اگر آپ کسی اور کو دینا چاہیں تو ابھی فروخت کرنے کے بجائے فی الحال فروختگی کا صرف وعدہ کرلیں یعنی اس سے کہیں کہ جب میرا یہ مکان تیار ہوکر میرے قبضہ میں آجائے گا اس وقت میں آپ کو اتنی قیمت پر فروخت کروں گا، لیکن واضح رہے کہ یہ صرف وعدہ ہے، حقیقۃً خرید وفروخت نہیں ہے، لہٰذا بعد میں سودا مکمل ہونے کیلئے باقاعدہ ایجاب وقبول کرنا ہوگا۔

قسطوں پر خرید وفروخت کے معاملہ میں جرمانہ کی شرط

آجکل مختلف اشیاء مثلاً گاڑی، موٹر سائیکل، فریج، واشنگ مشین وغیرہ کی قسطوں پر خرید وفروخت کا معاملہ بکثرت ہوتا ہے، اس معاملہ میں ایگریمنٹ میں عموماً ایک شرط ہوتی ہے کہ خریدار نے اگر طے شدہ مدت میں ادائیگی نہ کی تو جرمانہ/سرچارج دینا پڑے گا، جبکہ مالی جرمانہ کی یہ شرط شرعی نقطۂ نظر سے ناجائز ہے، اور جرمانہ لینا اور دینا دونوں ناجائز اور گناہ ہیں، اس لئے مال بیچنے والی کمپنی/تاجر پر لازم ہے کہ وہ اس ناجائز شرط کو ختم کریں، البتہ خریدار کو وقت پر قسط کی ادائیگی کا پابند بنانے کیلئے قانونی راستہ اختیار کرسکتے ہیں، اور خریدار پر بھی لازم ہے کہ وقتِ مقررہ میں قسطوں کی ادائیگی کا اہتمام کرے تاکہ جرمانہ کے لین و دین کی نوبت ہی نہ آئے۔ [2]

---

[1] مأخذہ فتویٰ دار العلوم کراچی بتصرف: ١٦٦١/ ٥٢ [2] فتویٰ دار العلوم کراچی: ۱۸۷۱/ ۹۴

سودے سے انکار پر بیعانہ کی رقم ضبط کرنا

ہمارے یہاں خرید وفروخت کے معاملات میں بیعانہ لینے کا رواج ہے، یعنی بیچنے والا سودے کے وقت خریدار سے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی لے لیتا ہے، بقیہ قیمت کی ادائیگی قبضہ کے وقت ہوتی ہے، اوراس میں عام دستور یہ ہے کہ بعد میں اگر خریدار کسی وجہ سے سودے سے انکار کردے تو بیعانہ کی رقم پوری یا کچھ ضبط کرلی جاتی ہے۔ عام حالات میں بیعانہ ضبط کرنا یااس میں سے کٹوتی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور خریدار کیلئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ بیچنے والے کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ طور پر معاملہ کو ختم کردے، لہٰذا خریدار کوسودے پر قائم رہنے اور باقی ماندہ رقم ادا کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، لیکن بیعانہ ضبط کرنا جائز نہیں، البتہ اگرفروخت کرنے والے کو حقیقی نقصان ہو رہا ہوتو اس صورت میں صرف حقیقی نقصان کے بقدر بیعانہ سے کٹوتی کی گنجائش ہے۔

اسی طرح اگر بیچنے والاسودے سے انکارکرے توخریداراُس سے اپنے بیعانہ کی رقم دُگنی واپس کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ بھی ناجائز ہے، اگراس طرح بیعانہ لے لیا ہوتو واپس کرنااورآئندہ اس سے بچنا ضروری ہے۔ [1]

چوری کے مال کی خرید وفروخت

اگر کسی چیز کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ چوری کی ہے یا کسی سے چھینی ہوئی ہے تو اس کی خرید وفروخت کرنااور نفع کمانا شرعاً جائز نہیں۔

دھوکہ دہی، مال میں ملاوٹ اور خیانت کرنا

بعض تاجر یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ اُوپر اچھا مال رکھتے ہیں اور نیچے گھٹیا مال رکھتے ہیں، خریدار مال کے ظاہری حصہ کو دیکھ کر مطمئن ہوجاتا ہے اور پورے عمدہ مال کے برابر قیمت دے کر مال خرید لیتا ہے، تاجر کیلئے ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ اس میں دھوکہ دہی ہے جس پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے، چنانچہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلہ کے ڈھیر پر گزر

---

[1] فتوی دارالعلوم کراچی: ۱۸۸۵/ ۹۲

ہوا، آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو آپ کی انگلیوں میں کچھ تری لگ گئی، آپ نے غلہ والے سے فرمایا کہ یہ کیا ہے (یعنی یہ غلہ بھیگا ہوا کیوں ہے؟) اُنہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس کو بارش کا پانی پہنچ گیا تھا (جس کی وجہ سے اُوپر سے سوکھ گیا اور اندر تری باقی رہ گئی)، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اندر کے حصے کو اُوپر کیوں نہ کر دیا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ (پھر فرمایا) جو شخص دھوکہ دے یعنی خیانت کا کام کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (صحیح مسلم)

یعنی دھوکہ دینے والا شخص مجھ سے تعلق رکھنے والا نہیں اور میں اسے اپنے آدمیوں میں شمار نہیں کرتا۔ حدیث کے آخر میں لفظِ "غَش" خیانت، دھوکہ دہی، فریب کاری سب کو شامل ہے، لہٰذا مال میں ملاوٹ کرنا، عیب چھپا کر بیچ دینا اور کوئی بھی ایسا کام کرنا جس میں گاہک کو دھوکہ دیا جائے یا اس کے ساتھ خیانت کی جائے وہ سب اس میں داخل ہے۔

مال فروخت کرتے وقت ناپ تول میں کمی کرنا

بعض تاجر مال فروخت کرتے وقت ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور خریدار کو اس کے مطلوبہ مقدار سے کم مال دیکر پورے مال کی قیمت وصول کرتے ہیں، ایسا کرنا بھی شرعاً جائز نہیں، سخت گناہ ہے، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ [1]

ترجمہ

"بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں۔ اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سوچتے کہ اُنہیں ایک بڑے زبردست دن میں زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا؟ جس دن سب لوگ ربُّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے"۔

[1] المطففين: ١-٦

تشریح

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ شریفہ میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے جو دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے میں تو بڑی سرگرمی دکھاتے ہیں، لیکن جب دوسروں کا حق دینے کا وقت آتا ہے یعنی جب وہ لوگوں کے ہاتھ مال بیچتے ہیں تو کم ناپتے اور تولتے ہیں یا تولتے وقت ڈنڈی مار دیتے ہیں یا کسی طریقہ سے ایک طرف کو پلڑا جھکا دیتے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کو قیامت کے دن کی پیشی یاد دلائی گئی ہے اور فرمایا کہ جس دن اللہ ربّ العالمین کے حضور یہ لوگ کھڑے ہوں گے اُس دن اس خیانت کا کیا وبال ظاہر ہوگا، لہٰذا اس آخرت کی حاضری کو یاد رکھنا چاہئے اور ذرا سی حقیر دنیا حاصل کرنے کی خاطر اپنے ذمہ آخرت میں ادا کرنے کی سخت ذمہ داری ہرگز نہ لینی چاہئے اور دھوکہ فریب دے کر تجارت کر کے مال و دولت حاصل کرنے سے بچنا چاہئے۔

رشوت کے ذریعہ مال کمانا

اسلام میں رشوت لینا اور دینا دونوں ناجائز اور حرام ہے، اور حدیث شریف کی رُو سے رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے، اور دونوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اس لئے اپنی تجارت میں رشوت لینے اور دینے سے پرہیز کرنا ضروری ہے، ہمارے معاشرہ میں رشوت خوری کے متعدد طریقے رائج ہوگئے ہیں، جن میں سے کچھ کی نشاندہی رشوت خوری کا گناہ کے عنوان کے تحت کر دی گئی ہے، ان کو پڑھیں اور بچیں۔

مروّجہ انعامی اسکیموں کے ذریعہ مال کمانا

آجکل متعدد انعامی اسکیمیں رائج ہوگئی ہیں جن میں نفع کی لالچ میں اپنی رقم کو داؤ پر لگایا جاتا ہے، کبھی نفع ہوتا ہے، کبھی نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ اس طرح کی اسکیموں سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اور اس میں حاصل ہونے والا نفع حلال نہیں، کیونکہ ان میں قمار یعنی جوا پایا جاتا ہے۔

تاہم اس میں کچھ تفصیل ہے وہ یہ ہے کہ انعامی اسکیم کی دو صورتیں عام طور پر رائج ہیں، ایک صورت معروف لاٹری کی ہے جس میں لگائی ہوئی رقم بعض اوقات ڈوب جاتی ہے اور بعض اوقات اپنی رقم سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ یہ واضح طور پر قمار ہے یعنی جُوا ہے جو حرام

ہے اور اس سے ملنے والا نفع بھی حرام ہے، اس سے بچنا واجب ہے۔

انعامی اسکیم کی دوسری صورت یہ ہے کہ مختلف چیزوں میں پیسے یا انعامی ٹوکن وغیرہ رکھے جاتے ہیں، تاکہ لوگ اس انعام کے لالچ میں زیادہ سے زیادہ خریداری کریں، اس کا شرعی حکم یہ ہے اگر انعامی اسکیم کی وجہ سے چیزوں کو عام بازاری قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کیا جائے تو یہ انعامی اسکیم اور اس سے حاصل ہونے والا انعام لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اشیاء کی قیمت عام بازاری قیمت سے زائد ہونے کی وجہ سے زائد قمت انعام کے مقابلہ میں ہوجائے گی، اور انعام حاصل کرنے والے کی غرض یہ ہے کہ وہ اپنی زائد قیمت داؤ پر لگا رہا ہے، اسی کا نام قمار اور جوا ہے جو حرام ہے۔

لیکن اگر اشیاء کو عام بازاری قیمت پر فروخت کیا جائے اور انعامی اسکیم کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے، نیز ان اسکیموں میں شرکت کے لئے الگ سے کوئی فیس بھی نہ جمع کرانی پڑتی ہو تو یہ اسکیم اور اس سے حاصل ہونے والا انعام جائز ہے۔

البتہ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس طرح کی اسکیموں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر خاص قرعہ اندازی میں شامل ہونے کی نیت سے اشیاء خریدی جائیں تو اگرچہ اس پر اضافی اخراجات وصول نہ کئے جائیں، لیکن پھر بھی خریدار چونکہ ایک موہوم انعام کی غرض سے خریداری کر رہا ہے، اس لئے اس میں ایک قسم کا قمار (جوا) کا ارتکاب ہے۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں خاص قرعہ اندازی میں شامل ہونے کی نیت سے رقم نہ لگائی جائے، بلکہ عمومی اعتبار سے اپنی حاجت کے مطابق خریداری کی جائے، تاکہ اگر قرعہ اندازی کے ذریعے کوئی انعام وغیرہ ملے تو وہ قمار (جوے) کے شُبہ سے پاک ہو۔ [1]

اسمگلنگ کے ذریعہ کاروبار کرنا

شریعت کی رُو سے ہر شخص کو فی نفسہٖ اپنے مملوک مال سے ہر جائز اور حلال کاروبار کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رقم سے اپنی ضرورت اور پسند کا کاروبار کرے، اور اپنی پسند کی چیزیں جہاں سے چاہے خریدے (خواہ اپنے ملک سے یا بیرون ملک سے) اور جہاں چاہے بیچے (خواہ اپنے ملک میں یا بیرون ملک میں) کیونکہ بیرون ملک سے مال خریدنے

[1] مأخذہ جواهر الفقه بتصرف: ٤/ ٥٢٧

یا اپنا مال بیرون ملک لے جا کر بیچنے پر شرعاً کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ جائز ہے، لیکن اگر مسلم حکومت عام مسلمانوں کے مفاد کی خاطر کسی مباح چیز پر پابندی لگادے تو شہریوں کیلئے اس قانون کی پابندی کرنا شرعاً لازم ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا گناہ اور قانوناً جرم ہے، نیز پھر اسمگلنگ کرنے کے لئے رشوت دینی پڑتی ہے، جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اسمگلنگ کا مال پکڑے جانے پر رُسوائی ہوتی ہے اور اِس کے علاوہ اِس میں اور بھی بہت سے مفاسد ہیں، لہٰذا اسمگلنگ کے ذریعے کاروبار کرنا حکومتی قوانین کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں، اس لئے ہر شہری کو اس سے بچنا چاہئے، لیکن اس کے باوجود اگر کسی نے اسمگلنگ شدہ مال خرید لیا اور وہ مال بذاتِ خود حلال تھا، تو اسے آگے فروخت کرکے جو نفع حاصل ہوگا اُسے حرام نہیں کہا جائے گا، بلکہ یہ نفع حلال ہوگا، البتہ قانون کی خلاف ورزی کا گناہ ہوگا اور اس میں سزا کی نوبت بھی آسکتی ہے۔

یہ چند صورتیں ہم نے نمونہ کے طور پر ذکر کی ہیں، ورنہ بعض مالی معاملات میں کافی پیچیدگیاں اور باریکیاں ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے کی تجارت میں ناجائز معاملات بکثرت ہو رہے ہیں، اس لئے حلال روزی حاصل کرنے اور حرام روزی سے بچنے کیلئے اپنا ہر معاملہ مستند مفتیانِ کرام کو بتا کر اور اس کے جائز اور حلال ہونے کا اطمینان کرکے اس کو اختیار کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

گناہ نمبر ۸ سود کا گناہ

سرمایہ کاری کی ایک صورت جو ہمارے معاشرے میں عرصہ دراز سے پائی جاتی ہے وہ سودی کاروبار ہے، اور دورِ حاضر کے سرمایہ داری نظام میں سود کے عنصر کو بے حد اہمیت حاصل ہے، لیکن اسلام کے معاشی نظام میں سود کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ اسلامی معاشی تعلیمات کی رُو سے سود وہ لعنت ہے جو دولت کو چند ہاتھوں میں سمیٹنے اور اس کے لازمی نتیجہ میں اجارہ داری قائم کرنا ہے، نیز یہ معاشرے میں خود غرضی، لالچ اور ظلم و ستم کی راہیں کھولنے کی حوصلہ افزائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے، اور اسی سود کی وجہ سے کاروباری اور تجارتی دنیا میں ہر قسم کی زیادتی اور بد دیانتی کو پروان چڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ اسلام چونکہ عالمگیر اخوت، اجتماعی فلاح و بہبود اور سماجی عدل و انصاف جیسی اعلیٰ ترین اقدار کو فروغ دینے کا خواہاں ہے، اس لئے اس نے سود کو حرام قرار دیا، اور ہر قسم کے سودی لین و دین کی سخت

سے ممانعت کی ہے۔

سودی معاملات کی وعیدوں سے متعلق قرآنی آیات

ذیل میں سودی معاملات کی وعیدوں سے متعلق چند قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷۵﴾ [1]

ترجمہ

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اُٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اُٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنادیا ہو۔ یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ: بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے سود کی حرمت نازل ہونے سے پہلے لوگوں سے سود وصول کیا ہے، چونکہ اس وقت تک سود کے حرام ہونے کا اعلان نہیں ہوا تھا اس لئے ایسے پچھلے معاملات صاف ہیں، اور ان کے ذریعہ جو رقمیں وصول کی گئی ہیں وہ واپس کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ حرمت کے اعلان کے وقت جو سود کسی پر واجبُ الاداء ہو وہ لینا جائز نہیں ہوگا بلکہ اسے چھوڑنا ہوگا۔) اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے"۔

---

[1] البقرة: ۲۷۵

تشریح

اس آیت کے پہلے جملہ میں سودخوروں کا انجامِ بد اور قیامت کے دن ان کا اس طرح کھڑا ہونا جیسے آسیب زدہ خبطی کھڑا ہوتا ہے بیان فرمایا گیا ہے، جس میں اس کا اعلان ہے کہ یہ لوگ قیامت کے دن اپنی مجنونانہ حرکتوں سے پہچانے جائیں گے کہ یہ سودخور ہیں اور اس طرح پورے عالمی مجمع میں ان کی رسوائی ہوگی، اور قرآنِ کریم نے ان کیلئے مجنون کا لفظ استعمال کرنے کے بجائے آسیب زدہ خبطی کا لفظ استعمال فرما کر شاید اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مجنون تو بعض اوقات ایسا بے حس ہوجاتا ہے کہ اس کو تکلیف و راحت کا احساس ہی نہیں رہتا، یہ لوگ ایسے مجنون نہیں ہوں گے بلکہ عذاب و تکلیف کا احساس باقی رہے گا۔ نیز یہ کہ مجنون تو بعض اوقات چپ چاپ ایک جگہ پڑ جاتا ہے، لیکن یہ لوگ ایسے نہیں ہوں گے بلکہ ان کی لغو حرکات سب کے سامنے ان کو رسوا کریں گی۔

قرآن کریم کے الفاظ میں سود کھانے کا ذکر ہے اور اس سے مراد مطلقاً سود سے نفع اٹھانا ہے، خواہ کھانے کی صورت میں ہو یا پینے اور استعمال کی صورت میں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٩﴾ [1]

ترجمہ

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مؤمن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو۔ پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔ اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے"۔

تشریح

ان دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں خوفِ خدا کا حوالہ دیکر آنے والے حکم یعنی

[1] البقرة: ۲۷۸- ۲۷۹

سود چھوڑنے کی آسان تدبیر اختیار کی گئی ہے، کیونکہ خوفِ خدا ہی ایسی چیز ہے جس سے انسان کیلئے ہر مشکل چیز آسان اور سب تلخیاں، شیریں ہو جاتی ہیں۔اس کے بعد دوسری آیت میں اس حکم کی مخالفت کرنے والوں کو سخت وعید سنائی گئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر تم نے سود کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سُن لو۔ اس خطرناک وعید سے سود خوری کے گناہ کا انتہائی شدید اور سخت ہونا ثابت ہوا، اور یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ کے نتیجہ میں سود لینے دینے والے اس گناہ کی بناء پر تباہ و برباد ہوں گے، چنانچہ دنیا میں بھی ایسے لوگوں کی معاشی تباہی اکثر مشاہدہ میں آتی رہتی ہے، اور آخرت کی تباہی تو یقینی ہے، اس لئے سود کے لین و دین سے مکمل بچنا چاہئے۔

سود کی حرمت سے متعلق چند احادیثِ طیبہ

سود ہلاک کرنے والا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات ایسی چیزوں سے بچو جو ہلاک کرنے والی ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ سات چیزیں کونسی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ایسی جان کو ناحق مار ڈالنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، اور یتیم کا مال کھانا، اور جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا، اور بھولی بھالی پاک دامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا۔

سود خور خون کی نہر میں

حدیث

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ

[1] صحيح البخاري: ۱۰/ ۳

أَتَيَانِي، فَأَخرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، فَانطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ مَا هَذَا؟ فَقَالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا. ❶

ترجمہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک مقدس سر زمین کی طرف لے چلے، یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے، اس کے درمیان ایک شخص کھڑا تھا، اور نہر کے کنارے پر ایک شخص ہے، اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں، نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے، جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارے والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی جگہ جا پہنچتا ہے، پھر جب کبھی نکلنا چاہتا ہے اسی طرح اس کے منہ پر پتھر مار مار کر اس کو اپنی پہلی جگہ لوٹا دیتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ کون شخص تھا جس کو میں نے نہر میں دیکھا؟ فرمایا: سود خور۔

سود کھانا، سودی معاملہ لکھنا اور گواہ بننا گناہ میں برابر ہیں

حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ. ❷

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔

---

❶ صحيح البخاري: ۳/۵۹ ❷ صحيح مسلم: ۳/۱۲۱۹

سود کھانے والا جنت میں نہ جائیگا

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُذِيقَهُمْ نَعِيمًا: مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَآكِلُ رِبًا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ. [1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہ کریں گے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے: (۱) شراب کا عادی۔ (۲) سود کھانے والا۔ (۳) ناحق یتیم کا مال اُڑانے والا۔ (۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔

سود کی ادنیٰ خرابی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا، أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ. [2]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے تہتر دروازے ہیں، ان میں سے ادنیٰ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے، اور بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔

تشریح

اسی طرح کی ایک اور حدیث ہے جس کی سند گو ضعیف ہے مگر مفہوم کے لحاظ سے

---

[1] (شعب الإيمان ٧/٣٦٩) قال المناوي في "التيسير" ١/١٣٩ وإسناده ضعيف.

[2] أخرجه الحاكم في المستدرك (٢/ ٤٣) وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه. ووافقه الذهبي في "التلخيص".

درست ہے اور وہ یہ ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے ستر گناہ ہیں ان میں سے ادنیٰ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔ (۱)

سود عام ہونا عذابِ الٰہی کا باعث ہے

حدیث

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ... وَقَالَ: مَا ظَهَرَ فِي قَوْمٍ الزِّنٰى وَالرِّبَا إِلَّا أَحَلُّوا بِأَنْفُسِهِمْ عِقَابَ اللهِ. (۲)

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں زنا اور سود پھیل گیا، انہوں نے یقیناً اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اُوپر اُتار لیا۔

سودی معاملہ بالآخر تباہی کا باعث ہے

حدیث

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا، إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ. (۳)

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سود کے ذریعہ سے زیادہ مال کمایا، انجامِ کار اس میں کمی ہوگی۔

سودی کاروبار کرنے والا ذمی بن کر نہیں رہ سکتا

حدیث

عَنِ الشَّعْبِيِّ رحمه الله قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى أَهْلِ نَجْرَانَ وَهُمْ

---

(۱) (ابن ماجه) قال البوصيري في "مصبح الزجاجة" ٣٤/٣: هذا إسناد ضعيف

(۲) (مسند أبي يعلى ٨/٣٩٦) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٤/٢١٣: رواه أبو يعلى وإسناده جيد.

(۳) (سنن ابن ماجه: ٣/٥٩٩) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ٣/٣٥: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

نَصَارٰی: أَنَّ مَنْ بَايَعَ مِنْكُمْ بِالرِّبَا فَلَا ذِمَّةَ لَهُ .[1]

ترجمہ

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نصاریٰ اہلِ نجران کو ایک فرمان بھیجا جس میں تحریر تھا کہ: تم میں سے جو شخص ربا (سود) کا کاروبار کرے گا وہ ہمارا ذمی ہوکر نہیں رہ سکتا۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سود کا لین و دین گناہِ کبیرہ ہے اور سراسر ناجائز ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے، اللہ پاک اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ہمارے زمانے میں سودی معاملات کی چند رائج صورتیں

سود کی معروف و مشہور صورت تو وہی ہے کہ کسی سے کچھ رقم قرض لی جائے اور بعد میں اضافہ کے ساتھ واپس کی جائے، یا ناپ کر یا تول کر بیچی جانے والی اشیاء جو ایک جنس کی ہوں ان کا باہمی تبادلہ کمی و زیادتی کے ساتھ کیا جائے، جیسے ایک من گندم کے بدلہ دو من گندم لی جائے، یا ایک کلو گھی کے بدلے دو کلو گھی لیا جائے، یہ سودی معاملہ ہے جو حرام ہے۔ لیکن اس کے علاوہ سود کی کچھ ایسی صورتیں بھی ہیں جو ہمارے زمانہ میں بہت رائج ہیں، اور عام طور پر ان کے سودی ہونے کی طرف توجہ نہیں ہوتی، ذیل میں چند ایسی صورتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر ان سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

سودی بینکوں کے ساتھ معاملات کرنا

سودی بینکوں کی بنیاد سود اور ناجائز معاملات پر ہے، اس لئے ان کے بہت سے معاملات سودی اور ناجائز ہوتے ہیں، مثال کے طور پر ان کے چند مشہور معاملات یہ ہیں:

سودی بینک میں سیونگ اکاؤنٹ اور فکسڈ ڈیپازٹ کا نفع لینا

سودی بینک میں سیونگ اکاؤنٹ یا فکسڈ ڈیپازٹ میں جو رقم رکھوائی جاتی ہے اس کی

[1] (مصنف ابن أبي شيبة ٢٠/ ٥٥٦) قال الزيلعي في "نصب الراية" ٣/ ٢٠٣ وهو مرسل. و رواه أبو عبيد في "كتاب الأموال" ... فذكره مرسلاً عن أبي المليح الهذلي، مطولاً وفيه: "فَمَنْ أَكَلَ مِنْهُمُ الرِّبَا فَذِمَّتِي مِنْهُ بَرِيئَةٌ".

شرعی حیثیت قرض کی ہے، اور اس میں اکاؤنٹ ہولڈر کو جو منافع ملتا ہے وہ قرض پر نفع ہونے کی وجہ سے ہے جو سود ہے، اس لئے یہ نفع لینا اور دینا حرام اور ناجائز ہے، جن سے بچنا واجب ہے، اگر بینک میں رقم رکھوانی ہوتو وہ کسی غیر سودی بینک میں رکھنی چاہئے، جس کے درست ہونے کے متعلق معتبر علماء کرام کا فتویٰ ہو۔ پھر اس سے نفع حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ [1]

بینک سے سودی قرض لینا

بینک سے جب ذاتی ضرورت یا تجارتی مقاصد کیلئے قرض لیا جائے تو اس کی واپسی مزید رقم کے ساتھ مشروط ہوتی ہے، اور طے شدہ شرحِ سود کے ساتھ ادائیگی کرنی ہوتی ہے، اور بروقت ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے سود کی شرح میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جو سراسر سود ہے، اور سود کا لینا اور دینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔

سودی بینک سے گاڑی لینا

سودی بینک میں گاڑیوں کی لیزنگ کا جو طریقہ کار ہے وہ بھی شرعی اصولوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور اس میں بھی قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لیا جاتا ہے، جو ناجائز ہے۔ البتہ سودی بینک کے متبادل کے طور پر ملک میں الحمد للہ غیر سودی بینک قائم ہو چکے ہیں جو علمائے کرام کی زیرِ نگرانی شرعی اصولوں کے مطابق کام کر رہے ہیں، اس لئے ان علمائے کرام پر اعتماد اور اطمینان ہو تو ان کے ساتھ مالی معاملات کئے جاسکتے ہیں۔ [2]

مروجہ انشورنس/ بیمہ

انشورنس یعنی بیمہ پالیسی کی وہ تمام صورتیں حرام ہیں جن میں رقم جمع کی جاتی ہے اور حادثہ ہونے پر جمع کردہ رقم سے زیادہ مال ملتا ہے، خواہ وہ زندگی کا بیمہ ہو یا اشیاء کا۔ کیونکہ مروجہ بیمہ (انشورنس) کی بعض صورتیں سود اور قمار (جوا) پر اور بعض صورتیں سود اور غرر (دھوکہ) پر مشتمل ہیں، لہٰذا اس سے بچنا لازم ہے۔ [3] البتہ اس کے متبادل کے طور پر تکافل کا نظام موجود ہے، لہٰذا اگر کسی کو بیمہ زندگی لینا ہو تو وہ کسی ایسی تکافل کمپنی سے پالیسی لے سکتا ہے جس کے معاہدات مستند علماءِ کرام کی زیرِ نگرانی تیار کئے گئے ہوں اور وہ مستند علماء کی زیرِ

[1] مأخذہٗ: فقه البیوع [2] غیر سودی بینکاری: ص: ۲۳۹ [3] بیمۂ زندگی، مؤلفہٗ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

نگرانی شرعی اصولوں کے مطابق کام کر رہی ہو۔

بجلی اور گیس کا بل تاخیر سے جمع کرانے پر جرمانہ

ہمارے یہاں بجلی اور گیس کے بل جمع کرانے کی ایک تاریخ مقرر ہوتی ہے، اس تاریخ تک اگر بل جمع کرادیا جائے تو کوئی اضافی رقم نہیں دینی پڑتی، لیکن اگر مقررہ وقت کے بعد بل جمع کرایا جائے تو سرچارج/جرمانہ لگتا ہے، اور یہ جرمانہ سود کے حکم میں ہے جس کا لینا و دینا جائز نہیں۔ اس لئے صارفین پر لازم ہے کہ وہ ہمیشہ وقتِ مقررہ پر بل جمع کرانے کی پوری کوشش کریں تا کہ سود کی ادائیگی نہ کرنی پڑے۔ ❶

آڑھتیوں کا زمینداروں کو قرض دے کر مال اپنے پاس لانے کا پابند بنانا

آجکل یہ صورت بکثرت پائی جاتی ہے کہ زمیندار/کسان اور کاشتکاروں کو اپنی کھیتی کے مختلف اخراجات کیلئے یا ذاتی اخراجات کیلئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اور ان کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی، مجبوراً انہیں کسی سے قرض لینا پڑتا ہے، تو یہ لوگ کسی آڑھتی سے قرض مانگتے ہیں، اور آڑھتی انہیں اس شرط پر قرض دیتے ہیں کہ جب مال/پھل تیار ہوجائے تو کسی اور آڑھتی کے توسط سے مال فروخت کروانے کے بجائے اس کے پاس ہی اپنی پیداوار لانا ہوگی، تا کہ وہ اس مال کو فروخت کرے، اور یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ آڑھتی کو مال فروخت کرنے کا زیادہ سے زیادہ کمیشن مل سکے، اور زمیندار/کسان اس قرض کی وجہ سے اسی آڑھتی کو مال دینے پر مجبور ہوتا ہے، کیونکہ اگر وہ قرض دینے کی وجہ سے آڑھتی کے پاس مال نہ لائے تو وہ دوبارہ قرض نہیں دیتا، بلکہ بعض اوقات باہمی اختلاف اور لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ مقروض کو اس بات کا پابند بنانا کہ وہ قرض خواہ کے ذریعہ اپنا مال فروخت کرائے یہ قرض دے کر فائدہ حاصل کرنا ہے جو شرعاً ناجائز ہے، اور قرض میں اس طرح کی شرط لگانا بھی جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی وجہ سے شرعی لحاظ سے زمیندار اُس آڑھتی کے پاس مال لانے کا پابند ہوگا۔ بلکہ وہ اپنا مال جہاں چاہے فروخت کرسکتا ہے، البتہ قرض کی رقم واپس کرنا شرعاً اس پر لازم ہے۔

---

❶ فتوی دارالعلوم کراچی: ۱۴۵۰/۱۰

اس صورت میں اگر آڑھتی مال فروخت کرنے کا اتنا ہی کمیشن لے جتنا عام طور پر لیا جاتا ہے تو قرض کا معاملہ درست ہوجائے گا اور یہ شرط باطل ہوگی، لیکن اگر کمیشن عام طور پر جتنا لیا جاتا ہے، آڑھتی اس کمیشن سے زیادہ مقدار میں کمیشن لے تو یہ زیادتی سود ہوگی، اور حرام ہوگی۔ ①

مرہونہ (گروی رکھی گئی) چیز سے نفع حاصل کرنا

جب کوئی شخص کسی دوسرے سے قرض لیتا ہے یا کوئی مالی معاملہ کرتا ہے تو سیکورٹی کیلئے اس کے پاس رہن یعنی اپنی کوئی چیز گروی رکھواتا ہے، اور یہ چیز قرض دینے والے کے پاس امانت ہوتی ہے، جس کا استعمال اس کیلئے جائز نہیں، بلکہ اس کو استعمال کر کے جو نفع حاصل کیا جائے وہ سود کے حکم میں ہوتا ہے، اس لئے رہن رکھوانے والے کی اجازت سے بھی اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں، مثلاً کسی نے اپنی گھڑی یا گاڑی یا زمین قرض دینے والے کے پاس رہن رکھ دی تو قرض دینے والے کو یہ گھڑی یا گاڑی استعمال کرنا یا زمین میں کاشتکاری کرنا وغیرہ جائز نہیں، یہ سب سود ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ ②

ایڈوانس کی صورت میں کم کرایہ پر مکان لینا

جب کوئی دوکان یا مکان کرایہ پر لیا جاتا ہے تو مالک مکان، کرایہ دار سے سیکورٹی کے طور پر کچھ رقم یکمشت لیتا ہے، اور ماہانہ کرایہ اس کے علاوہ ہوتا ہے، پھر جب کرایہ دار مکان خالی کرتا ہے تو اس کو ایڈوانس کی رقم واپس مل جاتی ہے، اب اس معاملہ کی ایک اور صورت یہ رائج ہوگئی ہے کہ مالک مکان، کرایہ دار سے کہتا ہے کہ اگر تم ایڈوانس کی رقم زیادہ دوگے تو تمہارا ماہانہ کرایہ کم کردوں گا، مثلاً عام حالات میں ایک لاکھ روپے ایڈوانس رکھوا کر ماہانہ پانچ ہزار روپے کرایہ دیا جاتا ہے، لیکن اگر تین لاکھ یا پانچ لاکھ ایڈوانس دیا جائے تو پھر ماہانہ کرایہ پانچ سو یا ہزار روپے طے کیا جاتا ہے۔ یہ صورت شرعاً جائز نہیں، کیونکہ ایڈوانس کی رقم فقہی لحاظ سے شروع میں امانت اور دستور کے لحاظ سے استعمال کی اجازت ہونے کی وجہ سے آخر میں قرض ہے، گویا کہ کرایہ دار قرض دینے والا ہے اور مالک مکان مقروض ہے، اور قرض

---

① فتوی دار العلوم کراچی: ۱۵۸۸/۲۶ ② فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۵/۲۰

دیگر مقروض سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں، اس لئے ایڈوانس لینے کی صورت میں مارکیٹ ویلیو سے جتنا کم کرایہ ہوگا وہ سب سود کے حکم میں ہوگا جو جائز نہیں، چنانچہ اُوپر والی مثال میں کرایہ دار کو چار ہزار یا ساڑھے چار ہزار کی جو بچت ہورہی ہے یہ اس کیلئے سود کے حکم میں ہے جو حرام ہے۔ اس لئے اس ناجائز معاملہ سے بچنا لازم ہے۔ البتہ کرایہ کے معاملہ میں ایڈوانس رقم لیکر کرایہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق طے کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ ❶

موبائل اکاؤنٹ میں مخصوص بیلنس رکھ کر فری منٹس کی سہولت لینا

آجکل بعض موبائل سم کی کمپنیوں کی جانب سے ایک اکاؤنٹ کھولنے کی سہولت دی گئی ہے جس میں اکاؤنٹ ہولڈر کو کچھ رقم مثلاً دو ہزار روپے اپنے اکاؤنٹ میں رکھنے ہوتے ہیں، اور مخصوص رقم رکھنے کی شرط پر اکاؤنٹ ہولڈر کو کچھ سہولیات مثلاً فری منٹس، فری ایس ایم ایس اور مفت انٹرنیٹ کی سہولت دی جاتی ہے، یہ معاملہ بھی شرعاً جائز نہیں، کیونکہ اکاؤنٹ میں رکھی گئی رقم کی شرعی حیثیت قرض کی ہے، اور اسی قرض کی بنیاد پر یہ سہولیات مل رہی ہیں جو سود کے حکم میں ہیں، اس لئے اس سے بھی اجتناب کرنا لازم ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سود اور سودی معاملات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

گناہ نمبر ۹ رشوت خوری کا گناہ

رشوت کی تعریف یہ ہے کہ جس کام کا کرنا آدمی کے فرائض میں داخل ہو اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہو اس کام کے کرنے پر معاوضہ لینا، یا جس کام کا چھوڑنا آدمی کے ذمہ لازم ہو اس کے کرنے پر معاوضہ لینا رشوت ہے۔ ❸

اسلام میں رشوت لینا اور دینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں، اور حدیث شریف کی رُو سے رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے، اور دونوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

رشوت کی حرمت اور مذمت سے متعلق ذیل میں احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں!

---

❶ فتوی دارالعلوم کراچی: ۱۷۰۶/ ۱۴ ❷ فتوی دارالعلوم کراچی: ۱۷۰۶/ ۱۴ ❸ تفسیر معارف القرآن

رشوت کی حرمت اور مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ "رشوت لینے والے اور دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِي النَّارِ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے۔

حدیث

عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ ❸ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ لَحْمٍ أَنْبَتَهُ السُّحْتُ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا السُّحْتُ؟ قَالَ: الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ. ❹

---

❶ (سنن أبي داود ٤/ ٢٧٥) وفي رواية (أحمد ٥٦٥/ ١١): "لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي". سكت عنه أبو داؤد. وأخرجه الترمذي فى سننه (٣/ ١٦) وقال: هذا حديث حسن صحيح.

❷ (المعجم الصغير للطبرانى: (٥٩) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٣٥٩/٤) رواه الطبراني في "الصغير" ورجاله ثقات.

❸ قال نبيل بن منصور في تعليقه على هذه الرواية في "أنيس الساري تخريج أحاديث فتح الباري" (٣٩٩٦/ ٦): في "تفسير الطبري": "ابن"، وفي "الدر المنثور" بعد أن نسبه لعبد بن حميد والطبري وابن مردويه: "عن" ولعله الصواب.

❹ تفسير الطبري ٨/ ٤٣٤) قال حافظ ابن حجر فى فتح البارى (٤/ ٤٥٤) رجاله ثقات ولكنه مرسل

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر وہ گوشت جس کو سحت سے پرورش ملی ہو، جہنم کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔ پوچھا گیا کہ سحت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: فیصلہ میں رشوت لینا دینا۔

حدیث

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَخَذَ رِشْوَةً فِي الْحُكْمِ كَانَتْ سِتْرًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ.[1]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فیصلہ میں رشوت لے تو یہ رشوت پردہ ہوگی اس کے اور جنت کے درمیان۔

مذکورہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ سے رشوت کی مذمت اور بُرائی واضح ہوتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو رشوت کے گناہ سے بچنا ضروری ہے۔ اور جو مال رشوت کے طور پر لیا گیا ہے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر کسی وجہ سے اصل مالک تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے۔

البتہ حضراتِ فقہائے کرامؒ نے فرمایا ہے کہ اگر اپنا "جائز اور ثابت شدہ حق" رشوت دیئے بغیر وصول کرنا ممکن نہ ہو تو اپنا حق وصول کرنے کیلئے رشوت دینے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر رشوت دیئے بغیر ظلم سے بچنا ممکن نہ ہو تو مجبوری میں ظلم سے بچنے اور اپنی جان سے شر اور فساد کو دور کرنے کیلئے بھی رشوت دینے کی گنجائش ہے، لیکن دونوں صورتوں میں رشوت لینے والے کیلئے رشوت لینا بہر حال ناجائز اور حرام ہے۔

رشوت کی چند مروجہ صورتیں

رشوت کی متعدد صورتیں ہمارے معاشرے میں رائج ہیں، یہاں سب کا احاطہ مقصود نہیں ہے، البتہ چند مشہور و معروف اور کثرت سے پائی جانے والی صورتیں لکھی جاتی ہیں:

---

[1] (الجزء الأول والثانى من العوالى الصحاح والغرائب الحسان لعبد الغفار الشيروي-مخطوط، لوحة: برنامج الشاملة) وقال: غريب المتن والاسناد لم نكتبه الا بمثل هذا السند، وأخرجه الواحدي في الوسيط: ١٨٨/ ٢ والرافعي في التدوين: (٢٧٦/ ٣)

ملازمت کیلئے رشوت دینا

رشوت دے کر نوکری حاصل کرنا ہمارے معاشرے میں بہت عام ہے، اور خصوصاً سرکاری ملازمت کیلئے رشوت لینے و دینے کا عام رجحان پایا جاتا ہے، حالانکہ عام حالات میں رشوت دیکر نوکری حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اور سرکاری نوکری حاصل کرنا بھی کوئی لازم نہیں ہے، بلکہ روزگار کے دیگر جائز ذرائع بھی اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا ملازمت کے لئے رشوت دینے سے بچنا چاہئے۔

البتہ اگر تمام کوششوں کے بعد بھی رشوت دیئے بغیر کوئی جائز نوکری حاصل نہ ہو تو شدید مجبوری کی حالت میں یہ حکم ہے کہ اگر ملازم میں اُس ملازمت کی اہلیت اور صلاحیت موجود ہو، اور اس کے تقاضوں کے مطابق اُس نے مستند ادارے سے باقاعدہ تعلیم حاصل کرلی ہو، اور اُس کے پاس جعلی اور فرضی سندات نہ ہوں، بلکہ اصل سندات موجود ہوں جنکی بنیاد پر ملازمت ملنے کا استحقاق حاصل ہوگیا ہو، نیز اُس ملازمت کے علاوہ کوئی اور جائز روزگار بھی میسر نہ ہو، اور رشوت دیئے بغیر ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے شدید معاشی تنگی ہو رہی ہو، اور متعلقہ عملہ رشوت لئے بغیر نوکری پر تقرر نہ کرتا ہو تو ایسی صورت میں رشوت دینے کی گنجائش ہے، تاہم رشوت لینے والا گناہگار ہوگا، اور رشوت کا مال اس کیلئے حرام ہوگا۔ [1]

ٹریفک پولیس کو رشوت دینا

حکومت نے ٹریفک کے جو اُصول وقوانین بنائے ہیں، وہ عوام کی مصلحت اور ان کے فائدے کیلئے بنائے ہیں، اس لئے ان اُصولوں کی پابندی عوام پر لازم ہے اور ان قوانین کی خلاف ورزی کرنا درست نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص ان قوانین کی خلاف ورزی کرے مثلاً کاغذات لائسنس وغیرہ اپنے پاس نہ رکھے یا کوئی اور قانونی جرم کرے تو پولیس والے اس کا چالان کرنے کے پابند ہیں، اس صورت میں لوگوں کا پولیس والوں کو پیسے دیکر چالان معاف کروالینا رشوت ہے، جس کا لینا اور دینا دونوں جائز نہیں، اور ڈرائیور اور پولیس والے دونوں گنہگار ہوں گے، البتہ اگر ڈرائیور کے پاس تمام قانونی کاغذات ہوں اور وہ گاڑی چلانے کے دوران کسی اور قانون کی خلاف ورزی بھی نہ کرے پھر بھی پولیس والے اس کو روک کر

---

[1] فتوی دار العلوم کراچی: ۱۴۳۴/۴۸

تنگ کرتے ہوں اور پیسوں کا مطالبہ کرتے ہوں اور پیسے لئے بغیر نہ چھوڑتے ہوں تو ایسی مجبوری کی صورت میں ان کے ظلم سے بچنے کیلئے رشوت دینے کا گناہ نہیں ہوگا، لیکن پولیس والے کیلئے یہ رشوت بہر حال حرام ہوگی اور وہ سخت گنہگار ہوگا۔

سرکاری ملازم کا اپنی ذمہ داری کا کام کرنے پر پیسے لینا

بعض سرکاری اداروں میں سرکاری ملازمین اپنی ذمہ داری کا کام کرنے پر لوگوں سے پیسوں کا مطالبہ کرتے ہیں، مثلاً شناختی کارڈ یا پاسپورٹ آفس وغیرہ میں، جبکہ وہ حکومت کی طرف سے اسی کام کیلئے ملازم رکھے جاتے ہیں اور انہیں اسی کام کی تنخواہ ملتی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں کے کام کو ٹالتے رہتے ہیں اور پیسے لئے بغیر کام نہیں کرتے۔ اس صورت میں ان کا پیسے لئے بغیر کام نہ کرنا کام چوری ہے اور جو پیسے لئے جاتے ہیں وہ رشوت ہیں، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ [1]

عصری تعلیمی اداروں میں امتحان میں نقل کرنے اور پاس ہونے کیلئے رشوت دینا

دورانِ امتحان نقل کرنا شرعاً بھی ناجائز ہے اور قانوناً بھی جرم ہے، لیکن بعض اوقات امتحان میں نگرانی پر مامور حضرات طلبہ سے پیسے لے کر انہیں نقل کی اجازت دیدیتے ہیں، اور اگر کوئی طالبعلم امتحان میں نقل نہ کرسکے اور اسے فیل ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ بعد میں پرچوں کی چیکنگ کے دفتر میں پیسے دیکر اپنے اچھے نمبر لگوا لیتا ہے۔ دونوں صورتوں میں پیسوں کا لین دین رشوت میں داخل ہے اور ناجائز ہے۔ [2]

پلاٹ پر خلافِ قانون تعمیر کیلئے رشوت دینا

حکومت کا قانون ہے کہ پلاٹ کی تعمیر کے وقت مختلف اطراف میں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ جگہ چھوڑنا ضروری ہے، اور ہمارے علم کے مطابق اس کا مقصد یہ ہے کہ ہوا کی آمد و رفت رہے، دھوپ میسر ہو، اور مکانات ایک دوسرے کے اتنے قریب نہ ہوں کہ ایک دوسرے کی آوازوں سے آرام اور دیگر امور میں خلل ہو، اور بے پردگی کے امکانات بھی کم

---

[1] فتوی دار العلوم کراچی: ۱۵۱۷/ ۱۳ [2] فتوی دار العلوم کراچی: ۱۳۹۵/ ۶۶

سے کم ہوں وغیرہ، اور ظاہر ہے کہ یہ سب اُمور عوام کے فائدے کیلئے ہیں، اس لئے تعمیر کے وقت مصلحتِ عامہ کی خاطر بنائے گئے مذکورہ قانون کی پاسداری کرنا ضروری ہے۔ لیکن بعض ٹھیکیدار پلاٹ پر خلافِ قانون تعمیر کی منظوری کیلئے حکومت کے لوگوں کو پیسے دے کر بلڈنگ بنا لیتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں، یہ بھی رشوت ہے جس میں لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے، کیونکہ حکومت کے وہ جائز قوانین جو مفادِ عامہ کی خاطر بنائے گئے ہوں ان کی خلاف ورزی جائز نہیں، اور ناجائز کام کیلئے رشوت دینا بھی جائز نہیں۔ [1]

شیلف مین کو مال فروخت کرنے کیلئے ہدیہ وغیرہ دینا

بعض بڑے بڑے اسٹوروں میں مختلف کمپنیوں والے اپنا مال فروخت کرنے کیلئے دیتے ہیں، اور اسٹور والے مال فروخت کرنے کیلئے شیلف مین رکھتے ہیں جو اُن کے ملازم ہوتے ہیں، ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ کمپنیوں کے مال آگے شیلف میں رکھ کر فروخت کریں، اب بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ شیلف مین کسی کمپنی کا مال آگے شیلف میں نہیں رکھتے اور یہ کہہ کر مال واپس کردیتے ہیں کہ آپ کی پروڈکٹ ہمارے یہاں نہیں چلتی، جب کمپنی والے ان سے بات کرتے ہیں اور مال شیلف میں رکھنے کا کہتے ہیں تو وہ کچھ پیسوں کا یا ہدیہ کا مطالبہ کرتے ہیں، اور پیسے لیکر مال بکوادیتے ہیں، جبکہ بعض اوقات اسٹور کے مالک کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا۔ اس صورت میں شیلف مین کا ہدیہ کے نام سے کوئی گفٹ یا رقم لینا رشوت ہے جو ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ وہ شیلف مین اپنے مالک کی طرف سے اس وقت میں اسی کام کے کرنے کا پابند ہے اور یہ کام اس کی ذمہ داری ہے اور اس کو اسی کام کی تنخواہ ملتی ہے، لہٰذا شیلف مین کا مال سپلائی کرنے والوں سے پیسے لیکر مال فروخت کروانا ایک تو رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، دوسرے اس میں مالک کے ساتھ دھوکہ دہی ہے، اور دھوکہ دہی بھی شرعاً ناجائز ہے۔

یونٹ کے تبادلے اور چھٹی کیلئے رشوت دینا

بعض سرکاری اداروں میں ملازمین کو ایک مقررہ مدت کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک یونٹ سے دوسرے یونٹ میں ٹرانسفر ہونا پڑتا ہے، اب بعض جگہیں ایسی بھی ہوتی

---

[1] فتوی دار العلوم کراچی: ۱۴۷۸/ ۵۴

ہیں جہاں رہنے میں ملازمین کیلئے (موسم کے اعتبار سے یا گھر سے دور ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے) سہولت نہیں ہوتی، اسی طرح بعض لازمی سروس والے اداروں میں چھٹی کیلئے ایک ترتیب ہوتی ہے، اس ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے ملازمین کو چھٹیاں ملتی ہیں، اب بعض ملازمین اپنے سینئیر افسروں کو پیسے دیکر یونٹ کے تبادلے سے بچ جاتے ہیں یا جلدی چھٹی لے لیتے ہیں، حالانکہ خلافِ ضابطہ یونٹ میں رہنے اور جلدی چھٹی کیلئے سینئر آفیسر کا رشوت لینا اور خلافِ ضابطہ کام کرنے پر اسے رشوت دینا دونوں ناجائز اور گناہ ہیں، جس سے اجتناب کرنا لازم ہے، البتہ اگر ضابطہ میں ملازم کا حق بنتا ہو مگر افسر رشوت لئے بغیر کام نہ کرتا ہو تو افسر کیلئے رشوت حرام ہی ہوگی، لیکن ملازم کیلئے قاعدہ اور ضابطہ کے مطابق کام کرانا جائز ہوگا اور مجبوری کی وجہ سے اُمید ہے کہ رشوت دینے کا گناہ نہ ہوگا۔ ❶

منگنی کے موقع پر لڑکے والوں سے رشتہ کے عوض پیسے لینا

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ منگنی کے موقع پر لڑکے والوں سے رشتہ کے پیسے لئے جاتے ہیں اور لڑکی والے لڑکے والوں کو یہ رقم دینے پر مجبور کرتے ہیں، اس طرح رشتہ کے عوض رقم لینا رشوت ہے اور ناجائز ہے۔ اور بعض اوقات رواج کے تحت جہیز بنانے کیلئے اس رقم کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس پر نکاح کو موقوف یا مشروط کرتے ہیں، یہ صورت بھی ناجائز ہے، چاہے ان کا مقصد اس سے لڑکی کیلئے جہیز تیار کرنا ہی ہو، کیونکہ کسی مسلمان کا مال اس کی طیبِ خاطر کے بغیر حلال نہیں، البتہ اگر لڑکے والے اپنی خوشی سے مطالبہ کئے بغیر کچھ رقم دیں، اور اس سے لڑکی والے لڑکی کی خواہش کے مطابق جہیز وغیرہ تیار کریں تو شرعاً یہ جائز ہے۔

آرڈر حاصل کرنے کیلئے فیکٹری کے ملازم کو رشوت دینا

کمپنیوں اور فیکٹریوں میں مال کی خرید و فروخت کا انتظام سنبھالنے کیلئے ملازم رکھے جاتے ہیں، جو پرچیز آفیسر اور مینیجر کہلاتے ہیں، کسی مال کی خریداری کا آرڈر دینا ہو تو وہی سارے معاملات کرتے ہیں، اب اس معاملہ میں بھی بددیانتی عام ہوگئی ہے کہ یہ لوگ اُسی پارٹی کا مال لیتے ہیں جو انہیں پیسے دے، اگرچہ وہ مال کمپنی/فیکٹری کے معیار کے مطابق نہ

---

❶ فتوی دارالعلوم کراچی: ۱۸۳۵/۵۹

ہو،اور جو پیسے نہ دے اُس کا آرڈر ہی نہیں لیتے خواہ اُس کا مال معیاری ہو اور ریٹ بھی کم ہو۔اس صورت میں مینیجر کا رقم لینا اور آرڈر لینے کیلئے اُسے رقم دینا رشوت ہے جو حرام ہے، نیز اس میں رشوت کے ساتھ ساتھ کمپنی کے ساتھ خیانت کا بھی گناہ ہے۔ ❶

غیر قانونی طریقہ سے حج وعمرہ ادا کرنے کیلئے رشوت

بعض لوگوں کیلئے حکومت کی طرف سے حج وعمرہ کی پابندی ہوتی ہے، مثلاً وہ پاکستانی جو سعودی عرب میں کام کرتے ہیں، اسی طرح جن کا اقامہ مدینہ منورہ، جدہ یا ریاض کا ہے، ان کیلئے حکومت کے قانون کی پاسداری لازم ہے، اس طرح اگر وزٹ ویزہ، بزنس ویزہ، اور تعلیمی ویزہ پر جانے والوں کیلئے حج/عمرہ کرنا قانوناً منع ہو تو انہیں بھی اس ویزہ پر حج/عمرہ نہ کرنا چاہئے، کیونکہ یہ طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہے، لیکن بعض اوقات کچھ لوگ تعلقات اور رشوت کا سہارا لیکر چوری چھپے چلے جاتے ہیں،اس صورت میں بھی غیر قانونی کام کیلئے رشوت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں، بلکہ اس میں دو خرابیاں ہیں:

(۱)... قانون کی خلاف ورزی۔

(۲)... رشوت کا لین دین۔اس لئے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔ ❷

چیک پوسٹ پر ٹیکس سے بچنے کیلئے رشوت دینا

مال والی گاڑیوں کا حکومت کی طرف سے ٹیکس مقرر ہے، اور اسے چیک پوسٹ پر ٹیکس کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے،اور حکومت ٹیکس کی رقم عوام کی سہولیات میں استعمال کرتی ہے، مثلاً ندی، نالوں، دریاؤں پر پُل بنانا، پکی سڑکیں بنانا، ملک وملت کی حفاظت کیلئے فورسز متعین کرنا وغیرہ، ان سب کے اخراجات حکومت ٹیکس اور دیگر آمدنی سے ادا کرتی ہے، اس لئے یہ ٹیکس ادا کرنا چاہئے۔لیکن بعض لوگ چیک پوسٹ کے اسٹاف کو کچھ رقم دیدیتے ہیں اور مکمل ٹیکس کی ادائیگی نہیں کرتے، اور اسٹاف کے لوگ بھی یہ رقم حکومت کے خزانہ میں جمع کرنے کے بجائے خود رکھ لیتے ہیں۔اس صورت میں ٹیکس کے بدلے رشوت کا لینا اور دینا دونوں ناجائز ہے،اور لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔

---

❶ فتوی دارالعلوم کراچی: ۲۰۱۲/۲۵ ❷ فتوی دارالعلوم کراچی: ۱۵۲۵/۳۹

امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار میں کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کیلئے رشوت دینا

امپورٹ اور ایکسپورٹ کے کاروبار میں جب مال درآمد یا برآمد کیا جاتا ہے تو قانوناً مختلف ڈیوٹیز کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے، ایکسپورٹ کے معاملہ میں چونکہ حکومت خود حوصلہ افزائی کرتی ہے اس لئے اس پر کوئی خاص محصول عائد نہیں کرتی، لیکن امپورٹ کی صورت میں ٹیکسز اور ڈیوٹیز زیادہ ہوتی ہیں، اب بعض تاجر ڈیوٹیز سے بچنے کیلئے انڈر انوائسنگ کرتے ہیں یعنی اشیاء کی قیمت کم ظاہر کرتے ہیں، لیکن کسٹم افسران کو رشوت دیئے بغیر انڈر انوائس کے مطابق ڈیوٹی دینا عموماً ممکن نہیں ہوتا، کیونکہ قانوناً کسی کیلئے انڈر انوائسنگ کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں رشوت دے کر انڈر انوائسنگ کرنا ناجائز ہے، بلکہ صحیح انوائس کے مطابق ہی کام کرنا ضروری ہے۔

امپورٹ شدہ مال کسٹم سے کلیئر کروانے پر رشوت دینا

اسی طرح امپورٹ یعنی باہر سے کوئی مال منگوانے میں قانوناً اُس مال کو کسٹم سے کلیئر کرانا ضروری ہوتا ہے، اور بعض اوقات کسٹم افسران رشوت لئے بغیر اس مال کو کلیئر نہیں کرتے۔ اس کی وجہ کبھی تو قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے، یعنی امپورٹر نے مال منگوانے میں قانونی تقاضے پورے نہیں کئے ہوتے، اور کبھی افسران کی رشوت خوری کی عادت کی وجہ سے مال کلیئر نہیں ہو پاتا، اس صورت میں شرعی لحاظ سے حکم یہ ہے کہ اگر امپورٹر نے باہر سے مال منگوانے کے قانونی تقاضے پورے نہ کئے ہوں اور اپنے جرم پر پردہ رکھنے کیلئے افسران کو رشوت دے کر مال کلیئر کروائے تو اس کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں، اسے رشوت دینے اور افسران کو رشوت لینے کا گناہ ہوگا۔ البتہ اگر قانون کے مطابق سامان لایا جائے پھر بھی کسٹم والے ظلماً روکتے ہوں اور بلاوجہ تنگ کر کے رشوت لیتے ہوں تو اپنا مال بچانے اور ان کے ظلم سے بچنے کیلئے رشوت دینے کی گنجائش ہے، لیکن رشوت لینے والے بہر حال گناہگار ہوں گے، اور ان کیلئے رشوت کا مال حلال نہیں ہوگا۔

کرایہ دار سے پگڑی اور رسید بدلائی کی رقم لینا

آجکل یہ معاملہ بھی بکثرت رائج ہے کہ مالک اپنا مکان یا دوکان کسی کو کرایہ پر دیتے

وقت کرایہ دار سے یکمشت کچھ رقم لیتا ہے جس کو پگڑی کہتے ہیں، اور ماہانہ کرایہ الگ ہوتا ہے، اسی طرح جب ایک کرایہ دار وہ مکان/ دوکان خالی کر کے کسی دوسرے کو دینا چاہے تو وہ دوسرے کرایہ دار سے پگڑی کی رقم لیتا ہے، اور کرایہ دار تبدیل ہونے کے موقع پر جب اس مکان یا دوکان کی رسید دوسرے کرایہ دار کے نام پر بنائی جاتی ہے تو مالک رسید بدلائی کے نام سے کچھ رقم لیتا ہے۔ شرعی لحاظ سے پگڑی اور رسید بدلائی کی رقم رشوت ہے جس کا لینا دینا ناجائز ہے۔

پگڑی کا جائز متبادل

البتہ مروّجہ پگڑی کے جائز متبادل کی یہ صورت ہے کہ ایک متعین لمبے عرصہ مثلاً پچاس یا سو سال کی مدت کیلئے مکان/دوکان کرایہ پر دینے کا معاملہ کریں اور ماہانہ کرایہ طے کرلیں، جس میں کرایہ کا اکثر حصہ باہمی رضامندی سے پیشگی لینا طے کریں اور باقی کرایہ ماہوار لینا طے کریں، مثلاً دو ہزار روپے ماہوار کرایہ پر پچاس سال کیلئے مکان دیدیں اور پندرہ سو روپے کرایہ پچاس سال کا حساب لگا کر پیشگی لے لیں اور پانچ سو روپے کرایہ ماہوار لے لیں۔ اس طرح مالکِ مکان کے پاس ایک معقول رقم آجائے گی اور ہر ماہ کرایہ کی مد میں بھی کچھ رقم ملے گی۔ لہٰذا اگر دونوں فریق اس پر راضی ہوں تو یہ معاملہ کیا جاسکتا ہے اور اس طرح کرنے کے بعد اگر کرایہ دار کسی اور کو یہ مکان کرایہ پر دینا چاہے تو طے شدہ مدت (پچاس سال) تک دے سکتا ہے، اور اس عرصہ میں دستبرداری کا معاوضہ بھی لے سکتا ہے، اور مالک مکان طے شدہ مدت سے پہلے کرایہ دار کو اس کی رضامندی کے بغیر نہیں نکال سکتا۔ [1]

یہ چند معروف اور کثیر الوقوع صورتیں لکھی گئی ہیں، اس کے علاوہ اور بھی متعدد معاملات میں رشوت خوری کا بازار گرم ہے، اس لئے اپنے مالی معاملات میں قدم قدم پر مستند علماء اور مفتیانِ کرام سے مشاورت کرنی چاہئے تاکہ رزقِ حلال اور اس کی برکتیں حاصل ہوں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

---

[1] مأخذہ: بحوث قضایا فقهية معاصرة، بيع الحقوق المجردة

گناہ نمبر ۱۰

جوا کھیلنے کا گناہ

جوئے کی تعریف

ہر وہ معاملہ جو نفع اور نقصان کے درمیان دائر اور مبہم ہو، یعنی جس معاملہ میں آدمی اپنے مال کو داؤ پر لگائے کہ یا تو یہ اپنے مال سے اضافی مال کھینچ لائے گا یا اپنے پاس جو مال ہے وہ بھی چلا جائے گا، شریعت میں اسے قمار یعنی جوا کہا جاتا ہے، مثلاً دو آدمی آپس میں بازی لگائیں کہ ہم دونوں دوڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے یہ کہتا ہے کہ اگر تو آگے بڑھ گیا تو میں تجھے (مثلاً) ایک ہزار روپیہ دوں گا، اور اگر میں آگے بڑھ گیا تو تم مجھے ایک ہزار روپیہ دو گے۔ یہاں دونوں آدمی اپنے اپنے ہزار روپے داؤ پر لگا رہے ہیں کہ یا تو (جیتنے کی صورت میں) یہ ہزار روپیہ اپنے ساتھ مزید ایک ہزار روپے لے آئے گا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ (ہارنے کی صورت میں) یہ ہزار روپے بھی چلے جائیں۔ یہ قمار اور جوا ہے۔ جو قرآنِ کریم کی نص کی رُو سے بالکل حرام اور ناجائز ہے۔

جوئے کی حرمت پر آیت اور حدیثِ مبارکہ

قرآنِ کریم میں سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ [1]

ترجمہ

"اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان (یعنی قربان گاہ) اور جوئے کے تیر، یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ اب بتاؤ کہ کیا تم (ان چیزوں سے) باز آجاؤ گے؟"

[1] المائدۃ: ۹۰-۹۱

تشریح

اس آیتِ کریمہ میں جوئے کے چند بڑے بڑے نقصانات بتائے گئے ہیں:

(۱)... اوّل یہ کہ آیتِ مذکورہ میں تین چیزوں کے ساتھ جوئے کو بھی رجس فرمایا ہے، اور رجس عربی زبان میں ایسی گندی چیز کو کہا جاتا ہے جس سے انسان کی طبیعت میں گھن اور نفرت پیدا ہو، اور یہ چاروں چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ذرا بھی عقلِ سلیم اور طبعِ سلیم رکھتا ہو تو خود بخود ہی ان چیزوں سے اس کو گھن اور نفرت ہوگی۔

(۲)... دوسرے یہ کہ جوا شیطانی کام ہے اور بغض و دشمنی کا سبب ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ جس طرح شراب کے نشہ میں آدمی سے ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں جو آپس کے لڑائی جھگڑوں اور جنگ و جدل کا سبب بنتی ہیں، اسی طرح جوئے کا معاملہ بھی ہے کہ ہارنے والا اگرچہ اپنی ہار مان کر اس وقت نقصان اُٹھالیتا ہے مگر اپنے مدِ مقابل پر اس کو غصہ آتا ہی ہے جو بالآخر عداوت اور دشمنی کا سبب بنتا ہے۔

(۳)... تیسرے یہ کہ جوا، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کرنے والا اور روکنے والا ہے، اور جوئے میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے غافل ہونا تو ایسا نقصان ہے جو ہماری نظروں کے سامنے ہے، جب کوئی شخص جوا کھیلنے میں لگ جاتا ہے تو گھنٹوں گذر جاتے ہیں لیکن وہ جیتنے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کا اس کے پاس کوئی موقع نہیں ہوتا، اور اُسے نماز کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی، یہاں تک کہ نماز کا پورا وقت گزر جاتا ہے، اور پھر معلوم نہیں کہ قضا کی توفیق بھی ہوتی ہے یا نہیں؟

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو آدمی دوسرے شخص کو جوئے کی دعوت دے کہ آؤ جوا کھیلتے ہیں تو صرف اس دعوت دینے کی وجہ سے بھی اسے چاہئے کہ صدقہ کرے اگرچہ عملاً وہ جوا نہ بھی کھیلے۔ ذیل میں پوری حدیث مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: وَاللَّاتِ وَالعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ.[1]

---

[1] صحيح البخاري: ٤٦/١٤١

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی قسم میں لات و عزیٰ کی قسم کھائے تو اسے چاہئے کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کہے، اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آجاؤ جوا کھیلتے ہیں تو اسے چاہئے کہ صدقہ کرے۔

تشریح

یہاں صدقہ کرنے کا حکم اس وجہ سے دیا گیا کہ اُس نے چونکہ جوئے کی دعوت دے کر ایک گناہ کی بات کی، اس لئے اس غلطی کے ازالے اور کفارے کی صورت یہی ہے کہ صدقہ کرے۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جوا کس قدر بُری چیز ہے کہ انسان اگر عملاً اُس میں مبتلا نہ بھی ہو لیکن زبان سے کسی کو کھیلنے کے لئے کہنا بھی پسندیدہ نہیں۔

ہمارے معاشرے میں رائج جوئے کی چند صورتیں

قمار اور جوئے کی حرمت جس قدر تاکید سے قرآنِ کریم میں آئی ہے اور حدیث میں محض زبان سے کہہ دینے کو بھی گناہ قرار دیا گیا ہے، مگر افسوس کہ آج کے مسلمان اس سے اتنے ہی غافل ہیں، گویا قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت نہیں ہے، اور زیادہ افسوس اس کا ہے کہ اس میں بہت سے وہ لوگ بھی مبتلا ہیں جو نماز اور روزہ کے اعتبار سے دیندار سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ذیل میں جوئے کی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں جو آجکل عموماً رائج ہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اور اپنے بچوں کے اعمال کا جائزہ لے کر ان سے بچنے اور بچانے کی فکر کریں۔

گھوڑ دوڑ/گاڑیوں کی ریس

دو یا دو سے زائد لوگ مل کر پیسے جمع کرتے ہیں اور پھر گھوڑے یا سائیکل/موٹر سائیکل اور گاڑیوں کی ریس کرتے ہیں، جو آدمی جیت جاتا ہے وہ تمام لوگوں کی جمع کردہ رقم لے جاتا ہے، اور ہارنے والا اپنی رقم سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔ یہ بھی جوئے کی صورت ہے اور حرام ہے۔ [1]

---

[1] جواہر الفقہ: ۴/ ۵۶۴

اخباری معمے

بہت سے اخباروں اور رسالوں میں معمہ کی مختلف صورتیں لکھ کر اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کا کوئی حل کر کے بھیجے اور اس کے ساتھ فیس بھی بھیجے تو جن لوگوں کے حل صحیح ہوں گے ان میں سے اُس شخص کو انعام دیا جائے گا جس کا نام لاٹری یا قرعہ اندازی میں نکل آئے۔ یہ بھی جوئے کی ایک صورت ہے، کیونکہ ہر شخص اپنی فیس داؤ پر لگا رہا ہے کہ یا تو یہ فیس بھی ضائع ہوجائے گی یا مزید ہزاروں روپے لے کر آئے گا۔

مختلف مالیت کے ڈبوں کی خرید وفروخت

بازاروں میں بند ڈبے فروخت کئے جاتے ہیں، کسی میں مثلاً پانچ روپے کا مال ہوتا ہے، کسی میں دس کا اور کسی میں بیس پچیس روپے کا، اور ان ڈبوں کی ایک قیمت متعین ہوتی ہے، لوگ قسمت آزمائی کیلئے اس کو خرید لیتے ہیں، کسی کو اپنی لگائی ہوئی رقم سے زیادہ مالیت کا مال مل جاتا ہے اور کسی کو اپنی مالیت سے کم کا۔ یہ بھی جوا ہے جو حرام ہے۔

پتنگ بازی اور کبوتر بازی

بعض لوگ پتنگ بازی اور کبوتر بازی پر روپیہ کی ہار جیت کھیلتے ہیں، یہ دونوں کھیل بذاتِ خود ممنوع ہیں، پھر ان میں روپیہ پیسہ کی ہار جیت دوسرا مستقل گناہ ہے۔ اسی طرح آج کل کرکٹ وغیرہ کے کھیلوں کی ہار جیت پر لاکھوں روپے کے جوئے کھیلے جاتے ہیں جو سراسر حرام ہیں۔ [1]

مروّجہ انشورنس/ بیمہ

انشورنس یعنی بیمہ پالیسی کی وہ تمام صورتیں حرام ہیں جن میں رقم جمع کی جاتی ہے اور حادثہ ہونے پر جمع کردہ رقم سے زیادہ مال ملتا ہے، خواہ زندگی کا بیمہ ہو یا اشیاء کا۔ کیونکہ مروجہ بیمہ (انشورنس) کی بعض صورتیں سود اور قمار (جوا) پر اور بعض صورتیں سود، قمار (جوا) اور غرر پر مشتمل ہیں، لہٰذا اس سے بچنا لازم ہے۔

[1] جواہر الفقہ: ۴/ ۵۶۶

البتہ اس کے متبادل کے طور پر تکافل کا نظام موجود ہے، لہٰذا اگر کسی کو بیمہ زندگی لینا ضروری ہو تو وہ کسی ایسی تکافل کمپنی سے پالیسی لے سکتا ہے جس کے معاہدات مستند علماءِ کرام کی زیرِ نگرانی تیار کئے گئے ہوں اور وہ مستند علماء کی زیرِ نگرانی شرعی اصولوں کے مطابق کام کر رہی ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جوئے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گناہ نمبر ۱۱ چوری اور غصب کرنے کا گناہ

جو چیز کسی دوسرے کی ملکیت میں ہو، اُسے اُس کی اجازت کے بغیر چھپ کر لینے کا نام "چوری" ہے، اور کسی کی چیز اس کی رضامندی کے بغیر ناحق لینا اور ناحق استعمال کرنا خواہ وہ کسی بھی طریقہ سے ہو، چھپ کر ہو یا علانیہ، یہ "غصب" ہے۔ اور چوری کرنا اور کسی کی کوئی چیز غصب کرنا ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، قرآن و حدیث میں اس پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اس لئے اس سے بچنا لازم و ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ناحق مال لینے سے صاف لفظوں میں منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۞ [1]

ترجمہ

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، اِلّا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے"۔

نیز نبی کریم ﷺ نے کئی احادیث میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ کسی دوسرے کی کوئی چیز لینے یا استعمال کرنے کیلئے اس کا خوشی سے راضی ہونا ضروری ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کے بارے میں کسی طرح معلوم ہوجائے کہ اس نے اپنی چیز استعمال کرنے کی اجازت

[1] النساء: ۲۹

کسی دباؤ کے تحت یا شرما شرمی میں دی ہے اور دل سے وہ اس کے استعمال کرنے پر راضی نہیں ہے تو ایسی اجازت کو اجازت نہیں سمجھا جائے گا، اور اس چیز کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔

چوری کا گناہ اور اس کی سزا قرآنِ کریم میں

چوری میں دوسرے شخص کا مال اس کی رضامندی کے بغیر چھپ کر استعمال کیا جاتا ہے اس لئے یہ ناجائز اور سخت گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی سخت نافرمانی ہے، اسی لئے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس گناہ کی سزا بھی بڑی سخت بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ ❶

ترجمہ

"اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، تاکہ ان کو اپنے کئے کا بدلہ ملے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ صاحبِ اقتدار بھی ہیں اور صاحبِ حکمت بھی"۔

تشریح

اس آیتِ شریفہ میں چوری کی سزا یہ بیان کی گئی ہے کہ چور اور چورنی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تاکہ وہ آئندہ اس بدترین جرم کا ارتکاب ہی نہ کرسکیں۔ شرعی لحاظ سے یہ سزا حدِ ''سَرَقَہ'' کہلاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ سزا۔

چوری کی حد جاری کرنے کا اختیار عوام کو نہیں

لیکن یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے عُرف میں جس کو چوری کہا جاتا ہے اس کا ایک عام اور وسیع مفہوم ہے، اس کی تمام صورتوں پر ہاتھ کاٹنے کی سزا شرعاً عائد نہیں ہوتی، بلکہ اس کی کچھ شرائط ہیں جن کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دینے کا اختیار بھی عوام کو نہیں ہے، بلکہ حاکمِ وقت کو ہے، چنانچہ چوری کا جرم عدالت میں شرعی اُصولوں کے مطابق ثابت ہونے پر عدالت یہ حد جاری کرے گی، عام لوگ یہ سزا جاری نہیں کرسکتے۔

---

❶ المائدة:۳۸

بہر حال چوری ایک بدترین معاشرتی گناہ ہے جس سے بڑی بدامنی، جان و مال کی بربادی ہوتی ہے اور امن وسکون کا خاتمہ ہوتا ہے۔اور چوری کے حکم میں دوسروں کے ناحق مال لینے کی سب صورتیں برابر ہیں، چاہے ان میں چوری کی حد لگے یا نہ لگے۔حاصل یہ کہ کسی بھی شخص کا مال اس کی دلی خوشی اور رضامندی کے بغیر لینا ناجائز اور عذاب کا باعث ہے۔

چوری کی مذمت اور اس گناہ سے بچنے کی اہمیت کے بارے میں

چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے چوری کی مذمت اور اس کا گناہ ہونا بیان فرمایا ہے، اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور مسلمان ہونے والی خواتین سے حضور نبی کریم ﷺ نے جن بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا عہد لیا ہے اُن میں ''چوری'' کا گناہ بھی شامل ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

حدیث

أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رضي الله عنه، مِنَ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ العَقَبَةِ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: تَعَالَوْا بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ: فَبَايَعْتُهُ عَلَى ذَلِكَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوادریس عائذ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اُن حضرات میں سے ہیں جو غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، اور ''لیلة

[1] صحيح البخاري: ٥/ ٥٥

العقبۃ'' میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، آپ نے ارشاد فرمایا: آجاؤ، مجھ سے بیعت کرو یعنی عہد کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، اور چوری نہیں کرو گے، اور بدکاری نہیں کرو گے، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، اور نہ ایسا کوئی بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو (یعنی اپنی طرف سے بنا لیا ہو)، اور نہ کسی بھلے کام میں میری نافرمانی کرو گے۔ جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اور جس شخص نے ان میں سے کسی ایک گناہ کا ارتکاب کیا اور اس کی سزا اس کو دے دی گئی تو وہ اس گناہ کا کفارہ ہوگی، اور اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک گناہ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپا دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، چاہے سزا دیں، چاہے معاف کریں۔ راوی نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر ان باتوں کا عہد کیا۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ. [1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا حالتِ ایمان میں زنا نہیں کرتا، (یعنی زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں رہتا، ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے) اور چوری کرنے والا ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا، (یعنی چوری کرتے وقت وہ مومن نہیں رہتا، ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے)۔

تشریح

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن بندہ نہ زنا کرے اور نہ چوری کرے، کیونکہ جس دینِ اسلام پر وہ ایمان لایا ہے اس میں یہ دونوں فعل گناہِ کبیرہ ہیں، اور ایمان کے منافی ہیں، اگر کوئی مومن ان گناہوں سے نہ بچے تو اس نے اپنے دین وایمان کے تقاضے کی خلاف ورزی

---

[1] صحيح البخاري: ٨/ ١٥٩

کی، اس لئے ان گناہوں کے کرتے وقت اس کا ایمان دل سے نکل جاتا ہے، یعنی اس کے دل میں ایمان کا نور بالکل نہیں رہتا، اور یہ شخص اُس حقیقی ایمان سے محروم رہتا ہے جو مسلمان کی اصلی شان ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ (١)

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالَ: وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ، ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا. (٢)

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو قبیلہ مخزوم کی ایک عورت کے معاملہ نے پریشان کر دیا تھا، کیونکہ اس عورت نے چوری کرلی تھی اور اس کا یہ مقدمہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، چونکہ یہ بڑے گھرانے کی عورت تھی، اس کو چوری کی سزا سے بچانے اور اس بارے میں سفارش کرنے کیلئے حضور ﷺ کی خدمت میں کس کو بھیجا جائے اس بارے میں وہ لوگ پریشان تھے، بعض لوگوں نے کہا: اس کی جرأت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے محبوب ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اس سلسلے میں بات کی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو حدود اللہ کے بارے میں معافی کی سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیکر ارشاد فرمایا: تم سے پہلے قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ ان کا جب کوئی معزز آدمی چوری یا کوئی جرم کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے تھے، اور اگر معمولی آدمی چوری کرتا (یا کوئی جرم کرتا) تو اس کو سزا دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

(١) معارف الحدیث (٢) صحیح البخاري: ١٧٥/ ٤

فائدہ

اس واقعہ سے چوری کے گناہ کی بُرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، دیکھئے! نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت پر نہایت شفیق اور مہربان ہونے کے باوجود چوری کی سزا میں معمولی رعایت دینے کو بھی گوارا نہیں فرمایا، بلکہ اُمت کو تعلیم دینے کیلئے اپنی لاڈلی بیٹی کی مثال دیکر واضح فرمادیا کہ گناہ کی سزا ہر ایک کو بھگتنی پڑے گی خواہ وہ حسب ونسب اور مال و دولت کے لحاظ سے کتنا ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو۔ اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو چوری کے گناہ سے بچنا واجب ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدْ أُشْرِكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا. ❶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے چوری کی چیز خریدی جبکہ اس کو معلوم بھی تھا کہ یہ چوری کی ہے، تو خریدنے والا شخص چوری کی برائی اور گناہ میں شریک ہوگیا۔

حدیث

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ رضي الله عنها أَنَّهَا، قَالَتْ: أَفْتِنَا يَا رَسُولَ اللهِ عَنِ السَّرِقَةِ، فَقَالَ: مَنْ أَكَلَهَا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ، فَقَدِ اشْتَرَكَ فِي إِثْمِ سَارِقِهَا. ❷

ترجمہ

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمیں چوری کے بارے میں مسئلہ بتائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چوری کی چیز کھائی (یا استعمال کی) اور اسے علم بھی تھا کہ یہ چوری کی ہے، تو وہ استعمال کرنے والا بھی چور کے گناہ میں شریک ہوگیا۔

---

❶ (السنن الكبرى للبيهقي: ٥/ ٥٤٧) قال المنذري في "الترغيب" ٢/ ٣٤٦ (١١): رواه البيهقي وفي إسناده احتمال للتحسين ويشبه أن يكون موقوفًا.

❷ (المعجم الكبير للطبراني: ٢٥/ ٣٥) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ١٠/ ٥٢٣: رواه الطبراني وفيه من لم أعرفهم.

تشریح

مذکورہ بالا دو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طرح چوری کرنا گناہ ہے، اسی طرح چوری کا مال خریدنا اور استعمال کرنا بھی گناہ ہے، لہٰذا شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ چوری کی ہے تو پیسے دیکر خریدنا بھی جائز نہیں، اگر خرید لیا تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں، بلکہ واپس کرنا ضروری ہے۔ آجکل اس معاملہ میں بھی بڑی بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے، کیونکہ چوری کی ہوئی قیمتی اور مہنگی مہنگی چیزیں عموماً سستے داموں فروخت کی جاتی ہیں اور لوگ اپنے دو پیسے بچانے کی خاطر حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر ایسی چیزیں خرید لیتے ہیں اور گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لہٰذا چوری کا مال اور چوری کی چیزیں خریدنے اور استعمال کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ. قَالَ الأَعْمَشُ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الحَدِيدِ، وَالحَبْلُ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوَى دَرَاهِمَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ ایک لوہے کی ٹوپی چوری کرتا ہے پھر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور (قیمتی) رسی چُراتا ہے پھر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

حدیث

عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ رحمه الله، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه، رَأَى رَجُلًا يَسْرِقُ قَدَحًا، فَقَالَ: أَلَا يَسْتَحْيِي هَذَا أَنْ يَأْتِيَ بِإِنَاءٍ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[2]

ترجمہ

حضرت یحییٰ بن جَعْدَہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو

[1] صحيح البخاري ٨/١٥٩ [2] مصنف عبد الرزاق ٨/٣٤٠

پیالہ چوری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا اس آدمی کو اس بات سے حیاء نہیں آتی کہ قیامت کے دن یہ اپنی گردن پر یہ برتن اٹھاتا ہوا آئے گا۔ (یعنی مجمعِ عام میں سب کے سامنے اس کا جرم واضح ہوگا اور اس کی رسوائی ہوگی کہ دنیا میں اس نے یہ برتن چوری کیا تھا)

حدیث

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ سَرَقَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ.[1]

ترجمہ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی چوری کی (یعنی ناحق لی) تو قیامت کے دن اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

مذکورہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ چوری بدترین گناہ ہے، اور اس کی سزا بھی نہایت سخت ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے، اور اب تک اگر جان بوجھ کر یا غفلت سے یہ گناہ ہوگیا ہو تو اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرکے معافی مانگ لینی چاہئے، اور معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ جس کی جو چیز یا رقم وغیرہ چوری کی ہے وہ اُس کو کسی طریقہ سے واپس بھی کرے یا اس سے اس کا حق معاف کرائے، کیونکہ حقدار کو اس کا حق دیئے بغیر یا اس کے معاف کئے بغیر توبہ مکمل نہیں ہوتی۔

معاشرے میں چوری اور غصب کی چند معروف صورتیں

عام طور پر لوگ چوری اور غصب صرف اسی کو سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کے گھر میں چھپ کر داخل ہو اور اس کا سامان چرالے، یا طاقت کا باقاعدہ استعمال کرکے اس کا مال چھینے۔ لیکن شرعی لحاظ سے کسی کی مرضی کے خلاف اس کی ملکیت کا استعمال، کسی بھی صورت میں ہو، وہ چوری یا غصب کے گناہ میں داخل ہے، اس قسم کی چوری اور غصب کی بعض ایسی

[1] مصنف عبد الرزاق ١١٤/١٠

صورتیں ہمارے معاشرے میں رائج ہوگئی ہیں جنہیں عام طور پر چوری شمار نہیں کیا جاتا اور اچھے خاصے پڑھے لکھے، مہذب اور دیندار کہلانے والے لوگ بھی اس میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ ذیل میں اس کی چند معروف صورتیں لکھی جاتی ہیں:

ٹیلیفون کی چوری

بعض اوقات ٹیلیفون ایکسچینج کے کسی ملازم یا افسر سے دوستی ہوجاتی ہے جس کے نتیجہ میں فون کا استعمال مفت میں کیا جاتا ہے اور بل نہیں دینا پڑتا، اور نہ صرف یہ کہ اسے کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا بلکہ اپنے تعلقات کا حوالہ دے کر فخریہ طور پر بیان کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ بھی چوری ہے اور بڑا گناہ ہے۔ [1]

بجلی اور گیس کی چوری

اسی طرح بجلی کے سرکاری کھمبے سے کنکشن لیکر بجلی کا مفت استعمال کیا جاتا ہے، یا دوسرے کے میٹر میں تار لگا کر بجلی استعمال کی جاتی ہے اور بل کا بوجھ دوسرے پر پڑتا ہے، یا اپنا میٹر معمول کی رفتار سے آہستہ کروالیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں استعمال سے بل کم آتا ہے، یہ سب صورتیں چوری میں داخل ہیں، اور آجکل اس کا رواج عام ہے اور ڈنکے کی چوٹ یہ گناہ کیا جاتا ہے۔

یہی حال گیس اور پانی کے استعمال کا ہے جس میں غیر قانونی طریقہ سے سہولیات حاصل کی جاتی ہیں اور کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا، جس کا نتیجہ یہ کہ ان کا بوجھ بعض مرتبہ ان لوگوں پر پڑتا ہے جو قاعدہ کے مطابق بل دیکر گیس، پانی اور بجلی استعمال کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو نہ صرف اپنے استعمال کا بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے بلکہ دوسروں کی بدعنوانیوں کا وبال بھی یہی لوگ بھگتتے ہیں۔ یہ بجلی اور گیس کی چوری کے گناہ کے علاوہ بل بھرنے والوں پر ظلم بھی ہے جو سراسر ناجائز اور گناہ ہے۔ [2]

شرما شرمی اور دباؤ میں آکر دی ہوئی چیز استعمال کرنا

کسی شخص کے متعلق کسی چیز کے بارے میں یہ غالب گمان ہو کہ اس سے اگر مانگی

---

[1] اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۱/۲۷۳ [2] اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۱/۲۷۲

جائے گی تو وہ دل سے دینے پر راضی نہ ہوگا، اگرچہ کسی وجہ سے زبان سے انکار نہ کرسکے، محض شرما شرمی اور بادلِ ناخواستہ دیدے، تو اس شخص سے وہ چیز لینا بھی غصب کے حکم میں داخل ہے، کیونکہ دینے والے نے خوش دِلی کے بجائے دباؤ میں آکر وہ چیز دی ہے، اور اس طرح لی ہوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں۔

عارضی استعمال کیلئے لی ہوئی چیز وقتِ مقررہ کے بعد استعمال کرتے رہنا

کسی شخص سے کوئی چیز عارضی استعمال کیلئے لی جائے اور وعدہ کیا جائے کہ فلاں وقت واپس کردی جائے گی، لیکن مقررہ وقت پر واپس کرنے کے بجائے کسی عذر کے بغیر اسے اپنے استعمال میں باقی رکھا جائے اور مالک اس پر راضی نہ ہو تو اس میں دو گناہ ہیں، ایک وعدہ خلافی کا، دوسرے ناحق اس کو استعمال کرنے کا۔ اس لئے ایسی اشیاء مقررہ وقت پر واپس کردینا چاہیئے یا مالک سے خوشدلی کے ساتھ مزید استعمال کی اجازت لے لی جائے۔

اسی طرح ایک خاص مدت کیلئے کرایہ پر لی جانے والی چیز جیسے مکان، دوکان، زمین وغیرہ اس کو معاہدہ کے مطابق مقررہ وقت پر خالی کرنا ضروری ہے، اور مالک کی اجازت کے بغیر طے شدہ مدت سے زیادہ اس پر قبضہ رکھنا غصب ہے جو گناہِ کبیرہ ہے۔ کرایہ ادا نہ کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ نیز مالک جب اپنا مکان مقررہ مدت کے بعد خالی کرائے تو اس وقت خالی کرنے کے عوض مالک سے معقول رقم طلب کرنا بھی جائز نہیں۔

دفتری اشیاء اپنے گھر لے جانا

دفتر میں بہت سی اشیاء صرف دفتری استعمال کیلئے رکھی جاتی ہیں، مثلاً کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، دفتری موبائل، انٹرنیٹ ڈیوائس، چارجر، لیٹر پیڈ اور قلم وغیرہ۔ یہ چیزیں اگر دفتر سے باہر اپنے ذاتی استعمال میں لانے کی اجازت نہ ہو تو کسی ملازم کا ان چیزوں کو مالک کی اجازت کے بغیر اپنے گھر لے جانا اور ذاتی استعمال میں لانا بھی چوری کے گناہ میں داخل ہے اور ناجائز ہے۔

کسی دوسرے کا وائی فائی کنکشن اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا

کچھ لوگ اپنے گھر اور دفتر وغیرہ میں انٹرنیٹ کا کنکشن لیتے ہیں اور ماہانہ اس کا

خاص طور پر تاکیدیں آئی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ناپ تول میں کمی سے بچنے کی تاکید قرآنِ کریم میں

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ [1]

ترجمہ

"اور جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پورا ناپو، اور تولنے کیلئے صحیح ترازو استعمال کرو۔ یہی طریقہ درست ہے، اور اسی کا انجام بہتر ہے"۔

ناپ تول میں کمی کا عذاب

پچھلی اُمتوں میں سے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی قوم کفروشرک اور بت پرستی کے گناہ میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ خاص طور پر کم ناپنے اور کم تولنے کے گناہ میں مشہور ومعروف تھی، وہ لوگ تجارت کرتے تھے لیکن اس میں لوگوں کا حق پورا نہیں دیتے تھے، نیز وہ مسافروں کو راستے میں ڈرایا کرتے تھے اور ان پر حملہ کر کے ان کا مال لوٹ لیا کرتے تھے۔

حضرت شعیب رضی اللہ عنہ نے ان کو کفروشرک اور بت پرستی سے منع کیا، اور ناپ تول میں کمی کرنے اور ڈاکہ مارنے سے بھی بچنے کا حکم دیا، لیکن وہ قوم اپنی بداعمالیوں میں مست تھی اس لئے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کردیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُن پر اس طرح عذاب بھیجا کہ پہلے تین دن سخت گرمی پڑی، پھر بستی والوں نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا بستی کی طرف آرہا ہے، اور اس کے نیچے ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں اس لئے سب اس بادل کے نیچے جمع ہوگئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بادل نے آگ کے انگارے برسانا شروع کئے اور ساری قوم انگاروں کا نشانہ بن کر جھلس کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی نصیحت قرآنِ کریم میں درجِ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی اپنی قوم کو نصیحت

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

[1] الإسراء: ۳۵

خاص طور پر تاکیدیں آئی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ناپ تول میں کمی سے بچنے کی تاکید قرآنِ کریم میں

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ [1]

ترجمہ

"اور جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پورا ناپو، اور تولنے کیلئے صحیح ترازو استعمال کرو۔ یہی طریقہ درست ہے، اور اسی کا انجام بہتر ہے"۔

ناپ تول میں کمی کا عذاب

پچھلی اُمتوں میں سے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی قوم کفر وشرک اور بُت پرستی کے گناہ میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ خاص طور پر کم ناپنے اور کم تولنے کے گناہ میں مشہور ومعروف تھی، وہ لوگ تجارت کرتے تھے لیکن اس میں لوگوں کا حق پورا نہیں دیتے تھے، نیز وہ مسافروں کو راستے میں ڈرایا کرتے تھے اوران پر حملہ کرکے ان کا مال لوٹ لیا کرتے تھے۔

حضرت شعیب رضی اللہ عنہ نے ان کو کفروشرک اور بُت پرستی سے منع کیا، اور ناپ تول میں کمی کرنے اور ڈاکہ مارنے سے بھی بچنے کا حکم دیا، لیکن وہ قوم اپنی بداعمالیوں میں مست تھی اس لئے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کردیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُن پر اس طرح عذاب بھیجا کہ پہلے تین دن سخت گرمی پڑی، پھر بستی والوں نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا بستی کی طرف آرہا ہے، اوراس کے نیچے ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں اس لئے سب اس بادل کے نیچے جمع ہوگئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بادل نے آگ کے انگارے برسانا شروع کئے اور ساری قوم انگاروں کا نشانہ بن کر جھلس کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی نصیحت قرآنِ کریم میں درجِ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی اپنی قوم کو نصیحت

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

---

[1] الإسراء: ۳۵

غَيْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ [1]

ترجمہ

"اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اُنہوں نے ان سے کہا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، اور ناپ تول میں کمی مت کیا کرو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ خوشحال ہو اور مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا"۔

فائدہ

مدین کا علاقہ بڑا زرخیز تھا اور یہاں کے لوگ بحیثیت مجموعی خوشحالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کی خوشحالی کا دو وجہ سے خاص طور پر ذکر فرمایا: ایک یہ کہ اتنی خوشحالی کے بعد تمہیں دھوکا بازی کر کے کمائی کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے، اور دوسرے یہ کہ اس خوشحالی کی نتیجے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے، نہ یہ کہ اس کی نافرمانی پر آمادہ ہو جاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ [2]

ترجمہ

"پورا پورا ناپ دیا کرو، اور اُن لوگوں میں سے نہ بنو جو دوسروں کو گھاٹے میں ڈالتے ہیں۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو، اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو"۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے واقعہ میں قیامت تک آنے والے ہر انسان کو سبق دیا

---

[1] ھود: ٨٤ [2] الشعراء: ١٨١-١٨٣

گیا ہے کہ اس گناہ کا انجام آخرت میں جو ہوگا وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن بعض اوقات دنیا میں بھی اس کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ المطفّفین میں اس گناہ کے عذاب سے ڈرا کر قیامت کے دن کی پیشی یاد دلائی ہے کہ اس دن کیا جواب دو گے جہاں اعمال کا پورا پورا وزن ہوگا اور کوئی چیز چھپ نہیں سکے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ناپ تول میں کمی کرنے کا وبال

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ [1]

ترجمہ

"بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں۔ اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سوچتے کہ اُنہیں ایک بڑے زبردست دن میں زندہ کرکے اُٹھایا جائے گا؟ جس دن سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے"۔

تشریح

اس آیتِ شریفہ میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے جو دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے میں تو بڑی سرگرمی دکھاتے ہیں، لیکن جب دوسروں کا حق دینے کا وقت آتا ہے یعنی جب وہ لوگوں کے ہاتھ مال بیچتے ہیں تو کم ناپتے اور تولتے ہیں یا تولتے وقت ڈنڈی مار دیتے ہیں یا کسی اور طریقہ سے ایک طرف کو پلڑا جھکا دیتے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کو قیامت کے دن کی پیشی یاد دلائی گئی ہے اور فرمایا کہ جس دن اللہ رب العالمین کے حضور یہ لوگ کھڑے ہوں گے اُس دن اس خیانت کا وبال ظاہر ہوگا! لہٰذا اس آخرت کی حاضری کو یاد رکھنا چاہئے اور ذرا سی حقیر دنیا حاصل کرنے کی خاطر اپنے ذمہ

---

[1] المطففین: ١ - ٦

آخرت میں ادا کرنے کی سخت ذمہ داری ہرگز نہ لینی چاہئے اور دھوکہ فریب دے کر تجارت کرکے مال و دولت حاصل کرنے سے بچنا چاہئے۔

ناپ تول میں کمی کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس گناہ کی مذمت اور اس کا بُرا انجام بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:۔

حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِ الْكَيْلِ وَالمِيزَانِ: إِنَّكُمْ وُلِّيتُمْ أَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيهِما أُمَمٌ سَالِفَةٌ قَبْلَكُمْ. [1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپ تول کرنے والوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں تمہارے سپرد کی گئی ہیں، ان کے معاملہ میں تم سے پچھلی اُمتیں ہلاک ہوچکی ہیں۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ. [2]

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٢/ ٥٠٤) و قال: هذا حديث لا نعرفه مرفوعًا إلا من حديث حسين بن قيس، وحسين بن قيس يضعف في الحديث، وقد روي هذا بإسناد صحيح عن ابن عباس موقوفاً.

[2] سنن ابن ماجه (٤٩٠/ ٥) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (١٨٦/ ٤) نقلاً عن الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، هذا حديث صالح للعمل به، وقد اختلف في ابن أبي مالك وأبيه .....الخ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ہیں ان کے بارے میں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان میں مبتلاء ہو۔ (۱) جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے تو وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔ (۲) اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی تو قحط، تنگی اور حکمرانوں کے ظلم میں مبتلا ہوگی۔ (۳) جب کوئی قوم زکوٰۃ نہیں دے گی تو ان سے رحمت کی بارش روک لی جائے گی، اگر جانور نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ برستی۔ (۴) جب کوئی قوم عہد شکنی کرے گی تو اللہ تعالیٰ غیر قوم سے اُن پر دشمن مسلط فرمادے گا جو زبردستی اُن کے مال لے گی۔ (۵) اور جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (اپنی مرضی کے کچھ احکام) اختیار کرلیں (اور باقی چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرمادیں گے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلاَّ أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ، وَلاَ فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلاَّ كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ، وَلاَ نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلاَّ قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلاَ حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلاَّ فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ، وَلاَ خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلاَّ سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ.[1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کی چوری رائج ہوجائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمن کا رعب اور ہیبت ڈال دیتے ہیں۔ اور جس قوم میں زنا کا رواج ہوجائے اُن میں موت کی کثرت

[1] موطأ مالك -رواية يحى الليثي- ٥٩٢/ ١) قال ابن عبد البر في "الاستذكار" ١٤/ ٢١١: مثل هذا لا يكون إلا توقيفًا، لأن مثله لا يروى بالرأي.

ہوجاتی ہے۔ اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اُن کا رزق قطع کردیتے ہیں۔ اور جو لوگ حق کے خلاف فیصلے کرتے ہیں اُن میں قتل وخون عام ہوجاتا ہے۔ اور جو لوگ معاہدات میں غداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر اُن کے دشمن کو مسلط کردیتا ہے۔

فقر وفاقہ اور قطع رزق کی چند صورتیں

مذکورہ احادیثِ طیبہ میں اس گناہ کی سزا میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں:۔

(۱)... حدیث میں جن لوگوں کا رزق ختم کردینے کا ارشاد ہے اُس کی یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ اُس کو رزق سے بالکل محروم کردیا جائے۔ اور یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ رزق موجود ہوتے ہوئے وہ اُس کو کھا نہ سکے یا استعمال نہ کرسکے، جیسے بہت سی بیماریوں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے، اور اس زمانہ میں بہت عام ہے۔ مثلاً شوگر اور بلڈ پریشر وغیرہ کی وجہ سے مریض بہت سی غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔

(۲)... اسی طرح قحط کی یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ اشیائے ضرورت مفقود ہوجائیں یعنی دستیاب نہ ہوں۔ اور یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ اشیاء تو موجود ہوں بلکہ کثیر مقدار میں ہوں لیکن اس کے باوجود اتنی مہنگی ہوجائیں اور اُن کی قیمت اتنی بڑھ جائے کہ خریداری مشکل ہوجائے جیسا کہ آجکل اس کا مشاہدہ اکثر چیزوں میں ہورہا ہے۔ بہرحال یہ بڑے وبال کی چیز ہے، اس لئے ناپ وتول میں کمی کے گناہ سے بچنا چاہئے۔

(۳)... اور حدیث میں فقر واحتیاج مسلط کرنے کا جو ارشاد ہے اس کے معنی صرف یہی نہیں کہ روپیہ پیسہ اور ضرورت کی اشیاء اس کے پاس نہ رہیں بلکہ فقر کے اصلی معنی محتاجی اور حاجت مندی کے ہیں۔ ہر شخص اپنے کاروبار اور ضروریاتِ زندگی میں دوسروں کا جتنا محتاج ہو وہ اُتنا ہی فقیر ہے۔ اس زمانے کے حالات پر غور کیا جائے تو انسان اپنے رہن سہن اور نقل وحرکت اور اپنے ارادوں کے پورا کرنے میں ایسے ایسے قوانین میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے کہ اُس کے لقمہ اور کلمہ تک پر پابندیاں ہیں، اپنا مال موجود ہوتے ہوئے خریداری میں آزاد نہیں کہ جہاں سے چاہے کچھ خریدے۔ سفر میں آزاد نہیں کہ جب کہیں جانا چاہے چلا جائے، ایسی ایسی پابندیوں میں انسان جکڑا گیا ہے کہ ہر کام کیلئے دفتر کے چکر اور افسروں

سے لیکر چپراسیوں تک کی خوشامد کئے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے، یہ سب محتاجی ہے جس کا دوسرا نام فقر ہے۔ ❶

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ ناپ تول میں کمی کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ بلکہ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو پیسے لیکر تول رہا تھا یعنی تولنے کی مزدوری اس نے طے کی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "زِنْ وَأَرْجِحْ" ❷ یعنی تولو اور جھکا کر تولو۔

ناپ تول میں کمی کا وسیع مفہوم اور معاشرہ میں رائج چند معروف صورتیں

عام طور سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے کا گناہ صرف تجارت کے ساتھ خاص ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے، چنانچہ امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ المطففین کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ویل: شدَّة الْعَذَاب يَوْمئِذٍ لِلْمُطَفِّفِينَ من الصَّلَاة وَالزَّكَاة وَالصِّيَام وَغير ذَلِك من الْعِبَادَات. ❸

ترجمہ

یعنی ویل مراد قیامت کے دن سخت عذاب ان لوگوں کو بھی ہوگا جو اپنی نماز، زکوۃ اور روزے اور دوسری عبادتوں میں کمی کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

وَيُقَالُ: لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِيفٌ. ❹

ترجمہ: اور کہا جاتا ہے: پورا حق دینا یا کم کرنا ہر چیز میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں کوتاہی کرنا اور اس کو پورے آداب کے ساتھ ادا نہ

---

❶ تفسیر معارف القرآن: ٨/ ٦٩٥

❷ أخرجه الترمذي في سننه (٥٧٤/ ٢) من حديث سويد بن قيس، وقال: حديث سويد حديث حسن صحيح.

❸ تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ص٥٠٤

❹ موطأ مالك، رواية يحيى الليثي: ١/٤٣.

کرنا بھی "تطفیف" (کمی کرنے) کے اندر داخل ہے۔ لہٰذا صرف تاجر حضرات ہی اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے بلکہ ہر طبقہ اور ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والا شخص اس گناہ میں مبتلا ہوسکتا ہے، کیونکہ ہر انسان کے ذمہ کچھ نہ کچھ حقوق ہوتے ہیں اور جن حقوق کی ادائیگی ذمہ میں واجب ہو خواہ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہو یا بندوں کے حقوق سے، ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا "تطفیف" میں داخل ہے اور ایسا ہی گناہ ہے جیسا ناپ تول میں کمی کرنے کا گناہ ہے، اور اس پر وہ ساری وعیدیں صادق آئیں گی جو ناپ تول کی کمی پر بیان ہوئی ہیں۔

اس لئے ذیل میں رائج الوقت چند معروف صورتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر ان کا گناہ ہونا معلوم ہو پھر ان سے بچنے کی کوشش کی جاسکے۔

نماز صحیح طریقہ کے مطابق ادا نہ کرنا

نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور احادیثِ مبارکہ میں نماز کے اوقات اور پورا طریقہ بتادیا گیا ہے کہ اس طرح قیام کرو، اس طرح رکوع و سجدہ کرو، اور اطمینان کے ساتھ سارے ارکان ادا کرو۔ اب اگر کوئی شخص نماز کی ادائیگی میں سستی کرے اور وقت پر ادا نہ کرے یا جلدی جلدی اطمینان کے بغیر نماز پڑھے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کمی اور کوتاہی کردی۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَلَقِيَ رَجُلًا لَمْ يَشْهَدِ الْعَصْرَ. فَقَالَ عُمَرُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ؟ فَذَكَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: طَفَّفْتَ. [1]

ترجمہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو نماز میں نہیں آیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں نماز سے روکے رکھا؟ اس شخص نے کوئی عذر ذکر کردیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم نے نماز کے اندر تطفیف کی یعنی اللہ تعالیٰ کا پورا حق ادا نہیں کیا۔

اس لئے نماز اس کے مقررہ وقت پر پورے اہتمام اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنی چاہئے ورنہ یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حق میں کمی کرنے کا گناہ ہوگا۔

[1] موطأ مالك - رواية يحيى الليثي - ١/ ٤٣

زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا

ایمان اور نماز کے بعد سب سے بڑا رکن زکوٰۃ ہے، اور قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے ہر عاقل و بالغ صاحبِ نصاب شخص پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر کوئی شخص صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے اور سخت گناہگار ہے۔

ملازم کو تنخواہ بروقت نہ دینا یا پوری نہ دینا

ملازم کو معاہدہ کے مطابق طے شدہ تنخواہ مقررہ وقت پر دینا ملازم کا حق ہے اور مالک پر فرض ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ملازم سے کام پورا پورا لے، اور کام میں ذرا سی نرمی کرنے کیلئے بھی تیار نہ ہو، لیکن جب تنخواہ دینے کا وقت آئے تو ٹال مٹول سے کام لے، پوری تنخواہ نہ دے یا صحیح وقت پر نہ دے تو یہ بھی ناجائز ہے اور ''تطفیف'' کے گناہ میں داخل ہے۔ اس لئے اس گناہ سے بچنا چاہئے اور وہ حدیث شریف یاد رکھنی چاہئے جس میں مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینے کا حکم ہے۔ [1]

نوکر کو غیر معیاری اور بچا ہوا کھانا دینا

اسی طرح بعض لوگ ملازم سے یہ طے کرتے ہیں کہ تمہیں ماہانہ اتنی تنخواہ دی جائے گی اور روزانہ دو وقت کا کھانا یا دوپہر کا کھانا بھی دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں اس کو ایسا معیاری کھانا دینا ضروری ہے جسے معاشرہ کا ایک معقول اور شریف آدمی پسند کرے اور اتنی مقدار میں دینا چاہئے جو پیٹ بھر کھا سکے۔ اگر کوئی شخص خود تو اعلیٰ درجہ کا کھانا کھائے اور ملازم کو بچا کچا کھانا دیدے جس کو شریف آدمی پسند نہ کرتا ہو تو یہ ملازم کی حق تلفی اور اس کے ساتھ ناانصافی ہے۔

ملازمت کے اوقات میں کام صحیح نہ کرنا یا وقت کم دینا

اسی طرح ملازم جس نے اپنے مالک یا ادارہ یا کسی کمپنی سے چند گھنٹے ڈیوٹی کرنے کا

---

[1] اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۱/ ۲۴۵

معاہدہ کرلیا تو گویا اب یہ گھنٹے ملازم نے فروخت کردیئے اور اس کے عوض تنخواہ لے رہا ہے، لہٰذا اگر وہ تنخواہ پوری پوری لے لیکن ڈیوٹی پوری نہ دے مثلاً آٹھ گھنٹے کے بجائے سات گھنٹے کام کرے یا اوور ٹائم میں کام نہ کرے اور اس کی اجرت وصول کرے یا اس وقت کو مالک کی مرضی کے خلاف اپنے ذاتی کاموں میں صَرف کرے یا ڈیوٹی کے وقت میں فرائضِ منصبی پوری طرح انجام نہ دے جیسا کہ آجکل اکثر مستری مزدور اور کاریگروں کا حال ہے، تو اس کا یہ عمل بھی "تطفیف" میں داخل ہے اور حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ کیونکہ یہ تنخواہ لیتے وقت اپنا حق پورا وصول کر رہا ہے لیکن جب دوسروں کا حق دینے کا وقت آیا تو کم دے رہا ہے۔

اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ بعض سرکاری ملازمتوں میں جیسا کہ آجکل محکمۂ تعلیم میں بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض ملازمین گھر بیٹھ کر ادارہ سے تنخواہ وصول کرتے رہتے ہیں یا بلا اجازت اپنی جگہ کوئی دوسرا ملازم کم تنخواہ پر رکھ کر خود پوری تنخواہ لیتے رہتے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔ [1]

گیس، بجلی اور ٹیلیفون کی چوری کرنا

گیس، بجلی اور ٹیلیفون کی سہولت عوام کو پیسوں کے عوض فراہم کی جاتی ہے، اور عام لوگوں کو یہ سہولیات مفت میں استعمال کرنے کی محکمہ کی طرف سے اجازت نہیں ہوتی، اب اگر کوئی شخص گیس اور بجلی استعمال کر کے بِل ادا نہ کرے یا میٹر بند کر کے کنڈا لگا دے اور چوری کی بجلی استعمال کرے یا میٹر آہستہ کروادے تاکہ استعمال سے کم بِل آئے یا ٹیلیفون کا کنکشن مجاز افسر کی اجازت کے بغیر مفت استعمال کرے تو یہ سب "تطفیف" میں داخل ہے، یعنی محکمہ سے سہولیات تو پوری پوری حاصل کی جائیں لیکن جب اُنہیں بِل دینے کا وقت آئے تو اس میں کمی کردی جائے۔

یہی حکم محکمہ والوں کی طرف سے زیادتی کا بھی ہے، کہ اگر وہ عوام سے بِل پورا پورا وصول کریں لیکن سہولیات فراہم کرنے میں کوتاہی کریں تو یہ بھی ناجائز اور گناہ ہے اور بندوں کی حق تلفی ہے۔

---

[1] اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۱/ ۲۴۶

ریل یا بس میں ٹکٹ کے بغیر سفر کرنا

اسی طرح اگر کوئی شخص ریل یا بس میں سفر کرے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ٹکٹ خریدے، نیز ایک ٹکٹ میں جتنا سامان ساتھ لے جانے کی اجازت ہے صرف اُتنا ہی سامان لے جائے۔ اگر کوئی شخص ریل میں یا بس میں ٹکٹ لئے بغیر چوری چھپے سفر کرے یا جتنی مقدار سامان ساتھ لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ مقدار میں سامان چوری چھپے ساتھ لے جائے تو یہ بھی ''تطفیف'' میں داخل ہے، یعنی گاڑی والوں سے سفر کی سہولت حاصل کر لی لیکن اُنہیں ان کا حق پورا نہ دیا۔ ❶

ٹیکسی/رکشہ والوں کا میٹر تیز کر کے زیادہ کرایہ وصول کرنا

ٹیکسی اور رکشہ والے جو اپنا کرایہ میٹر کے حساب سے طے کرتے ہیں اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنا میٹر معمول کے مطابق رکھیں تاکہ سواریوں سے جائز طریقہ سے کرایہ وصول ہو سکے، لیکن اگر کوئی ڈرائیور اپنا میٹر تیز کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ کرایہ حاصل ہو تو یہ بھی مسافر کی حق تلفی ہے، کہ جتنا سفر اس نے طے کیا ہے اس سے زیادہ کرایہ اس کو ادا کرنا پڑا۔ اور ڈرائیور کو ''تطفیف'' کا گناہ ہوگا کہ اس کو جتنی رقم میں سہولت دینی چاہئے تھی اس سے زیادہ وصول کی، اور جتنی رقم وصول کی اس کے بقدر سہولت نہیں دی۔ اور اس طرح لی ہوئی رقم حلال نہ ہوگی، حرام ہوگی۔ ❷

عیب بتائے بغیر مال فروخت کرنا

اگر بیچے جانے والے سامان میں کوئی عیب اور نقص ہو تو وہ عیب خریدار کو بتانا ضروری ہے تاکہ اُسے دھوکہ نہ ہو، اور عیب کے ساتھ خریدنا چاہے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔ عیب چھپا کر سامان فروخت کرنا جائز نہیں، گناہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ. ❸

---

❶ اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۱/ ۲۷۳ ❷ احسن الفتاویٰ: ۸/ ۹۰

❸ (سنن ابن ماجه: ۳/ ۵۷۸) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ۳/ ۳۰: هذا إسناد ضعيف لتدليس بقية بن الوليد وضعف شيخه.

ترجمہ

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص عیب دار چیز فروخت کرے اور اس عیب کے بارے میں خریدار کو نہ بتائے تو ایسا شخص مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا اور فرشتے ایسے آدمی پر مسلسل لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

لہٰذا ملاوٹ کرکے، دھوکہ دے کر اور عیب چھپا کر کوئی چیز فروخت کرنا حقیقت میں خریدار کے حق میں کمی کرنا ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرہ کا یہ حال ہوگیا ہے کہ فروخت کرنے والے نہ صرف یہ کہ عیب نہیں بتاتے بلکہ تمام خرابیوں سے واقف ہونے کے باوجود جھوٹی قسمیں کھا کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ بہت اچھی اور اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اس کو خرید لیں۔ یہی وجہ ہے کہ پورا معاشرہ عذاب میں مبتلا ہے، ہر شخص بد امنی، بے چینی اور پریشانی کا شکار ہے، یہ عذاب ہمارے گناہوں کا نتیجہ اور وبال ہے۔

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرنا

شریعتِ مطہرہ میں میاں بیوی دونوں کے ذمہ ایک دوسرے کے کچھ حقوق رکھے گئے ہیں جن کو پورا کرنے سے گھریلو زندگی خوشگوار رہتی ہے، لیکن اگر شوہر بیوی سے سارے حقوق وصول کرنے کی کوشش کرے، شوہر کی خواہش ہو کہ بیوی ہر بات میں میری فرمانبرداری کرے، کھانا بھی پکائے، گھر کا انتظام بھی کرے، بچوں کی پرورش بھی کرے، ان کی تربیت بھی کرے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب بیوی کے حقوق ادا کرنے کا وقت آئے تو ادا نہ کرے۔ حالانکہ قرآنِ کریم میں بیوی کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کا حکم ہے اور حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے حق میں خیر کی وصیت قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا عورتوں کے پورے حقوق ادا نہ کرنا بھی ''تطفیف'' کے اندر داخل ہے اور ناجائز ہے۔ اِسی طرح عورت اگر شوہر سے اپنے تمام حقوق وصول کرے لیکن شوہر کے حقوق ادا نہ کرے تو یہ بھی حق تلفی ہے اور ناجائز ہے۔

بیوی سے مہر معاف کرانا

نکاح کے وقت عورت کا ایک مالی حق جو شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے وہ ''مہر'' ہے،

لیکن کچھ لوگ اس میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں، جن میں سے بعض شوہر پہلی ہی رات کو بیوی سے زبردستی مہر معاف کروالیتے ہیں جو کہ ناجائز ہے، اور اس طرح معاف کرنے سے مہر معاف بھی نہیں ہوتا۔ اور بعض شوہر ساری زندگی مہر ادا نہیں کرتے، پھر بیماری کے وقت جب بسترِ مرگ پر ہوں تو بیوی سے مہر معاف کرالیتے ہیں۔ دیکھئے! ساری عمر بیوی سے فائدہ اٹھایا، زندگی بھر اس سے اپنے حقوق حاصل کئے، لیکن جب اس کا حقِ مہر دینے کا وقت آیا تو حیلے بہانے کرکے اس کا حق مار دیتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے۔

اہل وعیال کے نان ونفقہ میں کمی کرنا

شادی کے بعد بیوی کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے، اسی طرح بچوں کا نفقہ بھی باپ کے ذمہ ہوتا ہے، یعنی عُرف کے مطابق کھانے، پینے اور لباس و رہائش اور بقدرِ ضرورت تعلیم کے اخراجات باپ کے ذمہ لازم ہوتے ہیں۔ بیٹے کے اخراجات بالغ ہونے تک اور بیٹی کے اخراجات شادی ہونے تک لازم ہیں۔ اب اگر کوئی شخص بیوی بچوں کا نفقہ صحیح ادا نہ کرے اور بخل اور کنجوسی سے کام لے اور انہیں اتنا نفقہ بھی نہ دے جس سے وہ اطمینان کے ساتھ گزارا کرسکیں تو یہ بیوی بچوں کی حق تلفی ہے، اور "تطفیف" میں داخل ہوکر ناجائز اور گناہ ہے۔

نمونہ کے طور پر یہ چند معروف صورتیں لکھی گئی ہیں۔ ورنہ "تطفیف" کی اس کے علاوہ اور بھی متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں جن میں کسی حقدار کی حق تلفی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی پوری پوری ادائیگی کرنے اور ناپ تول میں کمی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ۱۳ میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرنے کا گناہ

جب کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ انتقال کے بعد اس کے مال میں سے چار حقوق ادا کئے جائیں:

(۱)... مرحوم کے کفن و دفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے کفن و دفن کا انتظام کردے تو ترکہ سے یہ رقم نہیں لی جائے گی۔

(۲)... مرحوم کے ذمہ کسی کا کوئی قرض واجبُ الاداء ہو تو اُس کو ادا کیا جائے، چاہے قرضوں کی ادائیگی میں سارا مال خرچ کرنا پڑ جائے۔ اِسی طرح اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر

ادا نہ کیا ہو اور بیوی نے خوش دلی سے معاف بھی نہ کیا ہو تو یہ بھی قرضہ ہے، اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ اور بیوی کو یہ مہر میراث کے علاوہ ملے گا، مہر کا بیوی کے میراث کے حصہ سے کوئی تعلق نہیں، مہر الگ ادا کیا جائے گا، اور میراث کا حصہ الگ دیا جائیگا۔

(۳)... تیسرا حق وصیت ہے، یعنی قرضوں کی ادائیگی کے بعد دیکھا جائے گا کہ مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی جائز وصیت کی ہو تو باقی مال و جائیداد کے ایک تہائی حصے کی حد تک ان وصیتوں کو پورا کیا جائے گا، اور اگر وصیت تہائی مال سے زیادہ کی ہو تو ایک تہائی کی حد تک وصیت پورا کرنا ورثاء پر ضروری ہے، اس سے زیادہ وارثوں کے اختیار میں ہے، چاہے پورا کریں یا نہ کریں۔ البتہ مرحوم کی ناجائز وصیتوں کو پورا کرنا جائز نہیں۔

(۴)... وصیت پوری کرنے کے بعد جو کچھ مال باقی بچے اس کو شریعت کے بتائے ہوئے اُصولوں کے مطابق تمام ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔

تقسیمِ وراثت کی اہمیت

اس چوتھے حق کے بارے میں آج کل ہمارے معاشرے میں بڑی غفلت پائی جاتی ہے، بہت سے لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ مرنے والے کے مال کو ورثاء میں تقسیم کرنا چاہئے، اور جو لوگ جانتے ہیں کہ یہ ایک اہم فریضہ ہے اُن میں بھی بہت سے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ حالانکہ شریعتِ مطہرہ کے احکام میں سے وراثت تقسیم کرنے کا حکم ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، اور وراثت تقسیم نہ کرنا اور دوسروں کا حصہ اپنے قبضہ میں رکھ کر استعمال کرنا نہایت سنگین گناہ ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ قرآنِ کریم نے اکثر احکامِ شرعیہ کے صرف اُصول بیان کئے ہیں اور تفصیلات نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و فعل سے مسلمانوں کو سمجھائی ہیں، لیکن بعض احکام کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کی تمام تفصیلات کو بھی قرآنِ کریم نے خود پوری تفصیل سے بیان فرمایا ہے، وراثت کی تقسیم کا حکم بھی اُنہی احکام میں سے ہے کہ قرآنِ کریم نے اس کا پورا قانون تفصیل کے ساتھ وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں یوں تو انسانی حقوق کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے لیکن وارثوں کے حقوق ادا کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تاکید آئی ہے۔ اسی لئے میراث کو شریعت کے مطابق انصاف سے تقسیم کرنا جنت کے اعمال میں سے ہے، اور ایک حدیث

شریف میں وراثت کی تقسیم میں ظلم اور ناانصافی سے بچنے پر جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم چھ چیزوں کی ضمانت لے لو، میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوجاؤں گا، ان چھ چیزوں میں سے آپ ﷺ نے یہ بھی بیان فرمایا: وراثت کی تقسیم میں ناانصافی مت کرو، اپنی طرف سے انصاف کرو۔ ❶

اس کے برخلاف کسی ایک وارث کا پورے ترکہ پر قبضہ جمائے رکھنا اور میراث تقسیم نہ کرنا یا تقسیم کے وقت بعض ورثاء کو محروم کرنا یا ان کو کم حصہ دینا ہرگز جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ، غصب اور ظلم ہے جو حرام ہے۔

میراث تقسیم نہ کرنے اور دوسروں کا حق دبانے پر وعیدیں

چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ورثاء کے حصوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ❷

ترجمہ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسا عذاب ہوگا جو ذلیل کرکے رکھ دے گا۔

نیز احادیثِ طیبہ میں بھی دوسرے کا مال ناحق استعمال کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں!

حدیث

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ. ❸

ترجمہ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

❶ المعجم الکبیر ❷ النساء: ١٤ ❸ مسلم: ٣/١٢٣١

فرمایا: جس شخص نے زمین کا ایک بالشت حصہ بھی ظلماً لے لیا، قیامت کے روز اس کو سات زمینوں سے نکال کر اس شخص کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائیگا۔

حدیث

عن أبي هريرة رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَطَعَ مِيرَاثًا فَرَضَهُ اللهُ وَرَسُولُهُ قَطَعَ اللهُ بِهِ مِيرَاثًا مِنَ الْجَنَّةِ. [1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی وارث کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حصۂ میراث سے محروم کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت میں اس کے حصے سے محروم فرمائیں گے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَحدٍ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. [2]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہے تو آج ہی اس کو معاف کرا لے، اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جس دن نہ درہم ہوں گے نہ دینار، (بلکہ اس دن یہ ہوگا کہ) اگر ظالم کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو اس نے اپنے بھائی پر جتنا ظلم کیا ہوگا اس کے بقدر نیکیاں مظلوم بھائی کو دیدی جائیں گی، اور اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو پھر مظلوم کے گناہ اس ظلم کے برابر ظالم کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے۔

لہٰذا کسی شخص کے انتقال کے بعد اوپر ذکر کئے گئے چار حقوق میں سے تین حقوق ادا کرنے کے بعد سب سے اہم ترین فرض یہ ہے کہ جلد از جلد اس کی میراث تقسیم کی جائے،

---

[1] شعب الایمان ۳۴۰/۱۰ [2] صحیح البخاري: ۳/۱۲۹

اسی میں عافیت اور راحت ہے، کیونکہ اس وقت مرنے والے کا صدمہ دل میں ہوتا ہے اور دل نرم ہوتا ہے تو تقسیم کا معاملہ بھی آسان ہوتا ہے، لیکن اگر اس وقت میراث تقسیم نہ کی جائے تو جتنی دیر ہوتی رہے گی اُتنی ہی اس میں اُلجھنیں اور دشواریاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی، یہاں تک کہ لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے، کیونکہ جوں جوں مرنے والے کا صدمہ کم ہوتا چلا جاتا ہے دنیا کی محبت دل میں بڑھتی چلی جاتی ہے اور باہم اختلاف بڑھنے لگتا ہے۔ اس لئے جتنا جلدی ہوسکے میراث تقسیم کرلینی چاہئے، کیونکہ مرنے کے بعد ایک سوئی کے برابر مال میں بھی تمام ورثاء حصہ دار اور شریک ہوجاتے ہیں، ان سب کی رضامندی کے بغیر مالِ میراث کا استعمال کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ بالخصوص اگر ورثاء میں نابالغ بھی ہوتو پھر معاملہ اور زیادہ سنگین ہوجاتا ہے، کیونکہ نابالغ کی اجازت بھی شرعاً معتبر نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یتیموں کا مال کھانے کو پیٹ میں آگ بھرنے سے تعبیر فرمایا ہے۔

تقسیمِ میراث میں ہونے والی کوتاہیاں

ہمارے معاشرے میں میراث تقسیم کرنے کے حوالے سے جو کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اُن میں سے چند مشہور صورتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، تاکہ اُنہیں پڑھ کر اپنی غلطی کا احساس ہو اور اس گناہ سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

والد کے ساتھ تعاون کرنے والے بیٹوں کا کاروبار پر قبضہ جمائے رکھنا

جو بیٹے والدِ مرحوم کے ساتھ اُن کی زندگی میں کاروبار میں معاونت کرتے ہیں اور کاروبار سنبھالتے ہیں وہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کاروبار کے مالک بن کر بیٹھ جاتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ شروع سے ہم نے کاروبار سنبھالا ہے، لہٰذا یہ ہماری محنت کا نتیجہ ہے، یہ میراث میں شامل نہیں ہوگا۔ حالانکہ عموماً اس کاروبار میں بیٹوں کا اپنا ذاتی کوئی حصہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنی محنت کا کچھ عوض لیکر کام کرتے ہیں، ایسی صورت میں شرعی لحاظ سے کاروبار والد ہی کا ہوتا ہے، اس لئے دیگر مال و جائیداد کی طرح یہ بھی ترکہ میں شامل ہوگا۔ ہاں اگر مرحوم کی میراث تقسیم کرتے وقت اگر کاروبار سنبھالنے والے بیٹوں کا حصہ اتنا بنے جتنی مالیت کا کاروبار ہے تو وہ دیگر ورثاء کی رضامندی سے اپنے حصہ میں کاروبار لے سکتے ہیں۔

گھر کے ساز و سامان پر بیوہ کا قبضہ کرنا

بعض جگہ یہ ہوتا ہے کہ مرحوم کے کاروبار، کارخانے اور دکان وغیرہ پر تو لڑکے قبضہ کر لیتے ہیں، اور گھر کا جتنا سامان ہوتا ہے وہ سب بیوہ کے قبضے میں آجاتا ہے، اور بیوہ اس کی مالک بن کر بیٹھ جاتی ہے اور جس طرح چاہتی ہے اس میں تصرف کرتی ہے، اور جب تک بیوہ زندہ ہوتی ہے وہ میراث تقسیم نہیں کرتی، بلکہ اس کو ماں کی نافرمانی شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ جس طرح لڑکوں کا جائیداد پر قبضہ کرنا ناجائز ہے اسی طرح بیوہ کا گھر کے سامان پر قبضہ کرنا اور تقسیم نہ کرنا بھی ناجائز ہے، بلکہ یہ تمام مال و جائداد اور ساز و سامان ورثاء کا حق ہے، اور باپ کے انتقال کے بعد ماں کی زندگی میں میراث تقسیم کرنے میں ماں کی نافرمانی ہرگز نہیں ہے، کیونکہ میراث کی تقسیم شریعت کا حکم ہے۔

بیوہ سے مہر معاف کرانا یا اس کو مہر دے کر میراث کا حصہ نہ دینا

بعض جگہ یہ رواج ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ سے زبردستی مہر معاف کروایا جاتا ہے، اور وہ بیوہ بیچاری مجبور ہو کر بادلِ ناخواستہ مہر معاف کر دیتی ہے، یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں، بلکہ اگر اس طرح بیوہ اپنا مہر معاف کر دے تب بھی معاف نہیں ہوگا، اور بیوہ کو مہر دینا ضروری ہوگا۔ اور بعض لوگ مہر تو معاف نہیں کرواتے لیکن شوہر کے انتقال کے بعد اس کو میراث میں سے حصہ نہیں دیتے، بلکہ مہر دے کر جان چھڑا لیتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی غلط ہے، کیونکہ شرعی لحاظ سے مہر کا بیوی کے میراث کے حصہ سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا مہر الگ ادا کیا جائے گا، اور میراث کا حصہ الگ دینا ضروری ہے۔

دوسری شادی کرنے کی صورت میں بیوہ کو میراث کا حصہ نہ دینا

بعض جگہ یہ دستور ہے کہ بیوہ اگر دوسرا نکاح کر لے تو اُسے شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوہ یا تو تنہائی کی زندگی سے بچنے کیلئے دوسرا نکاح کر کے مال سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے یا اپنا حصۂ میراث محفوظ رکھنے کی خاطر دوسرا نکاح نہیں کرتی، عمر بھر بیوہ رہتی ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتی ہے۔ یاد رکھیں کہ دوسرا نکاح کرنے سے بیوہ کا حقِ میراث ہرگز ختم نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے ورثاء کی طرح وہ بھی

اپنے مقررہ حصے کی پوری پوری حقدار ہوتی ہے۔

دوسرے قبیلہ کی بیوہ کو میراث سے محروم کرنا

بعض خاندانوں میں یہ رواج بھی ہے کہ جو عورت شوہر کے قبیلہ سے نہ ہو اُسے میراث کا حصہ نہیں دیتے، یہ بھی بہت بڑا ظلم اور جہالت ہے۔ بیوہ ہر حال میں اپنے شوہر کی میراث میں حصہ دار ہے خواہ وہ شوہر کے خاندان سے ہو یا کسی دوسرے خاندان سے۔

بہنوں کو میراث سے محروم کرنا

یہ بدترین رسم تو اکثر دیندار گھرانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ میراث میں بہنوں کو حصہ دار نہیں سمجھا جاتا، اور یہ سمجھتے ہیں کہ باپ کی میراث میں صرف بیٹے حقدار ہیں، بیٹیوں کا کوئی حق نہیں۔ اور بعض لوگ جو بہنوں کو حصہ دار سمجھتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طرح بہنوں سے ان کا حصہ معاف کروالیتے ہیں، اور ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے حصۂ میراث سے ہمارے حق میں دستبردار ہوجاؤ، چنانچہ بہنیں مجبور ہوکر زبانی طور پر یہ کہہ دیتی ہیں کہ ہم اپنا حصہ چھوڑتی ہیں، اس کے بعد بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم اکیلے اس میراث کے حقدار ہیں۔ یاد رکھئے! یہ سراسر ظلم ہے، زمانہ جاہلیت کی رسمِ بد ہے، اور اس میں خلافِ شرع ہندوؤں کی ظالمانہ رسم کی تائید و ترویج ہے، اور اس طرح زبانی دستبرداری اور شرما شرمی میں معاف کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور اس طرح معاف کرنے سے بہنوں کا حق ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی بھائیوں کیلئے بہنوں کا حصہ اپنے استعمال میں لانا حلال ہوتا ہے۔ لہٰذا بھائیوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی سے ڈریں اور آخرت کی پکڑ سے بچتے ہوئے بہنوں اور دیگر تمام ورثاء کو ان کا پورا پورا حصہ علیحدہ علیحدہ کرکے عملاً ان کے قبضہ میں دیں، اس کے بعد اُنہیں اختیار ہوگا کہ جہاں چاہیں اسے خرچ کریں۔

شادی شدہ بہنوں کو میراث کا حصہ نہ دینا

ایک بُری رسم یہ بھی ہے کہ غیر شادی شدہ بہنوں کو تو میراث میں حصہ دیدیتے ہیں، لیکن شادی شدہ بہنوں کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا، اور اگر وہ مطالبہ کریں تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ والد صاحب نے تمہاری شادی کے موقع پر تمہارا جو جہیز تیار کرکے دیا تھا اس سے تمہارا

حق ادا ہوگیا۔ خوب سمجھ لیجئے! یہ سوچ بھی بالکل غلط ہے، اوّل تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں لڑکیوں کا حصہ مقرر فرمایا ہے، اس میں غیر شادی شدہ ہونے کی کوئی قید نہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ زندگی میں باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے وہ ہدیہ اور تحفہ ہے، اس کا میراث سے کوئی تعلق نہیں، میراث تو وہ مال ہے جو انسان مرتے وقت چھوڑ کر جاتا ہے اور اس میں سارے ورثاء اپنے اپنے حصوں کے مطابق حقدار ہوتے ہیں، اس لئے زندگی میں کسی وارث کو کچھ مال دینے سے میراث میں اس کا حصہ ختم نہیں ہوتا، لہٰذا شادی شدہ بہنیں بھی اپنے حصہ کی حقدار ہیں۔

مشترکہ ترکہ میں سے کوئی چیز یادگار کے طور پر رکھنا یا صدقہ کرنا

بعض وارث ترکہ کی تقسیم سے پہلے میت کی یادگار کے طور پر کسی چیز کو معمولی سمجھ کر یا بابرکت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی دوسرے ورثاء سے اجازت نہیں لی جاتی، اسی طرح میت کے ایصالِ ثواب کیلئے مشترکہ ترکہ میں سے مال خرچ کیا جاتا ہے، حالانکہ تمام ورثاء کی رضامندی کے بغیر اس طرح کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو اس کی اجازت اور معافی بھی معتبر نہیں۔ ہاں اگر سب وارث عاقل و بالغ ہوں اور دلی رضامندی سے کسی وارث کو کوئی چیز دیدیں یا جائز طریقہ سے صدقہ کریں تو اس کی اجازت ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے مطابق عدل و انصاف کے ساتھ میراث تقسیم کرنے اور اس میں ہونے والی کوتاہیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

معاشرت کے متعلق گناہ

ناحق قتل کرنے کا گناہ

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَأَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا. (النساء:۹۳)

ترجمہ

اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حدیث

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: "لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ."

(سنن ابن ماجه: ۳/ ۲۱۳)

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کو فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مؤمن کو ناحق قتل کرنے سے آسان اور ہلکا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معاشرت کے متعلق گناہ

گناہ نمبر ۱۴ ناحق قتل کرنے کا گناہ

کسی کو ناحق قتل کرنا سنگین گناہ اور جرمِ عظیم ہے، دنیا کی ساری جماعتیں، فرقے اور مذاہب اس پر متفق ہیں، اور احادیثِ طیبہ میں انسانی جان کی حرمت کو بیت اللہ کی حرمت سے بھی زیادہ اہم قرار دیا ہے، اور بعض روایات میں، ناحق قتل کرنے کو ساری دنیا کی تباہی سے شدید بتایا گیا ہے۔

ناحق قتل کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت

قرآنِ کریم میں ناحق قتل کرنے والے کی سزا ہمیشہ کیلئے جہنم قرار دی گئی ہے، اور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا﴿۹۳﴾ [1]

ترجمہ

"اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

ناحق قتل پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے

قرآن مجید میں دوسری جگہ ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے برابر فرمایا ہے، چنانچہ ارشادِ باری ہے:

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ

---

[1] النساء: ۹۳

نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا [1]

ترجمہ

"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کیلئے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی"۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے خلاف قتل کا یہ جرم پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے، کیونکہ کوئی شخص قتلِ ناحق کا ارتکاب اُسی وقت کرتا ہے جب اس کے دل سے انسان کی حرمت کا احساس مٹ جائے، ایسی صورت میں اگر اس کے مفاد کا تقاضا ہوگا تو وہ کسی اور کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور اس طرح پوری انسانیت اس کی مجرمانہ ذہنیت کی زَد میں رہے گی۔ اور جب اس ذہنیت کا چلن عام ہو جائے تو تمام انسان غیر محفوظ ہو جائیں گے، لہٰذا قتلِ ناحق کا ارتکاب چاہے کسی کے خلاف ہو تمام انسانوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ جرم ہم سب کے خلاف کیا گیا ہے۔ اس لئے ناحق قتل کرنے سے بچنا بہرصورت واجب ہے۔

ناحق قتل کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں وعیدیں

احادیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ناحق قتل کرنے پر بہت سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ. [2]

[1] المائدة: ٣٢ [2] صحيح البخارى ١٠/ ٤

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کونسی باتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) اُس جان کا ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا۔ (۶) جہاد سے بھاگنا۔ (۷) پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا. [1]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے دین کی طرف سے اس وقت تک وسعت اور کشادگی میں رہتا ہے جب تک حرمت والے خون کو نہ بہائے۔

حدیث

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ. [2]

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کو فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے آسان اور ہلکا ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

---

[1] صحيح البخاري (۲/ ۹) وروى الطبراني في "المعجم الكبير" ۹/۲۲۱ عن إبراهيم، قال: قال عبد الله : "لَا يَزَالُ الرَّجُلُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا نُزِعَ مِنْهُ الْحَيَاءُ".

[2] سنن ابن ماجه: (۳/ ۲۱۳) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (۳/ ۱۲۲) هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مسلمان کا قتل کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک تمام دنیا کے تباہ ہونے سے زیادہ بڑھ کر ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا. ❷

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس سے معاہدہ ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔

حدیث

عن عَبْدِ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا. ❸

ترجمہ

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو بیت اللہ کے طواف کرتے ہوئے (اس حال میں) دیکھا کہ آپ ﷺ (بیت اللہ کو مخاطب کرکے) فرمارہے تھے کہ اے خدا کے گھر، کعبۃ اللہ تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو بھی کتنی عمدہ ہے، تو کتنی عظیم شان والا ہے اور تیری عزت کتنی بلند ہے؟ لیکن قسم

---

❶ سنن النسائی (۷/ ۸۲) قال أبو عبد الرحمن: إبراهيم بن المهاجر ليس بالقوي.

❷ صحيح البخاري: ۹۹/ ٤

❸ ابن ماجه: ۵/ ٤۲۹) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (٤/ ١٦٤) هذا إسناد فيه مقال نصر بن محمد ضعفه أبو حاتم وذكره ابن حبان في الثقات و باقي رجال الإسناد ثقات.

ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، ایک مومن کی عزت و حرمت اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری عظمت و حرمت سے بڑھ کر ہے، اس کا مال اور خون بہت محترم ہے، اور مومن کے ساتھ اچھا گمان رکھنا چاہئے۔

تشریح

خلاصہ یہ کہ کسی انسان بالخصوص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا حرام اور سخت حرام ہے اور بلاشبہ گناہِ کبیرہ ہے، اس لئے اس سے بچنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ ناحق قتل کرنے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہ نمبر ۱۵

والدین کی نافرمانی کا گناہ

والدین اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، اور اولاد کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہیں، اور والدین جس جائز کام کے کرنے کا حکم دیں اُس میں اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری اولاد پر واجب ہے، خلاف ورزی کرنا گناہ ہے،

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور فرمانبرداری کی تاکید

قرآن و حدیث میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور فرمانبرداری کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، اور بدسلوکی اور نافرمانی سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ

"اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ اُنہیں جھڑکو، بلکہ اُن سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔"

[1] الإسراء: ۲۳

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے والدین کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملاکر واجب فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ لقمان میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے: "اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ" (یعنی میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت سب سے اہم اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔ [1]

والدین کی اطاعت کے فضائل اور نافرمانی پر احادیثِ طیبہ میں وعیدیں

احادیثِ مبارکہ میں بھی والدین کی اطاعت و خدمت کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں، اور والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بتایا گیا ہے، ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ. [2]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

حدیث

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ. [3]

ترجمہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے

---

[1] بحواله تفسير معارف القرآن: (٥/ ٣٦٤)

[2] أخرجه الترمذي في سننه (٣/ ٤٩٤) ثم أخرجه من طريق آخر موقوفًا وقال: وهذا أصح.

[3] أخرجه الترمذي في سننه (٣/ ٥٦٤) وقال: هذا حديث صحيح.

ہوئے سنا: باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

حدیث

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دونوں ہی تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ (یعنی اُن کی اطاعت و خدمت جنت میں لے جاتی ہے اور اُن کی بے ادبی اور ناراضگی دوزخ میں)۔

حدیث

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: كُلُّ الذُّنُوبِ يُؤَخِّرُ اللهُ مَا شَاءَ مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يُعَجِّلُهُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ. ❷

ترجمہ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے قیامت کے دن تک مؤخر کردیتا ہے، بجز والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا موت سے پہلے دنیا کی زندگی میں بھی دی جاتی ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:

---

❶ سنن ابن ماجه: (٥/ ٢٥٢) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة (٤/ ٩٩) هذا إسناد ضعيف.

❷ أخرجه الحاكم في المستدرك (٤/ ١٧٢) وقال: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه. وقال الذهبي في "التلخيص": بكار بن عبد العزيز ضعيف. وفي رواية البخاري في "الأدب المفرد" ص ٧٠٢): "إلَّا البَغي وعُقوقَ الْوَالِدَيْنِ أو قَطيعةَ الرَّحِم".

الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ -وَكَانَ مُتَّكِئًا- فَقَالَ: أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.[1]

ترجمہ

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تین مرتبہ آپ نے اس طرح فرمایا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے، لیکن اب (آنے والی بات کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے) آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ہاں اور جھوٹی شہادت بھی، راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس جملے کو اتنی بار دہرایا کہ ہم کہنے لگے (اپنے دل میں) کاش آپ خاموش ہوجائیں۔ (حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد یہ تھا کہ بار بار ایک بات کہنے سے آپ کو تکلیف ہورہی ہوگی، کاش اب خاموش ہوجائیں اور ہماری وجہ سے اپنے کو زیادہ تکلیف میں نہ ڈالیں)۔

خلاصہ یہ کہ والدین کی خدمت اور جائز اُمور میں ان کی اطاعت ضروری ہے، ان کو راحت پہنچانا اور ان کا دل خوش رکھنا ضروری ہے، اور اپنے کسی بھی طرزِ عمل سے ناحق ان کو تکلیف پہنچانا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، البتہ ناجائز اُمور میں ان کی اطاعت نہیں ہے، اس میں ادب سے معذرت کردینی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی خدمت واطاعت کرنے اور انکی نافرمانی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ۱۶ رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنے کا گناہ

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر ماں باپ، اولاد، بیوی اور بہن بھائیوں کے حقوق، دوسرے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق لازم کئے ہیں اور ان کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، انہی حقوق کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ادا کرنے کا نام صلہ رحمی ہے، جس کے قائم رکھنے کا شریعت

---

[1] صحيح البخاري: (۳/ ۱۷۲) قال الحافظ في "فتح الباري" (۵/ ۲۶۳): قَوْلُهُ: "فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ" أيْ: شَفَقَةً عَلَيْهِ وَكَرَاهِيَةً لِمَا يُزْعِجُهُ وَفِيهِ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ الأَدَبِ مَعَهُ ﷺ وَالمَحَبَّةِ لَهُ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِ.

میں حکم دیا گیا ہے، اور رشتوں کو توڑنے اور حقوق ادا نہ کرنے کا نام قطع رحمی ہے جو ناجائز ہے۔ صلہ رحمی کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے جن میں کوتاہی کو اللہ تعالیٰ بھی اس وقت تک معاف نہ فرمائیں گے جب تک کہ وہ بندہ خود معاف نہ کردے جس کی حق تلفی ہوئی ہے، اسی لئے رشتہ داروں سے تعلقات نبھانا اور ان کے حقوق ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

صلہ رحمی پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد ہے

حقیقت یہ ہے کہ ان حقوق کی ٹھیک ادائیگی سے ہی ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے، اگر ان رشتوں کو توڑ کر باپ بیٹے، بہن، بھائی، شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے حقوق پامال کرنا شروع کردیں تو پُرسکون خاندانی نظام تباہ ہوجاتا ہے جس پر ایک صحت مند معاشرہ کی بنیاد قائم ہوتی ہے جس کا نتیجہ آپس کے لڑائی جھگڑوں اور معاشرہ کی خرابی کی صورت میں نکلتا ہے۔ جس سے ایک دوسرے کا احترام ختم ہوجاتا ہے اور سکون اور چین باقی نہیں رہتا۔

قرآنِ کریم میں رشتہ داروں کی حق تلفی سے بچنے کا حکم

قرآنِ کریم میں سورہ نساء کی آیت میں رشتہ داروں کی حق تلفی سے ڈرنے اور بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۝ ❶

ترجمہ

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کررہا ہے"۔

---

❶ النساء:۱

تشریح

جب دنیا میں لوگ ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو بکثرت یہ کہتے ہیں کہ خدا کے واسطے مجھے میرا حق دے دو، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے حقوق کیلئے اللہ کا واسطہ دیتے ہو تو دوسروں کا حق ادا کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور لوگوں کے حقوق پورے پورے ادا کرو۔

صلہ رحمی کرنا عقلمندوں کی صفت ہے

اور سورۂ رعد میں عقلمندوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ رشتوں کو جوڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور سورۂ بقرہ میں کافروں کی تین صفات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک صفت یہ ہے کہ جن رشتوں کے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ انہیں توڑتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قطع رحمی کرنا مومن کا شیوہ نہیں۔ ذیل میں دونوں آیات ملاحظہ ہوں:۔

آیت

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ [1]

ترجمہ

"اور (عقلمندوں کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ) جن رشتوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑ کر رکھنے کا حکم دیا ہے یہ لوگ انہیں جوڑے رکھتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کے بُرے انجام سے خوف کھاتے ہیں"۔

آیت

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ [2]

ترجمہ

"وہ جو اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں، اور جن

[1] الرعد: ٢١ [2] البقرة: ٢٧

رشتوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، ایسے ہی لوگ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی مذمت پر احادیث مبارکہ

احادیثِ مبارکہ میں بھی صلہ رحمی کی بہت تاکید آئی ہے اور اسے ایمان کی علامت، رزق میں برکت اور عمر میں زیادتی کا سبب بتلایا ہے، اس کے برخلاف دوسری طرف احادیث میں قطع رحمی کی بہت مذمت آئی ہے، اور اسے جنت میں داخل ہونے اور اعمال قبول ہونے سے رکاوٹ قرار دیا گیا ہے، قطع رحمی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہئے کہ مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

حدیث

عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.[2]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو

---

[1] صحيح البخاري: ٨/ ٢٣ [2] صحيح مسلم: ٤/ ١٩٨٢

شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور عمر دراز ہو تو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللهُ: أَنَا الرَّحْمَنُ وَهِيَ الرَّحِمُ، شَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ. [1]

ترجمہ

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا نام رحمٰن ہے اور وہ رحم ہے، میں نے اس (رحم) کا نام اپنے نام (رحمٰن) سے نکالا ہے، (یعنی میں رحمٰن ہوں اور وہ رحم ہے یعنی رشتہ ناطہ ہے)، جو شخص صلہ رحمی کرے گا میں اس کو ملاؤں گا (یعنی اپنی رحمت اور فضل سے نوازوں گا) اور جو شخص قطع رحمی کریگا (یعنی رشتہ داروں سے رشتہ توڑیگا) تو میں اس کو اپنے سے کاٹ دوں گا اور الگ کردوں گا۔

حدیث

عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ. [2]

ترجمہ

محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہیں ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

---

[1] (سنن أبی داؤد: ۲/ ۵۰۳) قال المنذري في "مختصر سنن حديث صحيح. وفي تصحيحه نظر، فإن يحيىبن مَعين قال: أبو سلمة بن عبد الرحمن لم يسمع من أبيه شيئًا، وذكر غيره: أن أبا سلمة وأخاه لهما سماع من أبيهما ... الخ. ورو يالبخاري في صحيحه (۸/ ٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ اللهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ .أبي داود (۵۳۵/ ۱) وأخرجه الترمذي (۱۹۰۷)، وقال:

[2] (صحيح مسلم ٤/ ۱۹۸۱)وعزاه الحافظ فى "فتح الباري" (۱۰/ ٤۱۵) إلى البخاري في "الأدب المفرد" وسكت عن إسناده، وقال: وَذَكَرَ الطِّيبِيُّ أَنَّهُ يُحْتَمَلُ أَنْ يُرَادَ بِالْقَوْمِ الَّذِينَ يُسَاعِدُونَهُ عَلَى قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَلَا يُنْكِرُونَ عَلَيْهِ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يُرَادَ بِالرَّحْمَةِ الْمَطَرُ وَأَنَّهُ يُحْبَسُ عَنِ النَّاسِ عُمُوما بشؤم التقاطع

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر جمعہ کی رات کو بنی آدم کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں، (جن میں سے بعض اعمال قبول کرلئے جاتے ہیں اور بعض رَدّ کردیئے جاتے ہیں) پس رشتہ داری ختم کرنے والے کا عمل قبول نہیں ہوتا یعنی اس پر ثواب نہیں ملتا۔

حدیث

عَنْ سُلَيْمَانَ أَبِي إِدَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه يَقُولُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ. [2]

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔

تشریح

جس طرح صلہ رحمی سے اللہ پاک کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح قطع رحمی کی وجہ سے اللہ پاک جل شانہ اپنی رحمت روک لیتے ہیں اور یہی نہیں کہ صرف قطع رحمی کرنے والے سے بلکہ اس کی پوری قوم سے رحمت روک لی جاتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص قطع رحمی کرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کو صلہ رحمی پر آمادہ نہیں کرتے بلکہ خود بھی اس کے جواب میں قطع رحمی کا برتاؤ کرنے لگتے ہیں۔

---

[1] مسند أحمد: ١٦/ ١٩١

[2] (الأدب المفرد ص ٣٦) وذكره البوصيري في "إتحاف الخيرة" ٥/ ٤٨١ وقال: رواه أبو بكر بن أبي شيبة وأحمد بن منيع والبخاري في كتاب الأدب المفرد والأصبهاني، ومدار أسانيدهم على أبي إدام وهو ضعيف، واسمه سليمان بن زيد المحاربي لأزدي.

لہٰذا رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے رہنا چاہئے چاہے وہ ہمارے حقوق ادا نہ کریں، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے چاہے وہ ہمارے ساتھ بدسلوکی کریں، اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہنا چاہئے چاہے وہ قطع تعلقی کریں، اور جہاں تک ہو سکے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، یہ سب کچھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثوابِ آخرت کیلئے کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ہمارے معاشرے کا حال

آجکل ہمارے معاشرے میں یہ گناہ بہت کثرت سے رائج ہے، بہت سے خاندانوں میں معمولی معمولی باتوں پر لڑائیاں ہوتی ہیں اور برسہا برس گزر جاتے ہیں لیکن آپس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہوتے، یہاں تک کہ آپس میں قتل اور خون تک نوبت پہنچ جاتی ہے، آباء و اجداد کی جائیداد پر قبضہ کرنے کیلئے بھائی بھائی، چچا بھتیجے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں اور عدالتوں میں ایک ہی خون کے دو رشتے مخالف فریقوں کی شکل میں کھڑے ہوتے ہیں، نہ ایک دوسرے سے سلام وکلام ہوتا ہے اور نہ آمنا سامنا کرنا پسند کرتے ہیں، حالانکہ یہ سب کام ناجائز ہیں اور شریعت میں ان کی کوئی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قطع رحمی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہ نمبر ۱۷ امانت میں خیانت کرنے کا گناہ

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے امانت کا پاس رکھنے کا حکم دیا ہے اور امانت میں خیانت کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اس کی مذمت بیان فرمائی ہے، امانت میں خیانت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے، بلکہ حدیث شریف میں اس کو منافق کی نشانی فرمایا ہے کہ گویا امانت میں خیانت کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں، خود نبی کریم ﷺ نے اپنی دعاؤں میں خیانت سے پناہ مانگی ہے۔

امانت کی اہمیت اور خیانت کی مذمت سے متعلق چند آیات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ

النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿٥٨﴾ [1]

ترجمہ

"(مسلمانو!) یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ تم کو جس بات کی نصیحت فرماتے ہیں وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ [2]

ترجمہ

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول سے بے وفائی نہ کرنا، اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہونا"۔

سورۂ مومنون میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ

"اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں"۔

اور امانت میں خیانت کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٨﴾ [4]

ترجمہ

بیشک اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں کرتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

---

[1] النساء: ٥٨ [2] الأنفال: ٢٧ [3] المؤمنون: ٨ [4] الحج: ٣٨

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾ ❶

ترجمہ

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے"۔

امانت کی اہمیت اور خیانت کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں امانت کی اہمیت اور خیانت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مَا خَطَبَنَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَّا قَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ. ❷

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کوئی خطبہ ایسا نہیں دیا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس شخص کا ایمان نہیں جس میں امانت داری نہ ہو، اور اس شخص کا دین نہیں جس میں وعدہ کی پاسداری نہ ہو۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. ❸

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: (بعض روایات میں ہے کہ اگر چہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اپنے کو مسلمان سمجھے) (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

---

❶ الأنفال: ٥٨

❷ مسند أحمد (١٩/ ٣٧٥) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٢/ ٨٧١: وفيه أبو هلال وثّقه ابنُ معين وغيره وضعّفه النسائي وغيره.

❸ صحيح البخاري: ١/ ١٦

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا، اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت ہو اُس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد کرے تو دھوکہ دے۔ (۴) جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تیرے اندر چار خصلتیں ہوں تو تجھے اس بات کا کوئی ضرر نہیں کہ دنیا کی باقی چیزیں تیرے پاس نہیں ہیں۔ (۱) امانت کی حفاظت۔ (۲) بات کی سچائی۔ (۳) اخلاق کی خوبی۔ (۴) لقمے کی پاکیزگی۔

حدیث

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ

❶ صحيح البخاري: ١/ ١٦

❷ (مسند أحمد ١١/ ٢٣٣) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٤/ ٢٥٧): رواه أحمد والطبراني في الكبير وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن، وبقية رجاله رجال الصحيح.

أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ. ❶

ترجمہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دیدو، میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (۱) جب بات کرو تو سچ بولو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو، (۴) اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھو (۵) اپنی نظروں کو نیچے رکھو (یعنی جہاں نظر ڈالنا شرعاً ممنوع ہے وہاں نظر نہ ڈالو)۔ (۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (یعنی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرو)۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ. ❷

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، کیونکہ بھوک بُری ساتھی ہے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں خیانت سے، کیونکہ خیانت اندر کی بُری خصلت ہے۔

حدیث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ -وَاللهُ

❶ (مسند أحمد ۳۷/٤۱۷) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٤/ ۲۵۸): رواه أحمد والطبراني في الأوسط ورجاله ثقات إلا أن المطلب لم يسمع من عبادة.

❷ (سنن أبي داؤد: ۲/ ۳۹۷) وأخرجه الحافظ ابن حجرؒ في "نتائج الأفكار" (۸۸/ ۳): هذا حديث حسن، أخرجه أبو داود والنسائي من رواية محمد بن عجلان عن سعيد المقبري. وأخرجه ابن ماجه من وجه آخر عن أبي هريرة. وأخرجه الحاكم من عدة طرق عن أبي هريرة وصحّحه.

أَعَلِمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ.[1]

ترجمہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں، پھر وہ لوگ سب سے بہتر ہوں گے جو اُن کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ سب سے بہتر ہوں گے جو اُن کے بعد ہوں گے، (راوی کو تردّد ہے کہ تیسرے زمانے کا ذکر کیا یا نہیں؟) پھران کے بعد ایسے لوگ آجائیں گے جو گواہی دیں گے مگر ان سے گواہی طلب نہ کی جائے گی اور نذر مانیں گے اور نذر پوری نہ کریں گے اور یہ لوگ خیانت کریں گے، حالانکہ ان کے پاس امانت نہ رکھی جائے گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوجائے گا۔

مذکورہ بالا تمام آیات واحادیث سے امانت کی اہمیت اور امانت میں خیانت کرنے کی مذمت معلوم ہوتی ہے، اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو امانت میں خیانت کرنے سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

ہمارے معاشرہ میں رائج خیانت کی چند صورتیں

ہمارے ذہنوں میں امانت کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ کسی کے پاس پیسے یا کوئی چیز رکھوادی جائے اور وہ اس کی حفاظت کرے، صرف اس کو امانت سمجھا جاتا ہے، بیشک یہ بھی امانت کا ایک حصہ ہے، لیکن شرعی لحاظ سے امانت صرف اسی حد تک محدود نہیں، بلکہ امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے، اور اس میں ایسی ایسی صورتیں بھی داخل ہیں جنہیں ہم عام طور پر امانت نہیں سمجھتے اور نہ ہی امانت جیسا سلوک کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ کہ خیانت کے گناہ میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں اور ہمیں اس کے گناہ ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے ذیل میں ایسی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں تا کہ انہیں پڑھ کر ہمارے دلوں میں خیانت سے بچنے کی مزید فکر پیدا ہو۔

---

[1] (سنن أبي داوٗد: ٥/ ٢٦٧) وأخرجه البخاري في صحيحه في مواضع: برقم (٢٦٥١) و(٣٦٥٠) و(٦٤٢٨) و(٦٦٩٥).

زندگی اور اعضاء و جوارح کو ناجائز کاموں میں استعمال کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو زندگی عطا فرمائی ہے وہ انسان کے پاس امانت ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو اعضاء و جوارح عطافرمائے ہیں وہ بھی انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، انسان ان کا مالک نہیں کہ جس طرح چاہے استعمال کرے، بلکہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جائز استعمال کیلئے عطا فرمائی ہیں، لہٰذا اس امانت کا تقاضا یہ ہے کہ ان اعضاء کو اور اپنے اس وجود کو اور اپنی زندگی کو اُنہیں کاموں میں صَرف کریں جن میں صَرف کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال کریں گے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ مثلاً آنکھ کو نامحرم یا ناجائز چیزوں کو دیکھنے میں استعمال کیا جائے، یا کان سے گانے اور غلط باتیں سنی جائیں، زبان کو جھوٹ بولنے یا غیبت کرنے میں یا کسی مسلمان کی دل آزاری اور تکلیف پہنچانے میں استعمال کیا جائے یہ سب امانت میں خیانت ہے۔

عاریت کی چیز واپس نہ دینا

بعض اوقات کسی عارضی اور وقتی ضرورت کے پیشِ نظر کسی سے استعمال کیلئے کوئی چیز لے لی جاتی ہے، مثلاً کسی سے پڑھنے کیلئے کتاب لے لی کہ پڑھ کر واپس کردوں گا، یہ معاملہ فقہی لحاظ سے عاریت کہلاتا ہے، اور عاریت کے طور پر لی گئی کتاب، عاریت لینے والے کے پاس امانت ہے۔ امانت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے مالک نے دی ہے صرف اُسی مقصد میں استعمال کی جائے، مالک کی مرضی کے خلاف استعمال نہ کیا جائے اور جیسے ہی ضرورت پوری ہوجائے، اصل مالک کو جلد واپس پہنچانے کی فکر کی جائے۔ لیکن عام طور پر اس سے غفلت برتی جاتی ہے، اور کتابیں لینے کے بعد ضرورت پوری ہونے کے باوجود واپس دینے کی فکر نہیں کی جاتی، حالانکہ یہ غلط طریقہ ہے، جس سے بچنا چاہیئے۔

دوسرے کے کھانے کے برتن اپنے استعمال میں لانا

ہمارے یہاں اکثر رواج یہ ہے کہ لوگ اپنے برتنوں میں کھانا رکھ کر پڑوسیوں کے گھر بھجواتے ہیں، اب ظاہر ہے کہ اس نے کھانا ہدیہ کے طور پر دیا ہے، لیکن برتن ہدیہ میں نہیں دیئے، بلکہ وہ بھیجنے والے کی امانت ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ برتن جس قدر جلدی ہو سکے

واپس کردیئے جائیں، مگر اس میں اکثر غفلت برتی جاتی ہے اور وہ برتن گھر میں پڑے رہ جاتے ہیں جن کے واپس پہنچانے کی فکر نہیں ہوتی، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ بعض اوقات ان برتنوں کو مالک کی اجازت کے بغیر خود اپنے استعمال میں لانا شروع کردیتے ہیں۔ حالانکہ ان برتنوں کو استعمال کرنا اور واپس پہنچانے کی فکر نہ کرنا امانت میں خیانت ہے۔

ملازمت کے اوقات کا غلط استعمال کرنا

اسی طرح ملازم جس نے اپنے مالک یا ادارہ/کمپنی سے چند گھنٹے ڈیوٹی کرنے کا معاہدہ کرلیا تو گویا اب یہ گھنٹے ملازم نے فروخت کردیئے اور اس کے عوض تنخواہ لے رہا ہے، لہٰذا یہ وقت ملازم کے پاس مالک کی امانت ہے، اور اسے صرف اُنہی کاموں میں استعمال کیا جاسکتا ہے جن میں استعمال کرنے کی مالک نے اجازت دی ہے، مالک کی مرضی کے خلاف اپنے ذاتی کاموں میں یہ وقت صَرف کرنا اور پورے وقت کی تنخواہ لینا جائز نہیں، یہ امانت میں خیانت ہے۔

میراث کا مال کسی ایک وارث کے قبضہ میں رہنا

جب کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کا ترکہ ورثاء میں فوراً تقسیم نہیں کیا جاتا، بلکہ یا تو جس وارث کے پاس مرحوم کا مال ہے وہ اُس پر اپنا قبضہ رکھتا ہے، یا کوئی ایک یا چند وارث پورا ترکہ اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرتے رہتے ہیں، حالانکہ شرعاً اس کا جتنا حصہ بنتا ہے اس سے زیادہ مال دوسرے وارثوں کی امانت ہے جو اُن تک پہنچانا ضروری ہے، اور ان کی اجازت کے بغیر اس کو استعمال کرنا خیانت ہے۔ اور یہ معاملہ اس وقت اور زیادہ سنگین ہوجاتا ہے جب ورثاء میں نابالغ بچے بھی ہوں، کیونکہ نابالغ اگر استعمال کی اجازت دیدے تب بھی شرعاً اس کی اجازت معتبر نہیں۔

بیوی کا شوہر کے مال میں خیانت کرنا

بیوی کیلئے جس طرح اپنی جان اور شوہر کی عزت کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح شوہر کے مال کی بھی حفاظت ضروری ہے، کیونکہ شوہر کا مال اس کے پاس امانت ہے، اور بیوی کیلئے اس مال کو شوہر کی مرضی کے خلاف کسی کام میں خرچ کرنا جائز نہیں، بلکہ جس کام میں

جس قدر خرچ کرنے کی اجازت دی ہے اسی کے مطابق خرچ کرے۔ اسی طرح شوہر کی بلا اجازت شوہر کا مال اور روپیہ وغیرہ اپنے والدین یا بہن، بھائیوں کو دینا بھی جائز نہیں۔

سستا مال خرید کر زیادہ کا بِل بنوانا

بعض لوگ کمپنیوں اور اداروں کی طرف سے خریداری کیلئے مقرر ہوتے ہیں، اداروں اور کمپنیوں کے مالکان انہیں چیزیں خریدنے کیلئے بھیجتے ہیں، وہ سستا مال خرید کر مثلاً نو سو روپے کی چیز خرید کر ہزار روپے کا بِل بنوالیتے ہیں، سو روپیہ اپنے لئے خفیہ کمیشن رکھتے ہیں، حالانکہ وہ اسی کام کی تنخواہ لیتے ہیں۔ یہ بھی مالکان کے ساتھ خیانت ہے جو ناجائز ہے۔

ملازم کا اپنے جاننے والے کو مالک کی چیز سستی فروخت کرنا

بعض ملازمین اپنے تعلق والے گاہک کو مالک کی چیز مفت میں دیدیتے ہیں یا اس کی حقیقی قیمت سے کم قیمت پر دیتے ہیں، حالانکہ ملازم ان چیزوں کا مالک نہیں کہ کسی کو مفت یا سستی دے سکے، بلکہ یہ مال ملازم کے پاس مالک کی امانت ہے۔ اس لئے یہ بھی خیانت ہے جو ناجائز ہے۔

دفتری اشیاء ذاتی استعمال میں لانا

ملازم کو دفتر میں کام کرنے کیلئے جتنا سامان ملتا ہے وہ سب اس کے پاس امانت ہوتا ہے، لہٰذا اگر وہ سامان صرف دفتری استعمال کیلئے دیا جائے تو ملازم کیلئے اس کو اپنے گھر لے جانا اور مالک کی اجازت کے بغیر، ذاتی کاموں میں استعمال کرنا خیانت ہے۔

نجی مجلس کی گفتگو دوسروں تک پہنچانا

دو، چار لوگ مل کر آپس میں کسی مجلس میں کوئی خاص بات یا مشورہ کریں تو وہ باتیں اور مشورہ بھی مجلس کے شرکاء کے پاس امانت ہیں، جیسے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ''اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ'' [1] (یعنی مجلس کی باتیں امانت ہیں)، لہٰذا ان باتوں کو شرکاء کی اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا اور ان تک پہنچانا خیانت میں داخل ہے۔

[1] سنن أبي داوذ ٥/ ٣٨٩.

یہ خیانت کی چند صورتیں ہیں جو ہمارے معاشرہ میں پھیلی ہوئی ہیں، ان سب سے بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیانت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گناہ نمبر ۱۸ جھوٹ بولنے کا گناہ

جھوٹ ایک بُری عادت ہے، اور یہ ایک ایسی بُرائی ہے جو نہ صرف مذہب وملت بلکہ انسانی معاشرہ میں بھی اچھی نہیں سمجھی جاتی، کیونکہ ایک اچھا معاشرہ قائم ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس معاشرہ کے افراد کو ایک دوسرے پر اعتماد ہو، جبکہ جھوٹ اس اعتماد کی بنیاد کو اکھاڑنے والا ہے، کیونکہ جب لوگوں میں جھوٹ کی عادت پڑ جائے تو اس کے بعد وہ کوئی بھی بات کریں گے تو سننے والے کیلئے اعتماد کرنا مشکل ہوگا کہ یہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ؟ اور جب لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتماد نہ رہے تو حسنِ معاشرت قائم نہیں ہوسکتی۔

عام طور پر لوگ اپنے بچاؤ کیلئے جھوٹ بولتے ہیں، حالانکہ ظاہری طور پر اگرچہ ایسا نظر آتا ہے کہ جھوٹ بول کر بچ جائیں گے لیکن حقیقت میں یہ جھوٹ ہلاکت میں ڈالنے والی چیز ہے، دنیا اور آخرت کی نجات سچ ہی میں ہے، اور احادیثِ مبارکہ میں بھی جھوٹ سے بچنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، حتی کہ روایت میں آتا ہے کہ مومن کے اندر اور بُری عادتیں تو ہوسکتی ہیں لیکن جھوٹ جیسی عادت نہیں ہوسکتی، جس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا مومن کا کام نہیں، بلکہ حدیث شریف میں اس کو نفاق کی علامت بتلایا گیا ہے۔

جھوٹ بُرائی کی دعوت دیتا ہے جس کا انجام جہنم ہے، جھوٹ کی نحوست یہ ہے اس کی وجہ سے رزق میں تنگی ہوجاتی ہے اور فرشتے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے انسان سے دور چلے جاتے ہیں، اسی لئے مذاق اور خوش طبعی میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں، اور جھوٹ ہی درحقیقت بُرائیوں کی جڑ ہے جو آدمی کو کفر و نفاق تک پہنچادیتی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سورۂ بقرہ کی آیت ﴿وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۝۱۰﴾ [1] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"آیاتِ مذکورہ میں منافقین کے عذابِ الیم کی وجہ ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ یعنی ان کے جھوٹ بولنے کو قرار دیا ہے حالانکہ ان کے کفر و نفاق کا جرم سب سے بڑا تھا، اور

[1] سورة البقرة (۱۰)

دوسرے جرائم مسلمانوں سے حسد، اُن کے خلاف سازشیں بھی بڑے جرائم تھے، مگر عذابِ الیم کا سبب ان کے جھوٹ بولنے کو قرار دیا، اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جھوٹ بولنے کی عادت اُن کا اصلی جرم تھا، اسی بُری عادت نے ان کو کفر و نفاق تک پہنچا دیا تھا، اس لئے جرم کی حیثیت اگرچہ کفر و نفاق کی بڑھی ہوئی ہے مگر ان سب خرابیوں کی جڑ اور بنیاد جھوٹ بولنا ہے، اس لئے قرآن کریم نے جھوٹ بولنے کو بُت پرستی کے ساتھ جوڑ کر اس طرح ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ یعنی بچو بت پرستی کی نجاست سے اور بچو جھوٹ بولنے سے"۔ ❶

جھوٹ کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ مبارکہ

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا، وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ جھوٹ (انسان) کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ (انسان) کو دوزخ کی طرف لے جاتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا ہے پھر وہ جھوٹ بولتے بولتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے، اور تم لوگ سچ بولنے کو لازم کرلو کیونکہ سچ انسان کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان سچ بولتا ہے پھر سچ بولتے بولتے اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔

---

❶ (مأخذہ معارف القرآن ۱۲۹/۱)

❷ (سنن أبي داود: ٥/ ٤٥٠) أخرجه البخاري في "صحيحه" ٨/ ٢٥ (٦٠٩٦).

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا عَمَلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: الصِّدْقُ، وَإِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ، وَإِذَا بَرَّ آمَنَ، وَإِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا عَمَلُ النَّارِ؟ قَالَ: الْكَذِبُ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ، وَإِذَا فَجَرَ كَفَرَ، وَإِذَا كَفَرَ دَخَلَ يَعْنِي النَّارَ. ❶

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جنتی عمل کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ بولنا، جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو ایمان لاتا ہے اور جب ایمان لے آیا تو جنت میں داخل ہوجائے گا، پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ! جہنمی عمل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو کفر کرتا ہے اور جب کفر کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہوجائے گا۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ. ❷

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ پورا منافق ہے۔ اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو اس میں نفاق کی ایک عادت ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو امانت میں خیانت کرے اور جب

---

❶ (مسند أحمد:۱۱/ ۲۱٦) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (۱/ ۳٦۱): رواه أحمد، وفيه ابن لهيعة.

❷ صحيح البخاري:۱/ ۱٦

بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے دھوکہ دے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیاں دے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لاَ يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الإِيمَانَ كُلَّهُ، حَتَّى يَتْرُكَ الْكَذِبَ فِي الْمُزَاحَةِ وَيَتْرُكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا۔[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اس وقت تک پورا ایماندار نہیں بنتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے، اور اگرچہ سچا ہو پھر بھی جھگڑے کو چھوڑ دے۔

حدیث

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلْإِيمَانِ.[2]

ترجمہ

حضرت قیس بن حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ ایمان کے خلاف ہے۔

حدیث

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلاً؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ فَقَالَ: لاَ.[3]

ترجمہ

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے

---

[1] (مسند أحمد ١٤/ ٢٧٨) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١/ ٢٧٢): رواه أحمد والطبراني في "الأوسط" وفيه منصور بن أذين ولم أرَ مَنْ ذكره.

[2] (السنن الكبرى للبيهقي: ١٠/ ٣٣٢) قال البيهقي: هذا موقوفٌ، وهو الصَّحيحُ، وقَدْ رُوِيَ مَرْفُوعًا

[3] (موطأ مالك: ٥٨٩/ ٢)

پوچھا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْكَذِبُ يُنْقِصُ الرِّزْقَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جھوٹ رزق میں کمی پیدا کرتا ہے۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا كَذَبَ العَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ المَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ.[2]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (انسان کی حفاظت کرنے والے) فرشتے اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

تشریح

جس طرح مادی چیزوں میں خوشبو اور بدبو ہوتی ہے اسی طرح اچھے اور بُرے کلمات میں بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے، جس کو اللہ کے فرشتے اسی طرح محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم مادی چیزوں کی خوشبو اور بدبو محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ جھوٹی بات اس قدر بدبودار ہوتی ہے کہ حفاظت کرنے والے فرشتے اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

حدیث

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، قَالَ: سَمِعْتُ

---

[1] (مساوئ الأخلاق للخارئطي ص: ٦٣) وأخرجه أبو الشيخ في "الفوائد" (ص: ١٦) بلفظ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ، وَالْكَذِبُ يَنْقُصُ الرِّزْقَ، وَالدُّعَاءُ يَرُدُّ الْبَلَاءَ". والحديث عزاه العراقي في "تخريج أحاديث الإحياء" (٢/ ٨٠٦) إلى أبي الشيخ والقاضي أبي بكر في المشيخة وقال: وإسناده ضعيف.

[2] أخرجه الترمذي في سننه (٣/ ٥١٧) وقال: هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه، تفرّد به عبد الرحيم بن هارون.

النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ القَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ.[1]

ترجمہ

حضرت بہز بن حکیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا سے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا فرماتے تھے: اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے باتیں کرتے ہوئے جھوٹ بولے، اس کیلئے ہلاکت ہے، اس کیلئے ہلاکت ہے۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا بڑا سنگین گناہ ہے اور ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں، لہٰذا مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنا چاہئے اور ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہئے، اور بچوں کو بھی سچ بولنا سکھانا چاہئے اور جھوٹ بولنے سے بچانا چاہئے۔

معاشرہ میں رائج جھوٹ کی چند مثالیں

ہمارے معاشرہ میں جھوٹ کی بعض ایسی صورتیں رائج ہوگئی ہیں کہ ان میں مبتلا شخص اپنے آپ کو جھوٹ بولنے والا نہیں سمجھتا، یہاں تک کہ جو لوگ حلال وحرام، جائز و ناجائز کا اور شریعت پر چلنے کا کچھ اہتمام کرتے ہیں اُن میں بھی جھوٹ کی بعض صورتیں پائی جاتی ہیں جن کو وہ جھوٹ نہیں سمجھتے، حالانکہ ان کے ایسا سمجھنے میں دوہرا گناہ ہے، ایک جھوٹ بولنے کا، اور دوسرے اس گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کا۔ ذیل میں توجہ دلانے کیلئے اس کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں تاکہ اُنہیں پڑھ کر جھوٹ سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ

بعض اداروں میں ملازم کو ماہانہ/سالانہ چند چھٹیوں کا اختیار ہوتا ہے جن پر تنخواہ کی کٹوتی نہیں ہوتی، ان میں سے بعض چھٹیاں اتفاقی ہوتی ہیں اور بعض بیماری کی ہوتی ہیں، اب جس ملازم کی اتفاقی چھٹیاں پوری ہوجائیں اور وہ کسی کام سے چھٹی کرنا چاہے تو اس کی تنخواہ سے کٹوتی ہوگی، اس کٹوتی سے بچنے کیلئے میڈیکل سرٹیفکیٹ بنالیا جاتا ہے جس میں لکھا

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ١٤٧) وقال: وفي الباب عن أبي هريرة، هذا حديث حسن.

جاتا ہے کہ یہ شخص بیمار ہے اور اتنے دن آرام کی ضرورت ہے، حالانکہ حقیقت میں ملازم بیمار نہیں ہوتا، چنانچہ اس سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر وہ بیماری کی چھٹیاں منظور کرواتا ہے جس پر تنخواہ نہیں کٹتی۔ یہ جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوانا ہے اور سراسر جھوٹ میں داخل ہے اور ناجائز ہے، اور بعض اوقات جھوٹا سرٹیفکیٹ بنوانے کیلئے رشوت بھی دینی پڑ جاتی ہے، تو جھوٹ کے ساتھ ساتھ رشوت کا گناہ بھی ہوا۔ لیکن آجکل جھوٹا سرٹیفکیٹ بنوانا معمول کی بات ہے اور اس کو اکثر جھوٹ نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے اور حرام ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

جھوٹا کیریکٹر سرٹیفکیٹ

بعض اوقات آدمی کو کیریکٹر سرٹیفکیٹ کی ضرورت پیش آجاتی ہے جس میں سرٹیفکیٹ جاری کرنے والا یہ لکھتا ہے کہ میں اس شخص کو اتنے سال سے جانتا ہوں، یہ اچھے آدمی ہیں اور ان کا اخلاق و کردار بہت اچھا ہے۔ حالانکہ بعض اوقات سرٹیفکیٹ جاری کرنے والا اس آدمی کو پہچانتا بھی نہیں ہے، بس کچھ پیسے لیکر سرٹیفکیٹ جاری کر دیتا ہے۔ اس طرح کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا جھوٹ میں داخل ہے، نیز یہ جھوٹی گواہی بھی ہے، اور بسا اوقات اس میں رشوت دینے اور لینے کا گناہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔

نام کے ساتھ سید، صدیقی، فاروقی، عثمانی لکھنا

بہت سے لوگ اپنے ناموں کے ساتھ ایسے الفاظ اور القاب لکھتے ہیں جو واقعہ کے مطابق نہیں ہوتے، مثلاً کسی شخص نے اپنے نام کے ساتھ "سید" لکھ دیا جبکہ حقیقت میں وہ سید نہیں ہے، یا وہ "صدیقی" یا "فاروقی" یا "عثمانی" نہیں ہے لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ بے دھڑک صدیقی یا فاروقی یا عثمانی لکھ دیتا ہے۔ یہ بھی جھوٹ میں شامل ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔

نام کے ساتھ "مولانا" لکھنا

اسی طرح بعض لوگ باقاعدہ درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کئے ہوئے نہیں ہوتے لیکن تھوڑا بہت کتابوں کے مطالعہ سے معلومات حاصل کر کے اپنے نام کے ساتھ مولانا لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی خلافِ واقعہ اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہمارے عرف میں عالم یا

مولانا کا لفظ اس شخص کیلئے استعمال ہوتا ہے جو درسِ نظامی کا باقاعدہ فارغ التحصیل ہو۔

یہ سب جھوٹ کی وہ صورتیں ہیں جو ہمارے معاشرہ میں پھیلی ہوئی ہیں، ان سب سے بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گناہ نمبر ۱۹ وعدہ خلافی کا گناہ

شریعتِ مطہرہ کے احکام میں سے ایک حکم یہ ہے کہ جب کسی شخص سے وعدہ کرو تو جہاں تک ہو سکے اس کو پورا کرو، معتبر عذرِ شرعی کے بغیر وعدہ کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرو، قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں وعدہ پورا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے، اور نبیِ کریم ﷺ نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعہ بھی اس کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے وعدہ پورا کرنے کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وعدہ خلافی کرنا شریعت کی نگاہ میں سراسر گناہ اورنہایت بُرا ہے، احادیثِ طیبہ میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے، بلکہ حدیث شریف میں اس کو منافق کی نشانی فرمایا ہے کہ گویا وعدہ پورا نہ کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔

وعدہ پورا کرنے کی اہمیت اور وعدہ خلافی کی مذمت کے متعلق چند آیات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ ❶

ترجمہ

"اور عہد کو پورا کرو، یقین جانو کہ عہد کے بارے میں (تمہاری) باز پرس ہونے والی ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ❷

ترجمہ

"اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو"۔

فائدہ: ان دو آیتوں سے وعدہ پورا کرنے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

---

❶ الإسراء: ٣٤ ❷ المائدة: ١

وعدہ پورا کرنے کی اہمیت اور وعدہ خلافی کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

دشمن سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا

حدیث

حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، قَالَ: مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ، قَالَ: فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، قَالُوا: إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا، فَقُلْنَا: مَا نُرِيدُهُ، مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ، فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ. [1]

ترجمہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے رازدار ہیں، جب یہ اور ان کے والد مسلمان ہونے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ آرہے تھے، راستے میں ان کی ملاقات ابوجہل اور اس کے لشکر سے ہوگئی، اس وقت ابوجہل اپنے لشکر کے ساتھ حضور ﷺ سے لڑنے کیلئے جارہا تھا، اس نے حضرت حذیفہ سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ جارہے ہیں، ابوجہل نے کہا کہ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے کیونکہ تم مدینہ جاکر ہمارے خلاف جنگ میں حصہ لوگے، انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد صرف حضور ﷺ کی زیارت اور ملاقات ہے، ابوجہل نے کہا کہ ہم سے وعدہ کرو کہ وہاں جاکر صرف ملاقات کروگے اور جنگ میں حصہ نہیں لوگے، انہوں نے وعدہ کرلیا اور ابوجہل نے انہیں چھوڑ دیا۔ جب حضرت حذیفہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو اس وقت آپ غزوہ بدر کیلئے روانہ ہوچکے تھے، راستہ میں ملاقات ہوگئی، حضرت حذیفہ نے سارا قصہ سنا دیا، پھر بدر کی لڑائی میں شریک ہونے کی درخواست

[1] صحیح مسلم: ۳/ ۱٤١٤

کی، لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ تم جنگ نہ کرنے کا وعدہ کر کے آئے ہو اس لئے تمہیں شرکت کی اجازت نہیں ہے، اپنا وعدہ پورا کرو، ہم ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔

فائدہ

اندازہ لگایئے کہ غزوۂ بدر اسلام کا پہلا حق و باطل کا معرکہ ہے، اور یہ وہ معرکہ ہے جس کو قرآنِ کریم نے "یوم الفرقان" فرمایا ہے یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا معرکہ۔ اس معرکہ میں شامل ہونے والا بدری کہلایا اور صحابۂ کرام میں بدری صحابہ کا اونچا مقام ہے، اور اسمائے بدریین وظیفے کے طور پر پڑھے جاتے ہیں، ان کے نام پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے پیشن گوئی فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں حصہ لینے والوں کی بخشش فرمادی ہے، ایسے فضیلت والے معرکہ میں صرف اس وجہ سے شرکت کی اجازت نہ ملی کہ جنگ میں شریک نہ ہونے کا وعدہ کیا تھا، اور اگر دیکھا جائے تو یہ وعدہ مسلمان سے بھی نہیں بلکہ کافر اور کافروں کے سردار سے کیا تھا اور مجبوری کی حالت میں کیا تھا کہ اس کے بغیر جان چھڑانا مشکل تھا، جبکہ دوسری طرف اس معرکہ میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں کم تھی، اور سامانِ جنگ بھی کم تھا، اور کفار کا لشکر پوری تیاری کے ساتھ مقابلے میں تھا، اس لئے اس جنگ میں ایک ایک آدمی کی شرکت بڑی اہم تھی، لیکن اس کے باوجود نبیِ کریم ﷺ نے وعدہ پورا کرنے کا حکم فرمایا، اس سے وعدہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

وعدہ پورا کرنا، عہد شکنی نہ کرنا

حدیث

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه يَقُولُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّومِ عَهْدٌ، وَكَانَ يَسِيرُ فِي بِلَادِهِمْ، حَتَّى إِذَا انْقَضَى العَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رَجُلٌ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى فَرَسٍ، وَهُوَ يَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ، فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ

عَهْدًا، وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتَّى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ، قَالَ: فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ. [1]

ترجمہ

سلیم بن عامرؒ فرماتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ روم کے درمیان معاہدۂ صلح تھا، اور حضرت معاویہ ان کے علاقے کی طرف اس ارادے سے پیش قدمی کرنے لگے کہ جیسے ہی صلح کی مدت پوری ہو ان پر حملہ کر دیں، اسی اثناء میں ایک سوار یا گھڑ سوار (راوی کو شک ہے) یہ کہتا ہوا آیا "اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدَرٌ" کہ وفائے عہد کرنا ضروری ہے عہد شکنی نہیں، دیکھا تو وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے، حضرت معاویہ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم رضی اللہ عنہ سے سنا جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ معاہدے کو نہ توڑے جب تک اس کی مدت ختم نہ ہو جائے، اور نہ اس میں تبدیلی کرے، یا پھر اس عہد کو ان کی طرف پھینک دے تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ ہمارے اور ان کے درمیان صلح نہیں رہی، یہ سن کر حضرت معاویہ واپس لشکر لے گئے۔

تشریح

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ شام میں تھے اس لئے روم کی حکومت سے ان کی ہر وقت جنگ رہتی تھی، ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کرلیا کہ فلاں تاریخ تک ہم ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ ابھی جنگ بندی کی مدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ اپنی فوجیں رومیوں کی سرحد پر لے جا کر ڈال دوں، تاکہ جس وقت جنگ بندی کی مدت ختم ہو اس وقت فوراً حملہ کردوں تو جلدی فتح حاصل ہوجائے گی، چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجیں سرحد پر ڈال دیں اور فوج کا کچھ حصہ سرحد کے اندر ان کے علاقہ میں ڈال دیا، اور جیسے ہی جنگ بندی کی مدت ختم ہوئی فوراً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو پیش قدمی کا حکم دیدیا، یہ چال بڑی کامیاب ثابت ہوئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر شہر اور بستیاں فتح کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک گھڑ سوار دوڑتا ہوا قریب آیا، یہ حضرت عمرو بن عَبَسہ رضی اللہ عنہ تھے جو کہہ رہے تھے "اَللّٰهُ

[1] أخرجه الترمذی فی سننه (۳/ ۲۳۷) وقال: هذا حديث حسن صحيح.

أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ" یعنی مومن کا شیوہ وفاداری ہے، غداری (درست) نہیں ہے، عہد شکنی (درست) نہیں ہے۔ پھر انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نے جنگ بندی کی مدت کے دوران ہی سرحد پر فوج ڈال دی تھی، اس لئے یہ جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزی ہے، اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تمہارا کسی قوم کے ساتھ معاہدہ ہو تو اس وقت تک عہد نہ توڑے اور نہ باندھے جب تک کہ اس کی مدت نہ گزر جائے یا ان کے سامنے پہلے کھلم کھلا یہ اعلان نہ کردے کہ ہم نے عہد ختم کردیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ ارشاد سنا تو حکم دیا کہ جتنا علاقہ فتح کیا ہے وہ سب واپس کردو، چنانچہ پورا علاقہ واپس کردیا اور اپنی سرحد میں دوبارہ واپس آگئے۔

فائدہ: اندازہ لگایئے کہ ایک فاتح لشکر ہے جو دشمن کا علاقہ فتح کرتا ہوا جارہا ہے اور بہت بڑا علاقہ فتح کرچکا ہے لیکن یہاں وعدہ کی خلاف ورزی کا تھوڑا سا شائبہ پیدا ہوگیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کان میں پڑا کہ اپنے عہد کی پابندی مسلمان کے ذمہ لازم ہے تو وہیں سے واپس ہوگئے، اور عہد شکنی کی بناء پر اپنا مفتوحہ علاقہ واپس کردیا۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ. [1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو، اور اس کا مذاق نہ اڑاؤ، اور اس سے ایسا وعدہ نہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو اور اس کو پورا نہ کرو۔

حدیث

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا قَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ. [2]

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٥٣١/٣) قال الترمذي: هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه.

[2] (مسند أحمد: ٣٢/٢٠) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٢٧٨/١ رواه أحمد وأبو يعلى والبزار والطبراني في "الأوسط" وفيه أبو هلال، وثقه ابن معين وغيره، وضعفه النسائي وغيره.

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ہو اور اس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو (یعنی اکثر خطبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کہ جس میں امانتداری نہیں اس کا ایمان (کامل) نہیں، اور جس میں عہد کی پاسداری نہیں اس کا دین (کامل) نہیں۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَقَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں چاہے وہ روزے رکھے، نمازیں پڑھے اور یہ سمجھے کہ وہ مسلمان ہے: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. [2]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار باتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا، اور جس شخص میں ان باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اُس میں اسی تناسب سے نفاق کا ایک درجہ پایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ چار باتیں یہ ہیں):

---

[1] صحيح مسلم: ١/ ٧٨ [2] صحيح البخاري: ١/ ١٦

(۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد کرے تو دھوکہ دے۔ (۴) جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

تشریح

حضور ﷺ کے زمانہ میں کچھ لوگ منافق تھے جو دل سے کافر تھے لیکن زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے، مذکورہ بالا حدیثوں میں منافق ہونے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں:۔

(۱)... کوئی شخص ان کاموں (جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی وغیرہ) کو جائز اور حلال سمجھتا ہے تو پھر وہ کافر ہے، اور ایسا کافر ہے جیسے حضور ﷺ کے زمانہ میں منافق ہوتے تھے، کیونکہ حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

(۲)... دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ان گناہوں کو گناہ ہی سمجھتا ہے، ناجائز اور حرام ہی سمجھتا ہے لیکن اپنی غفلت، کوتاہی اور لا پروائی کی وجہ سے کرتا ہے تو ایسی صورت میں وہ فاسق ہے اور ظاہراً اس کے اعمال کافروں اور منافقوں جیسے ہوگئے ہیں، اور منافقوں کی مشابہت بھی نہایت خطرناک اور بہت خراب چیز ہے، اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

حدیث

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ.[1]

ترجمہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دیدو، میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو۔ (۴) اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھو۔ (۵) اپنی نظروں کو نیچے رکھو (یعنی جہاں نظر ڈالنا شرعاً ممنوع ہے وہاں نظر نہ ڈالو)

[1] (مسند أحمد ٣٧/٤١٧) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٤/٢٥٨: رواه أحمد والطبراني في "الأوسط" ورجاله ثقات إلا أن المطلب لم يسمع من عبادة.

(۶) (اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (یعنی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرو)۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ وعدہ کی خلاف ورزی کرنا نہایت بُرا ہے اور مسلمان کا شیوہ نہیں ہے، اس لئے حتی الامکان وعدہ اور عہد کی پاسداری کرنی چاہئے۔

وعدہ خلافی کے حکم میں تفصیل

وعدہ خلافی کے حکم میں کچھ تفصیل ہے جو درجِ ذیل ہے:۔

(۱)... وعدہ کرتے وقت ہی دل میں وعدہ پورا کرنے کی نیت نہ ہو، جان چھڑانے کیلئے صرف زبان سے وعدہ کیا جائے۔ یہ سراسر ناجائز ہے اور نفاق کی علامت ہے۔

(۲)... وعدہ کرتے وقت پورا کرنے کی نیت تھی، لیکن بعد میں کوئی ایسا معمولی عذر پیش آگیا کہ جس کی وجہ سے وعدہ پورا کرنا کوئی مشکل نہیں، وعدہ پورا کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں، تو اس صورت میں وعدہ پورا کرنا واجب ہے، معمولی عذر کی وجہ سے وعدہ خلافی ناجائز ہے۔

(۳)... وعدہ کرنے کے بعد کوئی معتبر عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے وعدہ پورا کرنا مشکل ہوگیا تو اس صورت میں وعدہ خلافی ہونے کی وجہ سے آدمی گنہگار نہیں ہوگا۔ البتہ کوشش کرنی چاہئے کہ جس سے وعدہ کیا تھا اُسے اطلاع کردے تاکہ اسے تکلیف نہ ہو۔ اور اگر بالفرض اس وقت اطلاع کی کوئی صورت نہ ہو تو بعد میں اصل صورتحال بتاکر معذرت کرلی جائے تاکہ اس کو جو تکلیف پہنچی ہے اس کی تلافی ہوجائے۔

وعدہ خلافی کی چند معروف صورتیں

ہمارے معاشرہ میں وعدہ خلافی کی ایسی صورتیں بکثرت رائج ہیں جنہیں عام طور پر وعدہ کی خلاف ورزی نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ شرعی لحاظ سے وہ وعدہ خلافی کے گناہ میں شامل ہیں، ایسی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

منگنی نکاح کا وعدہ ہے

نکاح سے پہلے عام طور پر منگنی ہوتی ہے، یہ اصل میں نکاح کا وعدہ ہے، لہٰذا منگنی کرنے کے بعد حتی الامکان اس وعدہ کو پورا کرنا واجب ہے۔ اور بلا عذر نکاح سے انکار نہیں

کرنا چاہئے۔ البتہ اگر کوئی معتبر عذر پیش آجائے مثلاً منگنی کے وقت لڑکے/لڑکی کے بارے میں جو حال بتایا گیا تھا وہ حقیقت کے خلاف تھا یعنی منگنی کے وقت جو حال بتایا گیا تھا کہ مثلاً لڑکا/لڑکی شریف، نماز، روزہ، پردہ اور دیگر احکامِ شرعیہ کی پابند ہے، بعد میں لڑکا یا لڑکی میں سے کوئی اس کے بالکل خلاف نکلا تو یہ معتبر عذر ہے، اور رشتہ سے منع کرنا درست ہے، اس صورت میں وعدہ پورا کرنا ضروری نہیں۔

دعوت میں آنے کا وعدہ

شادی بیاہ کے موقع پر یا کسی اور خوشی کے موقع پر اکثر دعوت میں شرکت کا وعدہ کرلیا جاتا ہے کہ ضرور آئیں گے، اگر ایسا وعدہ کرلیا جائے تو معتبر عذر کے بغیر جانے سے انکار نہیں کرنا چاہئے، البتہ معتبر عذر ہو تو شرکت نہ کرنے میں حرج نہیں، مثلاً وہاں گانا بجانا ہو رہا ہو، مرد و عورت سب مل کر بیٹھے ہوں، بے پردگی یا دیگر خلافِ شرع کام ہوں تو ایسی صورت میں شرکت نہیں کرنی چاہئے، اسی طرح اگر اچانک طبیعت خراب ہوجائے کہ دعوت میں پہنچنا مشکل ہو تو بھی وعدہ پورا کرنا ضروری نہیں۔

دعوت میں مقررہ وقت پر کھانا نہ کھلانا

وعدہ خلافی کی آج کل ایک بدترین صورت یہ ہے کہ اکثر ولیمہ اور دیگر تقریبات میں کھانا کھلانے کا ایک مخصوص وقت دعوت نامہ میں لکھا جاتا ہے، مگر عموماً اس وقت پر کھانا نہیں کھلایا جاتا جس سے شرکاءِ دعوت کو بہت تکلیف ہوتی ہے، بعض حضرات مجبوراً گھر سے کھانا کھا کر شریک ہوتے ہیں ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ دعوت میں کھانا کھلانے کا کوئی وقت مقرر کرنا ایک وعدہ ہے اور بلا عذرِ معتبر اس کی خلاف ورزی ناجائز ہے اور نفاق کی علامت ہے، لیکن آجکل اس گناہ کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی، حالانکہ یہ وعدہ خلافی ہے اور بڑا گناہ ہے۔

والدین کا اولاد سے وعدہ

بعض مرتبہ والدین اپنی اولاد کے ساتھ وعدہ کر لیتے ہیں مثلاً بچہ پیسے مانگ رہا ہے یا کوئی چیز مانگ رہا ہے تو ماں باپ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہیں فلاں وقت میں دیں گے، یا فلاں چیز تمہیں لاکر دیں گے اور دل میں دینے کا ارادہ نہیں ہوتا، بلکہ صرف بچہ کو بہلانا مقصود ہوتا

ہے۔ یہ بھی ناجائز ہے اور نفاق کی علامت ہے۔ اس لئے سوچ سمجھ کر وعدہ کرنا چاہئے۔ [1]

کاروباری معاملات میں وعدہ

کاروباری معاملات میں بھی بکثرت وعدے کئے جاتے ہیں، مثلاً مال خریدا اور قیمت کی ادائیگی کیلئے کچھ وقت لے لیا کہ ایک ہفتہ میں پیسے دیدوں گا، تو ایسی صورت میں وقتِ مقررہ پر پیسے دینے ضروری ہیں، لیکن ہمارے بازاروں میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کا عام رواج ہے، جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو آج اور کل کرتے رہتے ہیں لیکن بروقت حسبِ وعدہ پیسے نہیں دیتے، اسی طرح مال کی کوالٹی اور نوعیت کے بارے میں بھی ایگریمنٹ ہوتے ہیں لیکن اس میں بھی اُنیس بیس کر دیتے ہیں۔ یہ سب وعدہ خلافی میں داخل ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

کسی ملک کا شہری ہونا وعدہ ہے

وعدہ صرف زبانی نہیں ہوتا، بلکہ عملی بھی ہوتا ہے، مثلاً ایک شخص ایک ملک میں وہاں کا باشندہ اور وہاں کا شہری بن کر رہتا ہے تو وہ شخص عملاً اس حکومت سے وعدہ کرتا ہے کہ میں آپ کے ملک کے جائز قوانین کی پابندی کروں گا، لہٰذا اب اس شخص پر اس وعدہ کی پابندی کرنا ضروری ہے جب تک کہ اس ملک کا قانون اس کو کوئی گناہ کرنے پر مجبور نہ کرے، کیونکہ گناہ پر مجبور کرنے والے قانون پر عمل کرنا جائز نہیں۔

ویزہ لینا عملی وعدہ ہے

اسی طرح اگر کوئی شخص ویزہ لیکر کچھ عرصہ کیلئے دوسرے ملک جاتا ہے چاہے وہ غیر مسلم ملک ہو تو یہ ویزہ لینا بھی عملی وعدہ ہے کہ ہم حتی الامکان اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی کریں گے۔ لہٰذا وہ قوانین جو انسان کو کسی گناہ پر مجبور نہیں کرتے یا ناقابلِ برداشت ظلم کا سبب نہیں بنتے ان قوانین کی پابندی بھی وعدہ کی پابندی میں داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو وعدہ پورا کرنے اور وعدہ خلافی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

[1] حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ صَبِيَّهُ ثُمَّ لَا يَفِي لَهُ" (ابن ماجہ ۱/ ۴۷) یعنی کوئی شخص اپنے بچے سے ایسا وعدہ نہ کرے کہ پھر اسے پورا نہ کرے۔

گناہ نمبر ۲۰ دھوکہ فریب کا گناہ

قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ کی روشنی میں دھوکہ دینا بھی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اور دھوکہ اسے کہتے ہیں کہ کسی شخص پر خلافِ حقیقت کوئی بات ظاہر کر کے اس کو اصل صورتحال سے ناواقف رکھنا اور اس طرح اس کو کوئی نقصان پہنچانا، مثلاً نقلی اور دو نمبر چیز کو اصلی اور ایک نمبر بتا کر بیچنا، یا ملاوٹ والی چیز کو خالص بتا کر بیچنا، یہ دھوکہ ہے۔

دھوکہ اور فریب مومن کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ گناہِ کبیرہ اور جہنم میں لیجانے کا باعث ہے، دھوکہ بذاتِ خود گناہ ہونے کے علاوہ متعدد گناہوں کا مجموعہ ہے، اس میں جھوٹ، خیانت، ایذاء رسانی اور ناحق دوسرے کا مال لینا وغیرہ پائے جاتے ہیں جو سب ہی مستقل گناہ ہیں۔ اور دھوکہ دہی کی آخرت میں جو سزا اور عذاب ہے وہ اپنی جگہ ہے ہی جیسا کہ آگے آرہا ہے، لیکن دنیا میں بھی بعض اوقات اس کا وبال اور نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے، اس لئے اس گناہ سے بچنا بہت ضروری ہے۔

ہمارے معاشرے میں ملاوٹ، دھوکہ دہی اور خرید و فروخت میں خیانت اور بددیانتی کرنا ایک معمول بن گیا ہے، ادنیٰ چیز کو اعلیٰ کوالٹی کی بتا کر بیچنا بازاری اور کاروباری اصول بن چکا ہے، ایسا کرنے والے اپنی چالاکی سے شاید دنیا تو کچھ کمالیں، لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ اس کے بدلے وہ اپنی ہمیشہ کی زندگی کو خراب کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں کہ دھوکہ کی وہ تمام صورتیں جو تاجروں کے درمیان آجکل رائج ہیں وہ سب ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہیں، مثلاً: اوپر اچھا مال رکھنا اور نیچے گھٹیا مال رکھنا، تاکہ خریدار مال کے ظاہری حصہ کو دیکھ کر مطمئن ہوجائے اور پورے عمدہ مال کے برابر قیمت دے کر مال خرید لے، کسی اعلیٰ کمپنی کا نام یا اس کا لیبل کسی دوسری کمپنی کے مال پر لگا کر بیچنا، اسی طرح کسی کم قیمت والی چیز پر مہنگی چیز کا لیبل چپکا کر مال فروخت کرنا، یا سستی اور غیر معروف کمپنی کی چیز کی خلافِ واقعہ جھوٹی تعریف کر کے اور خوبیاں بیان کر کے اچھے داموں فروخت کرنا، ملاوٹ کرنا، کم تولنا، کم ناپنا وغیرہ۔

یہ تمام صورتیں دھوکہ کی ہیں اور کسی بھی شخص کیلئے ان صورتوں کو اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں، اور دھوکہ کے ذریعہ کمائے ہوئے مال میں برکت بھی نہیں ہوتی۔ احادیثِ مبارکہ میں

دھوکہ دہی پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:۔

دھوکہ دہی کی مذمت کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. ❶

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ اور جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً فَقَالَ: مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: أَفَلاَ جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي. ❷

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا غلہ کے ڈھیر پر گزر ہوا، آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں میں کچھ تری لگ گئی، آپ ﷺ نے غلہ والے سے فرمایا کہ یہ کیا ہے (یعنی یہ غلہ بھیگا ہوا کیوں ہے؟) انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس کو بارش کا پانی لگ گیا تھا (جس کی وجہ سے اُوپر سے سوکھ گیا اور اندر تری باقی رہ گئی)، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اندر کے حصے کو اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ (پھر فرمایا) جو شخص دھوکہ دے یعنی خیانت کا کام کرے وہ مجھ سے نہیں۔

تشریح

یعنی دھوکہ دینے والا شخص مجھ سے تعلق رکھنے والا نہیں اور میں اسے اپنے اصحاب و

---

❶ صحيح مسلم: ١/ ٩٩ ❷ أيضاً

احباب میں شمار نہیں کرتا۔ حدیث کے آخر میں لفظ "غَشّ" خیانت، دھوکہ دہی، فریب کاری سب کو شامل ہے، لہٰذا مال میں ملاوٹ کرنا، عیب چھپا کر بیچ دینا اور کوئی بھی ایسا کام کرنا جس میں گاہک کو دھوکہ دیا جائے یا اس کے ساتھ خیانت کی جائے وہ سب اس میں داخل ہے اور حرام ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب اور دھوکہ کرے۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں مومن کو ضرر و نقصان پہنچانے یا اس کے ساتھ مکاری اور دھوکہ دہی سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے، بلکہ ایسا کرنے والے کو ملعون قرار دیا ہے۔ کیونکہ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ مخلوق کو نفع پہنچائے اور بندوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرے۔ دھوکہ اور فریب مومن کا کام نہیں، لہٰذا کسی بھی مسلمان کو نقصان اور تکلیف پہنچانا سخت وبال کی بات ہے اور اس کو دھوکہ اور فریب دینا بہت بڑا گناہ ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا بَخِيلٌ. ❷

ترجمہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دھوکہ دینے والا، احسان جتلانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوں گے، (یعنی

---

❶ أخرجه الترمذي في سننه (٣/ ٤٩٥) وقال: هذا حديث غريب.

❷ أخرجه الترمذي في سننه (٣/ ٥١١) وقال: هذا حديث غريب.

جب تک اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لیں جنت میں نہ جا سکیں گے)۔

حدیث

عَنْ أبي هريرة رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ. ❶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مکر و فریب اور دھوکہ جہنم میں ہوں گے۔ (یعنی یہ جہنم میں لے جانے کا باعث ہیں، اور مکار اور دھوکہ دینے والا جہنم میں جائے گا)

معاشرے میں رائج دھوکہ دہی کی بعض صورتیں

دھوکہ دہی کے بارے میں عموماً لوگوں میں یہ تاثر قائم ہے کہ یہ گناہ صرف تاجر حضرات کرتے ہیں، چنانچہ اس گناہ کی ساری وعیدیں اُنہی سے متعلق سمجھتے ہیں، اگرچہ تجارت میں دھوکہ دہی کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود دھوکہ دہی کے گناہ میں صرف تاجر طبقہ مبتلا نہیں ہے، بلکہ زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اس گناہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں، اس لئے ہر شخص کو اپنے معاملات میں اس گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے۔ ذیل میں دھوکہ دہی کی بعض ایسی صورتیں لکھی جاتی ہیں جو ہمارے معاشرہ میں بکثرت پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے گناہ ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ ان کو پڑھیں، سنیں اور بچنے کا اہتمام کریں!

ملازمت کیلئے یا مدرسہ/کالج میں داخلہ کیلئے جعلی سند بنوانا

ملازمت حاصل کرنے کیلئے جعلی سند بنوانا شرعاً جھوٹ اور دھوکہ دہی ہونے کی وجہ سے ناجائز اور سخت گناہ ہے اور شرعی وقانونی جرم بھی ہے، اس سے توبہ کرنا واجب ہے، اور اس جعلی سند کو ضائع کرنا ضروری ہے۔ تاہم جعلی سند کی بنیاد پر حاصل کی گئی ملازمت کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر وہ شخص اس ملازمت کی صلاحیت واہلیت رکھتا ہو اور ملازمت کے سلسلے

❶ (مسند البزار: ۱۶/ ۳۰۳) الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۱/ ۲۹۰: رواه البزار وفيه عبيد الله بن أبي حميد أجمعوا على ضعفه.

میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو دیانتداری کے ساتھ صحیح طریقے سے انجام دیتا ہو تو اس کیلئے تنخواہ لینا حلال ہوگا، اور اگر وہ اس ملازمت کی صلاحیت واہلیت نہیں رکھتا اور ملازمت کے سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو دیانتداری کے ساتھ صحیح طریقے سے پورا نہیں کرسکتا تو اس کیلئے تنخواہ لینا بھی جائز نہیں۔

یہی حکم مدرسہ اور کالج وغیرہ میں داخلہ لیتے وقت جعلی سرٹیفکیٹ بنوانے کا ہے۔ اور جو لوگ جعلی سرٹیفکیٹ بنا کر دیتے ہیں وہ گناہ کے کام میں تعاون کرتے ہیں جو جائز نہیں ہے، لہٰذا جعلی سند بنانے اور بنوانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

سرکاری ملازمین کا دوسرے کے مکان کے کاغذات جمع کروا کر ماہانہ کرایہ لینا

بعض سرکاری اداروں میں ملازمین کو یہ سہولت دی جاتی ہے کہ اگر وہ کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر ہوں تو مکان کے کاغذات جمع کروا کر ماہانہ کرایہ حاصل کرسکتے ہیں، ظاہر ہے کہ دفتر سے ماہانہ کرایہ کی سہولت صرف اُس شخص کیلئے ہوتی ہے جس کا ذاتی مکان نہ ہو۔ لیکن بعض لوگ ذاتی مکان ہونے کے باوجود کسی دوسرے کے مکان کے کاغذات دفتر میں جمع کرواتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اپنا مکان نہیں ہے اور ہم دوسرے کے مکان میں کرایہ دیکر رہ رہے ہیں اور ماہانہ کرایہ حاصل کرتے ہیں، شرعی لحاظ سے اس طرح کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سراسر دھوکہ اور بد دیانتی ہے، نیز اس میں جھوٹ کا گناہ بھی ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

دوسرے کی گاڑی کے کاغذات دفتر میں جمع کروا کر سواری الاؤنس لینا

اسی طرح بعض دفاتر/کمپنیوں وغیرہ میں ایسے ملازمین کو جن کے پاس ذاتی سواری مثلاً موٹر سائیکل وغیرہ ہو اُنہیں الاؤنس ملتا ہے تا کہ وہ اپنی سواری کا خرچہ پورا کرسکیں، اس میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس اپنی سواری نہیں ہوتی، اور وہ پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ سفر کرتے ہیں جو اپنی سواری کی نسبت سستا پڑتا ہے، لیکن وہ کسی دوسرے شخص کی موٹر سائیکل وغیرہ کے کاغذات جعلی طریقہ سے اپنے نام بنوا کر دفتر/کمپنی میں

پیش کرتے ہیں اور الاؤنس حاصل کرتے ہیں، حالانکہ جس شخص کے پاس ذاتی سواری نہ ہو اُس کیلئے کسی دوسرے شخص کی سواری کے کاغذات اپنے نام کرکے کمپنی میں پیش کرنا دھوکہ، خیانت اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور اس طرح سے حاصل ہونیوالے الاؤنس کو استعمال میں لانا بھی جائز نہیں ہے۔لہٰذا اس طرزِ عمل سے مکمل طور پر اجتناب کرنا ضروری ہے۔

عمرہ کی ادائیگی کیلئے غیر محرم کو محرم ظاہر کرنا

حج وعمرے کی ادائیگی کے سلسلے میں سعودی یا پاکستانی حکومت،عوامی مصلحت کی خاطر زائرین کو جن شرائط وضوابط کا پابند بناتی ہے، اگر وہ خلافِ شریعت نہ ہوں تو ان کی پابندی لازم ہے اور ان کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ اب ہمارے معاشرہ میں جس قانون کی بکثرت خلاف ورزی ہوتی ہے وہ عمرہ کے متعلق ایک قانون ہے کہ چالیس سال سے کم عمر والا آدمی بیوی یا محرم کے بغیر اکیلا عمرہ کیلئے نہیں جاسکتا۔لیکن بعض لوگ اپنے طور پر یا ٹریول والوں کی مدد سے کسی عورت کو اپنا محرم ظاہر کرتے ہیں اور عمرہ کیلئے جاتے ہیں، یادرکھیں! کسی غیر محرم کو کاغذی کاروائی میں محرم ظاہر کرنا شرعاً جائز نہیں، اور ٹریول ایجنٹ کیلئے بھی کاروبار میں یہ صورت اختیار کرنا اور ناجائز کام میں تعاون کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں دھوکہ دہی اور غلط بیانی ہے، نیز قانون کی خلاف ورزی بھی ہے، اور یہ تمام امور ناجائز ہیں، جبکہ عمرہ فرض یا واجب بھی نہیں ہے، بلکہ سنت ہے، اور سنت کی ادائیگی کیلئے ناجائز اور حرام امور کا ارتکاب کوئی عقلمندی نہیں۔ لہٰذا مذکورہ طریقہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

ویزہ کیلئے کاغذات میں کسی کو بیوی ظاہر کرنا

دوسرے ملک میں ملازمت وغیرہ کے سلسلہ میں جانے کی صورت میں جب ویزہ ختم ہونے لگتا ہے تو ویزہ کی مدت بڑھانے کیلئے بعض اوقات اس ملک کی عورت سے شادی شدہ ہونا ظاہر کرنا پڑتا ہے، اس مقصد کیلئے کبھی تو ظاہراً نکاح کرلیا جاتا ہے جو صرف کاغذات کی حد تک ہوتا ہے، اور کبھی نکاح کئے بغیر کسی عورت کو پیسے دیکر نکاح نامہ بنوانے پر آمادہ کرلیا جاتا ہے۔ یہ بھی سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے جو ناجائز ہے، اس سے بچنا واجب ہے۔

وزٹ ویزہ یا تعلیمی ویزہ پر کاروبار یا ملازمت کرنا

اسی طرح بعض لوگ وزٹ ویزہ یا تعلیمی ویزہ لیکر دوسرے ملک میں جا کر کاروبار یا ملازمت کرتے ہیں، اگر وزٹ/تعلیمی ویزہ پر کاروبار یا ملازمت کرنا قانوناً منع ہو تو اس ویزہ پر کاروبار یا ملازمت کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہونے کے علاوہ دھوکہ دہی بھی ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ اگر کسی نے قانونی ممانعت کے باوجود وزٹ/تعلیمی ویزہ پر کوئی جائز کام کرلیا تو اگرچہ حاصل شدہ جائز آمدنی حرام نہیں ہوگی، البتہ دھوکہ دہی اور معاہدہ کی خلاف ورزی کا گناہ بہر حال ہوگا جس پر سچے دل سے توبہ اور استغفار کرنا اور آئندہ کیلئے اس سے مکمل اجتناب کرنا لازم ہے۔

شہریت حاصل کرنے کیلئے جعلی ڈومیسائل بنوانا

دوسرے ملک میں نوکری کے سلسلہ میں جا کر وہاں کی شہریت (نیشنلٹی) لینے کیلئے حقیقی وطن کے علاوہ اپنے آپ کو کسی دوسرے ملک کا باشندہ ظاہر کرنا۔ مثلاً پاکستانی شخص کو اگر جرمنی کی شہریت نہ ملتی ہو اور افغانستان کے باشندہ کو مل جاتی ہو، تو پاکستانی شخص کا مذکورہ مقصد کیلئے افغانستان کا پاسپورٹ اور ڈومیسائل سرٹیفکیٹ بنانا جائز نہیں، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

قیمتِ خرید سے زیادہ کا بِل بنوانا

کمپنی وغیرہ کی طرف سے جو لوگ مال کی خریداری پر مقرر ہوتے ہیں اور اُنہیں اس کام کی تنخواہ ملتی ہے، بعض اوقات وہ کمپنی کیلئے کم پیسوں میں کوئی چیز خریدتے ہیں اور دوکاندار سے زیادہ قیمت کا بِل بنواتے ہیں، تاکہ درمیان میں اُنہیں کچھ نفع مل جائے، اسی طرح کسی ملازم کو جب کمپنی کے کام کیلئے بھیجا جاتا ہے تو اسے اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے کھانے پینے اور سواری وغیرہ کا خرچہ کرتا رہے اور بعد میں کمپنی سے وصول کرلے، اس صورت میں بھی بعض لوگ کم خرچ کرکے زیادہ کے بِل بنواتے ہیں۔ شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جھوٹ بھی ہے اور مالک کے ساتھ دھوکہ بھی، اور جھوٹ اور دھوکہ دونوں ناجائز اور گناہ ہیں، اور دکاندار کیلئے بھی اس کام میں اُن کے ساتھ تعاون کرنا جائز نہیں۔

دوسروں سے مضامین لکھوا کر ڈگری حاصل کرنا

اسکول/کالج/یونیورسٹی وغیرہ میں طلبہ کو مضامین لکھنے کیلئے دیئے جاتے ہیں تاکہ طلبہ میں مطالعہ اور تحریر کی استعداد پیدا ہو، اور یہ ان کی تعلیم کا حصہ ہوتا ہے، اس لئے طالبعلم کو یہ مضامین خود ہی لکھنے چاہئیں، لیکن بعض طلبہ دوسروں سے یہ مضامین لکھواتے ہیں (جس کی عموماً اجازت نہیں ہوتی)، اور اپنے نام سے کالج وغیرہ میں جمع کروادیتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر ڈگری بھی حاصل کرلیتے ہیں، حالانکہ اس طرح کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ ادارہ کے ساتھ دھوکہ ہے، نیز اس میں جھوٹ بھی ہے۔

ڈگری کو کارآمد بنانے کیلئے کاغذات میں عمر کم کروانا

بعض تعلیمی ڈگریاں ایک مخصوص عمر تک کارآمد ہوتی ہیں، اس سے زیادہ عمر ہوجائے تو وہ ڈگری کارآمد نہیں ہوتی، ایسی صورت میں ڈگری کو کارآمد بنانے کیلئے پیسے خرچ کرکے اپنی عمر کم کروائی جاتی ہے، اس طرح اپنی عمر کم کروانا شرعاً جائز نہیں، یہ جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے جس پر احادیثِ طیبہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں، اور ایسی دھوکہ دہی سے جو سند حاصل کی گئی ہو اسکا استعمال بھی درست نہیں ہے۔

کسی کمپنی کا مخصوص مارکہ یا ڈیزائن استعمال کرنا

کمپنی اپنی مصنوعات کیلئے کوئی برانڈ/مارکہ بناتی ہے، اسی طرح اپنا مخصوص تیارکردہ ڈیزائن مارکیٹ میں لاتی ہے، اور بعض اوقات وہ مارکہ/ڈیزائن باقاعدہ قانونی طور پر رجسٹرڈ بھی کروایا جاتا ہے، اب کسی دوسری کمپنی یا شخص کیلئے ایسے مارکہ/ڈیزائن کی کاپی کرنا اور اسے اصل کمپنی ہی کے نام سے آگے فروخت کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ جھوٹ ہے اور اس سے خریدار کو بھی دھوکہ ہوتا ہے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

البتہ اگر دوسری کمپنی یا شخص اس ڈیزائن کی کاپی کرکے اسے اصل کمپنی کے نام سے فروخت نہ کرے بلکہ کسی دوسرے نام سے فروخت کرے اور وہ بیچتے وقت زبانی یا تحریری طور پر بھی اصل کمپنی کا نام استعمال نہ کرے اور نہ گاہک کو دھوکہ دے تو اس کی گنجائش ہوگی، بشرطیکہ قانوناً ایسا کرنے کی ممانعت نہ ہو۔

حکومت سے ٹھیکہ لیکر غیر لائسنس یافتہ ٹھیکیدار کو دینا

حکومت سرکاری سطح پر جو کام کرواتی ہے اس کا ٹھیکہ لائسنس یافتہ ٹھیکیدار کو دیتی ہے تاکہ حکومت کے معیار کے مطابق کام ہو، اور اس مقصد کیلئے حکومت کی طرف سے ناظم مقرر ہوتے ہیں جو ٹھیکیدار کے لائسنس پر حکومت سے ٹھیکہ لیتے ہیں اور ٹھیکیدار کو کام دیتے ہیں۔ لیکن بعض غیر لائسنس یافتہ ٹھیکیداروں کو کام دِلوانے کیلئے بعض ناظم یہ کرتے ہیں کہ کسی ٹھیکہ دار کے لائسنس پر اُس کیلئے حکومت سے ٹھیکہ لیتے ہیں اور کسی دوسرے غیر لائسنس یافتہ ٹھیکہ دار کو کام دیدیتے ہیں، اور لائسنس والے کو محض اس کے لائسنس کا کمیشن دیدیتے ہیں۔ یہ صورت بھی شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں۔

جانوروں کو مخصوص غذا یا انجکشن لگا کر صحتمند ظاہر کرنا

قربانی کے موقع پر یہ صورت بکثرت پیش آتی ہے کہ جانوروں کے تاجر اپنے جانوروں کو موٹا تازہ ظاہر کرنے کیلئے بعض مخصوص غذائیں یا دوائیں کھلاتے ہیں اور انجکشن وغیرہ لگاتے ہیں، جس سے جانور پھول جاتا ہے اور خریدار دھوکہ میں آکر اس کو صحتمند سمجھتا ہے، اور اس کو موٹا اور صحتمند جانور سمجھ کر اس کا سودا کرلیتا ہے، لیکن خریدنے کے بعد جب جانور کی وہ غذا یا دوا بند ہوتی ہے تو تھوڑے ہی وقت میں جانور اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں، سراسر دھوکہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

نمونہ کے طور پر یہ چند معروف صورتیں لکھی گئی ہیں، ورنہ دھوکہ دہی کی اس کے علاوہ اور بھی بہت صورتیں ہیں، ان سب سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دیانتداری کے ساتھ کام کرنے اور دھوکہ دہی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

گناہ نمبر ۲۱ لڑائی جھگڑا کرنے کا گناہ

معاشرہ میں جب لوگ مل جل کر ساتھ رہتے ہیں تو کبھی لڑائی جھگڑے کی نوبت بھی آجاتی ہے، لیکن قرآن وسنت میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے باہمی جھگڑے کسی قیمت پر پسند نہیں، بلکہ حکم یہ ہے کہ حتی الامکان آپس کی رنجشوں اور جھگڑوں کو، باہمی نفرتوں اور عداوتوں کو کسی طرح ختم کرو۔

آپس میں صلح کرنے اور جھگڑا ختم کرنے کا حکم

چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ [1]

ترجمہ

"حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان (اگر کوئی رنجش یا لڑائی ہوگئی ہو تو تمہیں چاہئے کہ ان کے درمیان صلح کراؤ اور) تعلقات اچھے بناؤ، اور (صلح کرانے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے"۔

لڑائی جھگڑے مسلمانوں کے درمیان باہمی اتفاق و اتحاد، محبت اور ملاپ پیدا کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، انہی لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں بغض و نفرت اور کینہ پیدا ہوتا ہے، اور ہمارے معاشرے کے جھگڑے عموماً دنیا کی وجہ سے اور آپس میں کسی ایک کا حق دبانے سے ہوتے ہیں، اور ہر فریق غصہ میں بھر جاتا ہے، اس لئے ایک دوسرے پر زیادتی ہوجاتی ہے اور گالی گلوچ، ہاتھاپائی تک نوبت آجاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ کہ پھر صاحبِ حق بھی حق پر قائم نہیں رہتا، اس لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے، کیونکہ جھگڑالو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، اگر بالفرض کبھی جھگڑا ہوجائے تو دوسرے فریق کو معاف کر کے جھگڑا ختم کردینا چاہئے، کیونکہ آپس میں صلح کرنے اور جھگڑا ختم کرنے کی قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بہت ترغیب دی گئی ہے۔

ذیل میں لڑائی جھگڑے کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں:

جھگڑے کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الأَلَدُّ

[1] الحجرات: ۱۰

الخَصِمُ. ❶

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ. ❷

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی سے جھگڑا مت کر، اور اس کے ساتھ نامناسب مذاق مت کر، اور اس کے ساتھ ایسا وعدہ نہ کر کہ (جس کو تو پورا نہ کر سکے اور) وعدہ خلافی کرے۔

حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَفَى بِكَ إِثْمًا أَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا. ❸

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تجھ کو یہ گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے۔

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ، بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ

---

❶ (صحيح البخاری: ۳/ ۱۳۱) أخرجه الترمذی فی سننه (۳/ ۵۳۱) وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه.

❷ أخرجه الترمذی فی سننه (۳/ ۵۳۱) وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه.

❸ أخرجه الترمذی فی سننه (۳/ ۵۳۱) وقال: وهذا الحديث حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه.

مُحِقٌّ، بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ، بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا. [1]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹ کو ترک کردے حالانکہ جھوٹ باطل چیز ہے تو اس کیلئے جنت کے کناروں میں گھر تیار کیا جائے گا، اور جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اس کیلئے جنت کے بیچوں بیچ گھر بنایا جائے گا، اور جو شخص اپنے اخلاق اچھے کرے گا اس کیلئے جنت کے اوپر کے حصہ میں گھر بنایا جائیگا۔

تشریح

یعنی جو شخص حق پر ہونے کے باوجود یہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں حق کا زیادہ مطالبہ کروں گا تو جھگڑا کھڑا ہوجائے گا، اس لئے اس حق کو چھوڑتا ہوں تاکہ جھگڑا ختم ہوجائے تو اس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے بیچوں بیچ گھر ملنے کی بشارت دی ہے۔اس سے اندازہ لگائیے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھگڑا ختم کرانے کی کتنی فکر تھی۔ ہاں اگر کہیں معاملہ بہت آگے بڑھ جائے اور قابلِ برداشت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی اجازت ہے کہ مظلوم ظالم کا مقابلہ کرے اور اس سے بدلہ لے لے، لیکن حتی الامکان کوشش یہ ہو کہ جھگڑا ختم ہوجائے، مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا آپس میں لڑائی جھگڑا ناپسندیدہ ہے۔

اختلاف کے وقت صلح کرانا نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل ہے

اختلاف کے وقت صلح کرانا محمود اور مطلوب ہے، بلکہ درجِ ذیل حدیث شریف کی رُو سے نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ، قَالُوا: بَلَى، قَالَ: صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الحَالِقَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: هِيَ الحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ،

[1] (سنن ابن ماجه:۱/۷۸) وأخرجه الترمذى فى سننه (۳/۵۳۰) (۱۹۹۳) وقال: وهذا الحديث حديث حسن لا نعرفه إلا من حديث سلمة بن وردان، عن أنس بن مالك.

وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ . [1]

ترجمہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا: کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو نماز، روزے اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے درمیان صلح کرانا۔ اس لئے کہ آپس کے جھگڑے مونڈنے والے ہیں۔ یعنی یہ چیزیں انسان کے دین کو مونڈنے والی ہیں (یعنی انسان کے اندر جو دین کا جذبہ ہے وہ اس کے ذریعہ سے ختم ہوجاتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ناحق جھگڑے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہ نمبر ۲۲ گالی گلوچ اور فحش کلامی کرنے کا گناہ

زبان کے گناہوں میں سے ایک گناہ گالی دینا اور فحش کلامی کرنا بھی ہے۔ گالی اور فحش کلامی سے مراد یہ ہے کہ آدمی غصہ میں یا خوشی میں یا ویسے ہی عادت پڑنے کی وجہ سے زبان سے ایسی بات کہے جس کے زبان پر لانے سے شریف آدمی شرماتا ہے، جیسے ماں بہن کی گالی وغیرہ۔ بہرحال زبان کا بے ہودہ، غلط اور ناجائز استعمال گالی کہلاتا ہے، پھر اگر بے شرمی کی بات واقعہ کے خلاف اور غلط ہوتو گالی کے ساتھ ساتھ اس میں دوسرا گناہ بہتان کا بھی ہے، جیسے کوئی شخص کوئی بیہودہ اور بے شرمی کی بات کسی کی ماں بہن کی طرف غلط منسوب کرے تو یہ گالی اور بہتان ہے اور یہ دونوں گناہ ہیں۔

گالی لڑائی جھگڑے کا سبب ہے

گالی ایک ایسی بُری چیز ہے جو کسی طرح مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے، بلکہ یہ ہمارے معاشرہ کیلئے بہت بڑی بُرائی ہے، جس کی وجہ سے آپس میں تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں، اکثر لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، اور بڑے بڑے جرائم کی ابتداء زبانی تکرار اور گالی گلوچ سے ہوتی ہے، نیز جس کو گالی دی جاتی ہے اس کو گالی سے شدید تکلیف ہوتی ہے، اور کسی مسلمان کی دل آزاری کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] سنن الترمذي: ٢٧٩/ ٤

بے شمار احادیث میں اس کی شدید مذمت بیان فرمائی ہے۔ ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:

گالی اور فحش کلامی کی مذمت کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. ❶

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق یعنی گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ. ❷

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو گالی گلوچ کرنے والے آدمی جو کچھ کہتے ہیں اس کا وبال پہل کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (اور اگر مظلوم نے یعنی جسے پہلے گالی دی گئی تھی اُس نے زیادتی کر دی تو پھر دونوں گناہ میں شریک ہوگئے)۔

فائدہ

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کسی شخص کو گالی دی جائے تو اچھی بات یہ ہے کہ وہ خاموش ہوجائے اور صبر کرے اور گالی دینے کا وبال گالی دینے والے پر رہنے دے، کیونکہ اگر وہ صبر نہ کرے اور جواب دینے میں پہلے سے زیادہ بڑھ جائے تو وہ ظالم ہوجائے گا، اور پہلے گالی دینے والے شخص کے ساتھ گناہ میں شریک ہوجائے گا، حالانکہ جواب دینے سے

❶ صحيح البخاري ٨/١٥ ❷ صحيح مسلم ٤/٢٠٠٠

پہلے وہ مظلوم تھا، اور گناہ سے بچا ہوا تھا۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الفَاحِشِ وَلَا البَذِيءِ.❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، گالیاں دینے والا اور فحش بکنے والا نہیں ہوتا۔

حدیث

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ.❷

ترجمہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ بے حیا اور بدگوئی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما -رَفَعَهُ- قَالَ: سَبَّابُ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَكَةِ.❸

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ مسلمان کو (اور طبرانی کی

---

❶ أخرجه الترمذي في سننه (٥٢٠/ ٣) و قال: هذا حديث حسن غريب، وقد روي عن عبد الله من غير هذا الوجه.

❷ (المعجم الكبير للطبراني: ١/ ١٦٦) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٨/ ١٢٥ (١٢٩٥٤) رجاله ثقات. ورواه أبو داؤد في "سننه" (٣٥٠/ ٥) من حديث عائشة ضمن حديث طويل.

❸ (كشف الأستار عن زوائد البزار ٤٣٢/ ٢) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ١٤٠/ ٨: رواه البزار ورجاله ثقات. وفي رواية الطبراني في "الكبير" ٥٢٧/ ١٤: "سَبَّابُ المَيِّتِ -وقال مرَّةً: المؤتَى- كالمُشْرِفِ عَلَى الهَلَكَةِ".

روایت میں ہے کہ مردوں کو) گالی دینے والا ہلاکت میں جھانکنے والے کی طرح ہے۔

حدیث

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي يَشْتُمُنِي وَهُوَ دُونِي، عَلَيَّ بَأْسٌ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهُ؟ قَالَ: الْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ، يَتَهَاذَيَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ.❶

ترجمہ

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میری قوم کا کوئی آدمی مجھے گالی دیتا ہے اور وہ مجھ سے کم درجہ کا بھی ہے، اگر میں اس سے بدلہ لیتا ہوں تو کیا اس میں گناہ ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دو شخص جو ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں وہ دونوں شیطان ہوتے ہیں جو کہ بکواس کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.❷

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں (گناہوں) سے بچو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱)... اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

(۲)... جادو کرنا۔

❶ (مسند أحمد: ۲۹/۳۱/۱) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۸/ ۱٤٤: رواه أحمد، والبزار، والطبراني في "الكبير والأوسط" ورجال أحمد رجال الصحيح.

❷ صحيح البخاري: ٤/ ١٠

(۳)... اللہ تعالیٰ نے جس جان کو ناحق مارنا حرام قرار دیا ہے اُسے قتل کرنا۔

(۴)... سود کھانا۔

(۵)... یتیم کا مال کھانا۔

(۶)... لڑائی میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔

(۷)... بھولی بھالی پاکدامن مسلمان عورتوں پر بُرائی کی تہمت لگانا۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں پاکدامن عورت کی طرف حرام فعل کی نسبت کرنے کو ہلاک کرنے والے اور کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اور گالی میں عموماً کسی کی ماں، بہن یا بیٹی کی طرف بدکاری کی نسبت کی جاتی ہے، جو اسی وعید میں داخل ہے اور بڑا گناہ ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ: مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ.[1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑے بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دے گا وہ بدلے میں اس کے باپ کو گالی دے گا، اور آدمی کسی کی ماں کو گالی دے گا تو وہ بدلے میں اس کی ماں کو گالی دیدے گا۔

تشریح

گالی دینا ویسے بھی گناہِ کبیرہ ہے، لیکن ماں باپ کو گالی دینا اور زیادہ بُرا ہے، اسی لئے

[1] (صحيح مسلم ۱/۹۲) أخرجه البخاري: ۸/۳ (۵۹۷۳) بلفظ: "إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: "يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَ يَسُبُّ أُمَّهُ".

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سُن کر بڑا تعجب ہوا کہ اتنا بُرا کام کون کر سکتا ہے۔ لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کو براہِ راست گالی نہ دے، لیکن دوسرے کو گالی دیکر اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا سبب بنے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے خود گالی دی۔ آجکل عموماً جو گالیاں دی جاتی ہیں اُس میں دوسرے آدمی کے والدین اور خاندان کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے، نتیجہ یہ کہ دونوں طرف سے گالیوں کے تبادلہ میں بعض اوقات اُن لوگوں کو بھی گالی دینے کی نوبت آجاتی ہے جو دنیا سے جاچکے ہیں، حالانکہ مُردوں کو بُرا کہنے کی ممانعت خصوصیت کے ساتھ حدیث میں بیان کی گئی ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

حدیث

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الأَحْيَاءَ. [1]

ترجمہ

حضرت زیاد بن علاقہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مُردوں کو گالی نہ دو، کیونکہ اس کی وجہ سے تم زندوں کو ایذاء اور تکلیف دوگے۔

تشریح

یعنی جب مُردوں کو گالی دوگے تو اُن کے متعلقین جو زندہ ہیں ان کو تکلیف پہنچے گی اور اس سے دوہرا گناہ ہوگا، ایک مُردوں کو گالی دینے کا، اور دوسرا ان کے متعلقین کا دل دکھانے کا۔

خلاصہ یہ ہے کہ گالی دینا سنگین اور بدترین گناہ ہے، اسلام اتنا پاکیزہ مذہب ہے کہ اسمیں جانوروں کو بھی گالی دینے کی ممانعت ہے، تو انسانوں کو گالی دینا کیسے گوارا ہوسکتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام احادیثِ طیبہ اس گناہ کی شدید بُرائی بیان کرنے کیلئے کافی ہیں۔

---

[1] أخرجه الترمذی فی سننه (۵۲۳/ ۵) وقال: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ سُفْيَانَ فِي هَذَا الحَدِيثِ، فَرَوَى بَعْضُهُمْ مِثْلَ رِوَايَةِ الحَفَرِيِّ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً يُحَدِّثُ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وعزاه العراقي في "تخريج الإحياء" (۷۹۰/ ۲) إلى الترمذي وقال: رجاله ثقات إلا أن بعضهم أدخل بين المغيرة و بين زياد بن علاقة رجل لم يسم.

معاشرہ میں گالی دینے کا عام رواج

لیکن افسوس ہمارے معاشرہ میں گالی گلوچ اور فحش کلامی کا چلن دن بہ دن عام ہوتا جارہا ہے، بہت سے مسلمان اس گناہ میں مبتلا ہیں، اور گالی دینا اور فحش کلامی کرنا ان کی عادت بن گئی ہے، اکثر و بیشتر لوگ غصہ میں بے قابو ہو کر گالیاں دیتے ہیں، اور بعض لوگ اس کو بڑا کمال سمجھتے ہیں، اور کچھ لوگ بات بات میں اور عام گفتگو میں بھی گالی بکتے ہیں اور ایک دوسرے کو گالی دیکر پکارتے ہیں اور بعض افراد کا تکیہ کلام ہی گالی ہوتا ہے، یعنی جب وہ بات شروع کرتے ہیں تو گالی سے شروع کرتے ہیں اور بات کو گالی پر ختم کرتے ہیں۔ یہ بلا شبہ گناہِ کبیرہ ہے، اور یہ نہایت بُری عادت ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس گناہ سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فحش کلامی اور گالی گلوچ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گُناہ نمبر ۲۳ جھوٹی قسم کھانے کا گناہ

جھوٹی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے، اور یہ ان گناہوں میں سے ہے جن میں عام طور پر لوگ مبتلا رہتے ہیں۔ جھوٹی قسم کا تعلق کبھی گذشتہ زمانہ کے واقعات سے ہوتا ہے، یعنی کسی واقعہ کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ ایسا ہوا تھا اور اس پر قسم کھالی، یا کسی نے کوئی کام نہ کیا ہو اسکے بارے میں قسم کھا کر کہنا کہ اس نے یہ کام کیا ہے، اسی طرح اپنے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر جھوٹی قسم کھالی، یہ بہت بڑا گناہ ہے، اول تو جھوٹ کا گناہ، پھر مزید جھوٹی قسم یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کو جھوٹ کیلئے استعمال کرنا گناہ در گناہ ہے۔

بات بات پر قسم کھانا اور جھوٹی قسم کے ذریعہ مال حاصل کرنا

بہت سے لوگ جھوٹی قسم سے بالکل پرہیز نہیں کرتے، بات بات میں قسم کھاتے چلے جاتے ہیں اور اس کے گناہ اور دنیوی واخروی وبال کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بہت سے لوگ مال بیچتے وقت جھوٹی قسم کھالیتے ہیں، یا عدالتوں اور جرگوں میں ناحق مال لینے کی خاطر جھوٹی قسم کھالیتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا سراسر ناجائز ہے، اور احادیثِ مبارکہ میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، حتی کہ بعض روایات میں اس کو شرک جیسے کبیرہ گناہ کے ساتھ

ذکر کیا گیا ہے۔ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:

جھوٹی قسم کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ مبارکہ

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ الجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللهِ يَمِينَ صَبْرٍ، فَأَدْخَلَ فِيهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِي قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ گناہ میں ڈبادینے والی قسم کھانا یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور اس میں مچھر کے پر کے برابر (ذرا سی بات غلط/جھوٹ) داخل کر دی تو یہ قسم اس کے دل میں ایک سیاہ دھبّہ بن جائے گی جو قیامت تک رہے گا۔

حدیث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: مَنْ حَلَفَ عَلَى

❶ صحيح البخاري: ٨/ ١٣٧

❷ أخرجه الترمذي في سننه (٥/ ١١٧) وقال: هذا حديث حسن غريب.

يَمِينِ مَصْبُورَةٍ كَاذِبًا، فَلْيَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ . ❶

ترجمہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قید ہوکر جھوٹی قسم کھالے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

تشریح

اس حدیث میں مصبورہ کا لفظ آیا ہے، یہ صبر سے مشتق ہے، جس کا معنیٰ ہے روکنا، اور یمینِ مصبورہ اس قسم کو کہتے ہیں جو کسی آدمی کو قاضی اور جج کی عدالت میں روک کر اس سے لی جائے۔ اس سے اندازہ کرلیا جائے کہ جو جج کی عدالت میں جھوٹی قسم کھائے اس کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے تو جو شخص دوسری ایسی جگہ جھوٹی قسم کھائے جہاں اس کو روکا نہ گیا ہو بلکہ آزاد ہو تو وہ بطریقِ اولیٰ اس وعید کا مستحق ہوگا۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ، قَالَ: فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالُوا: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فِيَّ نَزَلَتْ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: فَيَمِينُهُ ، قُلْتُ: إِذَنْ يَحْلِفُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ ذَلِكَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ۷۷] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. ❷

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ (سنن أبي داؤد: ۹٦/ ٤) وأخرجه الحاكم في "المستدرك" ٤/ ۳۲۷ وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين. ووافقه الذهبي في التلخيص.

❷ صحيح مسلم: ١/ ١٢٢

جوشخص ناحق کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کیلئے قسم اُٹھائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی، راوی کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں حضرت اشعث بن قیس آگئے، انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ ابوعبدالرحمن! تم سے کیا حدیث بیان کر رہے تھے؟ لوگوں نے بتادیا کہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے، حضرت اشعث کہنے لگے کہ ابوعبدالرحمن نے بالکل سچ کہا، میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، میرے اور ایک اور آدمی کے درمیان (ایک کنویں کے معاملہ میں) جھگڑا چل رہا تھا، ہم دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دوسرے آدمی سے قسم لی جائے گی، میں نے عرض کیا کہ اس طرح تو وہ لاپرواہی سے قسم اُٹھا کر میرا مال لے جائے گا، اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کیلئے جھوٹی قسم کھالے اور وہ اس قسم میں گنہگار ہوتو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے، اسی مناسبت سے یہ آیت نازل ہوئی۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) "جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد اور اپنی کھائی ہوئی قسموں کا سودا کر کے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ ان سے بات کریں گے، نہ انہیں (رعایت کی نظر سے) دیکھیں گے، نہ انہیں پاک کریں گے، اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا"۔

حدیث

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوشخص اپنی قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا حق مار لے (یعنی اس کا مال ناحق لے لے) تو اللہ

[1] صحیح مسلم: ۱/۱۲۲

تعالیٰ اس پر جہنم کو واجب کردیتے ہیں اور جنت کو حرام کردیتے ہیں، ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ معمولی چیز ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ پیلو کا سرکنڈا ہی ہو (یعنی خواہ نہایت معمولی اور بے قیمت چیز ہو)۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: الحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قسم سودا تو بکوا دیتی ہے لیکن کمائی کی برکت کو ختم کردیتی ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ تُذْهِبُ الْمَالَ أَوْ تَذْهَبُ بِالْمَالِ. [2]

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن اپنے والد (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم مال ضائع کرتی ہے یا مال لے کر چلی جاتی ہے۔

تشریح

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اس کا مال ہلاک ہوجاتا ہے، وہ مال کے اعتبار سے پریشان اور گھاٹے میں رہتا ہے۔ یا جس مال کو جھوٹی قسم کے ذریعہ حاصل کرتا ہے وہ مال اس کا برباد ہوجاتا ہے، اس سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتا، خواہ وہ مال بعینہٖ ہلاک ہو یا اس کے بدلہ میں دوسرا خسارہ پیش آجائے۔ دیکھئے مال بھی گیا اور گناہ بھی ہوا جس کی سزا الگ بھگتنی ہوگی، اس لئے جھوٹی قسم کھانے سے بیحد بچنا چاہئے۔

---

[1] صحيح البخاري: ٣/ ٦٠

[2] (مسند البزار ٣/٢٤٥) قال الهيثمي في مجمع الزوائد (٤/ ٣٢٢) رواه "البزار ، ورجاله رجال الصحيح إلا أن أبا سلمة لم يصح سماعه من أبيه، والله أعلم.

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ مِمَّا عُصِيَ اللهُ بِهِ هُوَ أَعْجَلُ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أُطِيعُ اللهُ فِيهِ أَسْرَعَ ثَوَابًا مِنَ الصلَةِ وَالْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہوں میں کوئی گناہ ظلم سے زیادہ جلدی سزا والا نہیں ہے (یعنی ظلم کی سزا جلد مل جاتی ہے) اور نیکیوں میں کوئی نیکی صلہ رحمی سے بڑھ کر جلدی ثواب والی نہیں ہے (یعنی صلہ رحمی کا بدلہ جلدی ملتا ہے) اور جھوٹی قسم تو گھروں کو اُجاڑ دیتی ہے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ ظلم کی سزا دنیا ہی میں جلد مل جاتی ہے، اور نیکیوں میں سے صلہ رحمی کا بدلہ دنیا میں بھی بہت جلد مل جاتا ہے۔ لیکن جھوٹی قسم کھا کر جو دنیا حاصل کی جاتی ہے وہ باقی نہیں رہتی، غربت اور تنگی گھر میں آجاتی ہے، گھر میں اچھائی اور خوشحالی باقی نہیں رہتی، جس سے گھر کا نظام بگڑتا ہے اور سکون ختم ہوجاتا ہے۔ یہ دنیا میں جھوٹی قسم کی سزا ہے، مرنے کے بعد کی سزا اس کے علاوہ ہے۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم میں جانے کا سبب ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس گناہ سے بہت زیادہ بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

گناہ نمبر ۲۴ شراب پینے کا گناہ

شراب پینا قرآنِ کریم کی واضح آیت کی رُو سے حرام اور ناجائز ہے چاہے تھوڑی مقدار میں پی جائے یا زیادہ، اور یہ ایک بُری لعنت ہے، جس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق بنتا ہے، اور دنیا میں شراب پینے والا

[1] (شعب الإيمان: ٦/٤٨١) قال العزيزي في السراج المنير (٤/١٦٦) وإسناده حسن.

آخرت کی شراب سے محروم رہے گا۔ نیز حدیث شریف کی رُو سے یہ حرام فعل تمام گناہوں اور برائیوں کی جڑ ہے، کیونکہ شراب پینے کے بعد انسان اپنے ہوش وحواس کھو دیتا ہے اور اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ صحیح و غلط اور اچھے و بُرے کے درمیان فرق نہیں کرسکتا، چنانچہ وہ زبان سے اَول فول بکتا ہے اور کبھی کسی کو مار کر تکلیف پہنچاتا ہے اور ایسی ایسی حرکتیں کر بیٹھتا ہے جس سے آپس میں دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں۔

شراب نوشی کی مذمت کے متعلق احادیثِ مبارکہ

شراب نوشی کی مذمت کیلئے قرآنِ کریم کی سورہ مائدہ کی وہ آیت ہی کافی ہے جو اوپر جوے کے گناہ میں لکھی گئی ہے، اور جتنے نقصانات جوے کے بتائے گئے ہیں وہ سارے نقصانات شراب نوشی کے بھی ہیں، کیونکہ آیتِ کریمہ میں دونوں کو ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے بھی متعدد احادیث میں اس کی مذمت و شناعت بیان فرمائی ہے، ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:

حدیث

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قَالَ رَسُول الله ﷺ: اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ. [1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب سے بچو، بیشک یہ ہر بُرائی کی کنجی ہے۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ. [2]

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ

[1] (شعب الإيمان ٧/ ٤٠٨) قال المنذري في "الترغيب" ٣/ ١٧٨: رواه الحاكم وقال: صحيح الإسناد.
[2] صحيح مسلم: ٣/ ١٥٨٧

لانے والی چیز خمر یعنی شراب ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے، اور جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا اور اور اس حال میں مرگیا کہ وہ شراب کا عادی تھا اور شراب پیتا رہا اور توبہ نہ کی تو آخرت میں شراب نہیں پیئے گا (یعنی جنت کی شراب سے محروم ہوگا اگرچہ جنت کا داخلہ نصیب ہوجائے۔)

حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ، يُقَالُ لَهُ: الْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوَ مُسْكِرٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ .[1]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص یمن سے آیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارے علاقہ میں ایک شراب ہے جو جوار سے بنائی جاتی ہے، لوگ اسے پیتے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا کیا وہ نشہ لاتی ہے؟ سوال کرنے والے نے عرض کیا کہ ہاں وہ نشہ لاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ عہد فرما لیا ہے کہ جو شخص نشہ لانے والی چیز پیئے گا اللہ تعالیٰ اُسے "طينة الخبال" سے پلائے گا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! "طينة الخبال" کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ ہے (یعنی ان کا خون اور پیپ)۔

حدیث

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ: لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ

[1] صحيح مسلم: ۳/ ۱۵۸۷

كُلِّ شَرٍّ. ❶

ترجمہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ مجھے میرے دوست سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ کسی بھی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے جسم کے ٹکڑے، ٹکڑے کردیئے جائیں اور تجھے جلا دیا جائے، اور قصداً نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً نماز چھوڑی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہوگیا، اور شراب مت پینا کیونکہ وہ ہر بُرائی کی کنجی ہے۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ، لَقِيَ اللهَ كَعَابِدِ وَثَنٍ. ❷

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب کا عادی اگر مرجائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے بت پرست کی طرح ملے گا۔

تشریح

جس طرح قرآنِ کریم کی آیتِ کریمہ میں حق تعالیٰ نے شراب کو بُت پرستی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اسی طرح اس حدیث شریف میں بھی شراب نوشی کو بُت پرستی کے برابر کہا گیا ہے تاکہ اس کی بُرائی کھل کر واضح ہوسکے اور دل میں نفرت پیدا ہو کہ یہ فعل کفر کے قریب ہے، کیونکہ شراب، نماز سے روکتی ہے جبکہ نماز شعائرِ اسلام میں سے ہے، اس طرح شرب نوشی ایمان سے دوری پیدا کرتی ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللهُ

❶ (سنن ابن ماجه: ٥/ ٥٠٠) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" (٤/ ١٩٠) هذا إسناد حسن.

❷ (مسند أحمد: ٤/ ٢٦٥) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٥/ ١١٦): رواه أحمد، والبزار، والطبراني، ورجال أحمد رجال الصحيح، إلا أن ابن المنكدر قال: حدّثت عن ابن عباس. وفي إسناد الطبراني يزيد بن أبي فاختة ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات.

عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوثُ، الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

(۱) ایک شراب کا عادی۔ (۲) دوسرا وہ شخص جو والدین کا نافرمان ہے۔ (۳) تیسرے دَیوث جو اپنے گھر والوں میں بدکاری کو گوارا کرتا ہے اور برقرار رکھتا ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي طَعْمَةَ، مَوْلَاهُمْ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْغَافِقِيِّ، أَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر اور جو شراب کو کسی کے پاس لے جائے اس پر اور جس کے پاس لے جائے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

فائدہ

جو لوگ اپنی دکانوں میں شراب بیچتے ہیں، یا اپنے ہوٹلوں میں شراب پلاتے ہیں وہ اپنے بارے میں غور کر لیں کہ روزانہ کتنی لعنتوں کے مستحق ہوتے ہیں، شراب کا بنانے والا تو مستحقِ لعنت ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ شراب کا بیچنے والا، پینے والا، پلانیوالا، اٹھا کر لے جانا سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

---

❶ (مسند أحمد: ٤/ ٢٦٥) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٤/ ٥٩٩: رواه أحمد، وفيه راو لم يسم، وبقية رجاله ثقات.

❷ سنن أبي داؤد: ٣٢٨/ ٤

حدیث

عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ زَنَى وَشَرِبَ الْخَمْرَ نَزَعَ اللهُ مِنْهُ الْإِيْمَانَ كَمَا يَخْلَعُ الْإِنْسَانُ الْقَمِيصَ مِنْ رَأْسِهِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابنِ حجیرہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے زنا کیا اور شراب پی، اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کو نکال دے گا جیسے انسان کرتہ کو اپنے سر سے نکال دیتا ہے۔

ذخیرہ احادیث میں سے ہم نے چند احادیث طیبہ یہاں نقل کی ہیں جن سے شراب پینے کی حرمت اور مذمت واضح ہوتی ہے، اس لئے ہر شخص کو شراب نوشی سے مکمل اجتناب کرنا لازم ہے، خوہ تھوڑی مقدار ہو یا زیادہ۔ اسی طرح شراب کی خرید وفروخت سے بھی بچنا لازم ہے، کیونکہ حدیث شریف میں خریدنے والے اور بیچنے والے سب پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ نیز مذکورہ بالا حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف شراب ہی نہیں بلکہ نشہ لانیوالی ہر چیز حرام ہے، کھانے کی چیز ہو یا پینے کی چیز۔

ہیروئن، چرس، افیون اور بھنگ کا استعمال

آجکل نشہ لانے والی بہت سی چیزیں رواج میں آگئی ہیں مثلاً ہیروئن، چرس، افیون اور بھنگ وغیرہ، جن کا بطورِ نشہ استعمال حرام ہے، اور ان چیزوں کے استعمال سے جانیں بھی تباہ ہوتی ہیں اور مال بھی برباد ہوتا ہے اور آخرت کی جو سزا ہے وہ مستقل ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اس بُری عادت سے توبہ کرنی چاہئے، مسند احمد میں ایک طویل روایت ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ کوئی گھونٹ شراب کا پئے گا تو میں اسے اسی قدر پیپ پلاؤں گا، اور جو شخص میرے ڈر سے شراب کو چھوڑ دے گا میں اسے ضرور مقدس حوضوں میں سے پلاؤں گا۔[2]

---

[1] (المستدرك للحاكم: ١/ ٧٣) قد احتج مسلم بعبدالرحمٰن بن حجيرة، وعبد الله بن الوليد، وهما شاميان، وقال الذهبي في التلخيص، احتج مسلم بعبدالرحمٰن بن حجيرة و بعبدالله بن الوليد.

[2] مسند أحمد: ٣٦/ ٥٥١ (٢٢٢١٨)

اللہ تعالیٰ سب کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہ نمبر ۲۵

زنا کرنے کا گناہ

زنا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے اور شرعاً ممنوع ہونے کے علاوہ عقل اور طبیعت کے لحاظ سے بھی مذموم ہے، نیز اس میں آخرت کے گناہ اور مفاسد کے علاوہ دنیوی بھی بہت سی خرابیاں پائی جاتی ہیں، اس کے نتائج دنیا کے امن و امان کی بربادی اور نظامِ انسانیت کی تباہی کی شکل میں نکلتے ہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے آپس میں لڑائی اور قتل و غارت گری کی نوبت آتی ہے، اس لئے کہ شریف انسان کیلئے اپنا مال و جائداد قربان کرنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا اپنی عزت پر کسی کی دست درازی برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے، چنانچہ جن کی عزت پر حملہ ہوتا ہے وہ اپنی جان و مال کی پرواہ کئے بغیر زنا کرنے والے کے قتل کے درپے ہوجاتے ہیں اور اس طرح اُدلے بدلے کی آگ نسل در نسل چلتی ہے جس سے خاندان کے خاندان تباہ ہوجاتے ہیں، اور دنیا میں جہاں کہیں بدامنی اور فتنہ و فساد ہوتا ہے اس کا اکثر و بیشتر سبب عورت یا مال ہوتا ہے۔ نیز اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ جس قوم میں زنا عام ہوجائے وہاں کسی کا صحیح نسب محفوظ نہیں رہتا۔ حاصل یہ کہ زنا انسانی معاشرہ کیلئے تباہ کاری کا ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس سے بچنے کا حکم دوسرے گناہوں کے بچنے کے حکم سے زیادہ سخت ہے اور اس کی سزا بھی سخت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زنا کے قریب جانا بھی منع ہے!

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ

"اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو، وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے"۔

زنا کی سزا قرآنِ کریم میں

اسی طرح اس گناہ کی سزا بھی دوسرے گناہوں کی سزا سے شدت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

[1] الإسراء: ۳۲

زنا کرنے والے مرد و عورت کی سزا

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۲ [1]

ترجمہ

"زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ، اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں اُن پر ترس کھانے کا کوئی جذبہ تم پر غالب نہ آجائے، اور یہ بھی چاہئے کہ مؤمنوں کا ایک مجمع اُن کی سزا کو کھلی آنکھوں دیکھے"۔

تشریح

زنا کی سزا چونکہ سخت ہے اور اس کا احتمال ہے کہ سزا جاری کرنے والوں کو ان پر رحم آئے اور وہ سزا چھوڑ دیں یا کم کردیں، اس لئے قرآنِ کریم نے زنا کی سزا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ دین کے اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں مجرموں پر رحم اور ترس کھانا جائز نہیں۔ رحم دلی اور نرمی کا معاملہ کرنا اگرچہ فی نفسہٖ اچھی اور قابلِ تعریف چیز ہے لیکن مجرموں پر رحم کھانے کا نتیجہ ساری مخلوق کے ساتھ بے رحمی ہے، اس لئے مجرموں پر رحم کھانا ممنوع ہے۔ نیز اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ زنا کی سزا جاری کرنے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے۔ یہ حکم بھی خصوصیت کے ساتھ زنا کی سزا کیلئے بیان فرمایا، کیونکہ اسلام میں اگرچہ حدود کو منظرِ عام پر جاری کرنے کا طریقہ رائج ہے تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو، لیکن ایک جماعت کے موجود ہونے کا حکم صرف زنا کی سزا میں بیان فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں فحاشی اور بے حیائی کی روک تھام کیلئے بہت سے احکام اور پابندیاں ہیں، اور پھر جس شخص سے ان احکامات میں کوتاہی ہوجائے تو اس کو تنہائی میں سمجھانے کا حکم ہے، مگر اس کو رُسوا کرنے کی اجازت نہیں، لیکن جو شخص تمام شرعی احتیاطوں کو توڑ کر اس درجہ میں پہنچ گیا کہ اس کا جُرم شرعی شہادت سے ثابت ہوگیا تو اب اس کی پردہ

[1] النور: ۲

پوشی دوسرے لوگوں کی جرأت بڑھانے کا سبب ہوسکتی ہے، اس لئے اب تک شریعت نے پردہ پوشی کا جتنا اہتمام کیا تھا اب اتنا ہی اس کی رسوائی کا اہتمام کیا ہے، اسی لئے زنا کی سزا کو صرف منظرِ عام پر جاری کرنے پر کفایت نہیں فرمائی، بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس میں حاضر اور شریک رہنے کا حکم دیا گیا۔ [1]

متعدد احادیث میں زنا سے بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور اس گناہ پر بہت شدید وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں، ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ لکھی جاتی ہیں۔

زنا کی حرمت و مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

زنا میں دنیا اور آخرت کی تین تین برائیاں

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، إِيَّاكُمْ وَالزِّنَا، فَإِنَّ فِيهِ سِتَّ خِصَالٍ، ثَلَاثٌ فِي الدُّنْيَا، وَثَلَاثٌ فِي الْآخِرَةِ، فَأَمَّا الَّتِي فِي الدُّنْيَا: فَذَهَابُ الْبَهَاءِ، وَدَوَامُ الْفَقْرِ، وَقِصَرُ الْعُمُرِ، وَأَمَّا الَّتِي فِي الْآخِرَةِ: سَخَطُ اللهِ، وَسُوءُ الْحِسَابِ، وَالْخُلُودُ فِي النَّارِ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ : أَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ [المائدة : ٨٠]. [2]

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! زنا سے بچو، کیونکہ اس میں چھ برائیاں ہیں جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا تعلق آخرت سے ہے۔ دنیا کی تین برائیاں یہ ہیں: (۱) زنا کرنے والے کے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ (۲) تنگدستی پیدا ہوتی ہے۔ (۳) عمر گھٹ جاتی ہے۔ اور آخرت کی برائیاں یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (۲) حساب وکتاب بہت برا ہوتا ہے۔ (۳) جہنم میں لمبی مدت رہنے کا سبب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) "کیوں کہ

[1] (تفسير معارف القرآن (٦/ ٦٩٤) بتصرف

[2] (شعب الإيمان:٧/٣٣٣)قال البيهقي: فهذا إسناد ضعيف، مسلمة بن علي الخشني متروك، وأبو عبد الرحمن الكوفي مجهول، والآية في التخليد إنما وردت في الكفار.

(ان کی وجہ سے) اللہ ان سے ناراض ہوگیا ہے، اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے"۔

زنا کے وقت ایمان نکل جاتا ہے

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لاَ يَزْنِي العَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ . قَالَ عِكْرِمَةُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ يُنْزَعُ الإِيمَانُ مِنْهُ؟ قَالَ: هَكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَهَا، فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کوئی زنا کرنے والا زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا، جس وقت کوئی چور چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا، جس وقت شراب پینے والا شراب پیتا ہے وہ مومن نہیں رہتا، اور جس وقت قاتل قتل کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا، حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس سے پوچھا کہ کس طرح سے اس سے ایمان کھینچ لیا جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس طرح، اور اپنی انگلیوں کو انگلیوں کے درمیان ڈال کر پھر ان کو نکالا، (اور یہ بھی فرمایا کہ) اگر توبہ کرلے تو اس طرح اس کی طرف لوٹ آتا ہے اور اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا۔

شرمگاہ کی حفاظت پر جنت کا وعدہ

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ، لَا تَزْنُوا، أَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ.[2]

---

[1] صحيح البخاري: ٨/١٦٤

[2] أخرجه الحاكم في المستدرك (٤/ ٣٩٨) وصحّحه على شرط مسلم، وسكت عنه الذهبي في التلخيص. وعزاه الهيثمي في مجمع الزوائد (٤/ ٤٦٤) إلى البزار والطبراني في "الكبير والأوسط" وقال: ورجاله رجال الصحيح.

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے نوجوانانِ قریش! زنا مت کرو۔ یاد رکھو! جو شخص اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے گا اس کیلئے جنت ہے۔

زنا کرنیوالوں کے چہرے

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الزُّنَاةَ يأْتُونَ تَشْتَعِلُ وُجُوهُهُم نَارًا. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والوں کے چہرے آگ کے شعلوں میں بھرے ہوئے ہوں گے۔

زنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سبب ہے

حدیث

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنهما، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: مَا ظَهْرَ فِي قَوْمٍ الزِّنَى وَالرِّبَا إِلَّا أَحَلُّوا بِأَنْفُسِهِمْ عِقَابَ اللهِ جَلَّ وَعَلَا. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں زنا اور سود پھیل گیا، انہوں نے یقیناً اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اُوپر اُتار لیا۔

---

❶ (مجمع الزوائد: ٦/ ٣٨٨) قال الهيثمي: رواه الطبراني من طريق محمد بن عبد الله بن بسر عن أبيه، ولم أعرفه وبقية رجاله ثقات.

❷ (صحيح ابن حبان: ١٠/ ٢٥٨) وأخرجه أبو يعلى في "مسنده" ٨/٣٩٦ وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٤/ ٢١٣): رواه أبو يعلى، وإسناده جيد.

زنا کی کثرت قیامت کی نشانی

حدیث

عَنْ قَتَادَةَ، أَخْبَرَنَا أَنَسٌ رضي الله عنه، قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لاَ يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي، سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ وَإِمَّا قَالَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، أَنْ يُرْفَعَ العِلْمُ، وَيَظْهَرَ الجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً القَيِّمُ الوَاحِدُ. ❶

ترجمہ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو تم سے میرے بعد کوئی شخص بیان نہیں کرے گا، میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ آپ فرما رہے تھے قیامت قائم نہ ہوگی، یا فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور شراب پی جائے گی، اور زنا کی کثرت ہوگی، مرد کم ہوجائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوجائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں پر ایک مرد نگران ہوگا۔

زنا کرنے والوں پر لعنت

حدیث

عَنْ عَبد اللهِ بْنِ بُرَيدة، عَن أَبيهِ رضي الله عنه: إِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ، وَالأَرَضِينَ السَّبْعَ، وَالْجِبَالَ، لَيَلْعَنَّ الشَّيْخَ الزَّانِيَ، وَإن فُرُوجَ الزُّنَاةِ لَتُؤْذِي أَهْلَ النَّارِ بِنَتَنِ رِيحِهَا. ورفعه في رواية أخرى.❷

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے (موقوفاً اور دوسری روایت میں مرفوعاً)

---

❶ صحيح البخاري: ٨/ ١٦٤

❷ (مسند البزار: ١٠/ ٣١٠) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٦/ ٣٨٩ في إسناده صالح بن حيان وهو ضعيف.

نقل فرماتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں، اور بدکاری کرنے والوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی بدبو، اہلِ جہنم کو بھی اذیت میں مبتلا کردے گی۔

حدیث

حرامی اولاد کا عام ہونا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا باعث ہے

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: لاَ تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَفْشُ فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا، فَإِذَا فَشَا فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا، فَيُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعِقَابٍ. [1]

ترجمہ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میری اُمت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب اس میں حرام اولاد (یعنی زنا) عام نہ ہوجائے، جب اس میں زنا کی اولاد عام ہوجائے تو پھر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو گھیر لے۔

شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے بستر پر بیٹھنا

حدیث

عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَعَدَ عَلَى فِرَاشِ مُغِيبَةٍ قَيَّضَ اللهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُعْبَانًا. [2]

ترجمہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسی عورت کے بستر پر بیٹھا جس کا شوہر موجود نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر ایک اژدھا مسلط فرمادے گا۔

---

[1] (مسند أحمد: ۲۱۲/۴٤ ٤٤) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٦/ ۳۹۲: الحديث صحيح أو حسن.

[2] (مسند أحمد: ۲٤۹/۳۷) قال الهيثمي في مجمع الزوائد ٦/ ۳۹٤ فيه ابن لهيعة، وحديثه حسن وفيه ضعف.

تشریح

چونکہ زنا عموماً شوہر والی عورت سے اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ شوہر موجود نہ ہو، اس لئے مذکورہ بالا حدیث میں یہ فرمایا کہ جس کا شوہر موجود نہ ہو۔ ورنہ اگر کسی کا شوہر موجود ہو لیکن دیوث ہو اور اس کی طرف سے زنا کاری کی اجازت ہو تو زنا تب بھی حرام ہے۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ زنا کے نتائج وثمرات نہایت سنگین، اور خطرناک ہیں اور یہ گناہ بہت سی قباحتوں پر مشتمل ہے، زنا انسان کو جہنم میں پہنچانے اور شدید عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب ہے، اس سے فقروفاقہ اور تنگدستی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو اس سے بچنا لازم ہے۔

بدنگاہی کا گناہ

زنا کے اسباب ومقدمات

یہاں ایک بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ عام طور پر زنا کا گناہ سرزد ہونے سے پہلے اس کے مقدمہ کے طور پر چند اور گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اگر اُن گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی جائے تو بات آگے نہیں بڑھتی، اور انسان زنا کے گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جاتا ہے، لیکن اگر اُن گناہوں کی طرف توجہ نہ کی جائے اور ہلکا سمجھ کر انہیں کیا جائے تو پھر وہ زنا کیلئے پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں اور وہی ابتدائی مراحل آہستہ آہستہ انسان کو زنا کے گناہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

ان میں سب سے پہلے بدنظری ہے، یہ بُرائی کی پہلی سیڑھی ہے، بدنظری کے بعد پھر دل میں بات کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، اور آجکل موبائل اور انٹرنیٹ کی سہولت نے اس داعیہ کو پورا کرنا بہت آسان بنا دیا ہے، پھر جب باتوں کا سلسلہ طویل ہوتا ہے تو ملاقات تک نوبت پہنچتی ہے، اور جب دو مرد وعورت تنہائی میں ملاقات کرتے ہیں تو حدیث شریف کی رُو سے ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ انسان بدکاری کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر زنا سے بچنا ہے تو اس کے ابتدائی گناہوں سے بھی بچنا ضروری ہے، مثلاً غیر محرم کی طرف قصداً دیکھنے اور بے پردہ اختلاط سے اور بلا ضرورت گفتگو کرنے سے اور غیر

محرم کے ساتھ خلوت یعنی تنہائی میں بیٹھنے سے بچنا ضروری ہے۔ ذیل میں نظروں کی حفاظت اور بدنظری کے گناہ کے متعلق چند آیات اور احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ ❶

ترجمہ

"مؤمن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی اُن کیلئے پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔ وہ جو کارروائیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب سے پوری طرح باخبر ہے"۔

تشریح

یعنی نامحرم مرد نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں، اسی طرح بے ریش لڑکوں کو نہ دیکھیں، غرض جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو جنسی مزہ آتا ہے اُن شکلوں کی طرف دیکھنے کی ممانعت ہے، اور نظروں کی حفاظت اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو اگلی آیتِ کریمہ میں اس کا الگ حکم دیا ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ❷

ترجمہ

"مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔

جبکہ عام طور پر نماز اور روزے وغیرہ کے جو احکام بیان ہوئے ہیں ان میں صرف مردوں کو خطاب ہے، اور مردوں کے تابع ہوکر عورتوں کو بھی حکم ہے، لیکن نظر وغیرہ کی حفاظت کے حکم میں عورتوں کو الگ حکم دیا اور مردوں کو الگ حکم دیا، تاکہ دونوں اپنی اپنی نظر اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اس گناہ سے پوری طرح حفاظت ہو۔

---

❶ النور: ۳۰ ❷ النور: ۳۱

بدنظری کی مذمت کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعَيْنُ تَزْنِي، وَالْقَلْبُ يَزْنِي، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا الْقَلْبِ التَّمَنِّي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ مَا هُنَالِكَ، أَوْ يُكَذِّبُهُ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھ زنا کرتی ہے، اور دل بھی زنا کرتا ہے، پس آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، اور دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کردیتی ہے (اگر واقعی وہ زنا میں مبتلا ہوگیا) یا جھٹلا دیتی ہے (اگر وہ زنا سے بچا رہا)۔

حدیث

وَقَالَ ابْن مَسْعُود رضي الله عنه: الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ بِالنَّظَرِ، وَالشَّفَتَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا التَّقْبِيلُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا اللَّمْسُ، وَالرِّجْلاَنِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ، وَقِيلَ: إِنَّمَا سُمِّيَتْ هَذِه الْأَشْيَاء زِنًا لِأَنَّهَا دَوَاعِي إِلَيْهِ.[2]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: آنکھیں (غیر محرم کو) دیکھ کر زنا کرتی ہیں، اور ہونٹ بھی زنا کرتے ہیں، اور ان کا زنا بوسہ لینا ہے، اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چھونا ہے، اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (غلط جگہ) چلنا ہے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ان کاموں کو زنا اس لئے کہا گیا ہے کہ عام طور پر یہ کام زنا کا سبب بنتے ہیں، اس لئے ان گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

---

[1] (مسند أحمد: ٩٦/ ١٤) رواه البخاري في "صحيحه" ٨/ ٥٤ (٦٢٤٣).

[2] عمدة القاري: ٢٤/ ٢٣

حدیث

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ.❶

ترجمہ

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے (حضرات صحابۂ کرامؓ سے) یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (بلا عذر و بغیر اضطرار) دیکھا اور وہ جس کو دیکھا گیا دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو دیکھنا جائز نہیں ہے (خواہ اجنبی عورت ہو یا کسی کا ستر ہو یا کوئی اور ممنوع چیز ہو) ان چیزوں کی طرف بلا عذر قصد و ارادہ سے دیکھنے والا اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے۔ اسی طرح جو اپنے آپ کو بد نظری کیلئے پیش کرے مثلاً کوئی عورت بے پردہ نامحرم مردوں کے سامنے آئے تو وہ بھی اس لعنت میں داخل ہے۔

حدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: النَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومَةٌ، فَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ خَوْفِ اللهِ أَثَابَهُ جَلَّ وَعَزَّ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ.❷

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، جس نے اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے چھوڑا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائیں گے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔

---

❶ (السنن الکبری للبیهقي :۱۵۹/ ۷) قال البیهقي : هذا مرسل. والله سبحانه أعلم .

❷ أخرجه الحاکم فی المستدرك (۳٤۹/ ٤) وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، وقال في "التلخيص": إسحاق بن عبدالواحد القرشي واهٍ، وعبدالرحمٰن هو الواسطي ضعفوهُ.

تشریح

یعنی نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے اگرچہ دنیا کی ظاہری مٹھاس لے لی، لیکن اس کے بدلے دل میں ایمان کی مٹھاس عطا فرمادی جو نہ ختم ہونے والی ہے، کیونکہ ایمان کی مٹھاس جس دل میں داخل ہوتی ہے پھر نہیں نکلتی، اور اس میں گویا ایک طرح سے حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے، کیونکہ جب ایمان دل سے نہیں نکلے گا تو خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

حدیث

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ.[1]

ترجمہ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! نظر پڑنے کے بعد پھر نظر نہ ڈالو، (یعنی اگر کسی عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو پھر اس کے بعد دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھو) کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر تو جائز ہے (جبکہ اس میں قصد و ارادہ کو قطعاً دخل نہ ہو)، مگر دوسری نظر جائز نہیں۔

حدیث

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي.[2]

ترجمہ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں اپنی نظر (فوراً) پھیرلوں۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھے، کیونکہ پہلی نظر جو بلا قصد و ارادہ پڑی

---

[1] (سنن أبي داؤد: ٦٢/٣) وأخرجه الترمذي في "سننه" ٤٨١/٤ وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث شريك.

[2] صحيح مسلم ٣/١٦٩٩

وہ معاف ہے، لیکن فوراً نظر پھیر لینا واجب ہے، اور پہلی نظر کے بعد عورت کی طرف دیکھتے رہنا گناہ کی بات ہے۔

ہمارے معاشرے میں بدنگاہی کی چند معروف صورتیں

ہمارے معاشرے میں یہ گناہ بہت عام ہوگیا ہے، اور عموماً اس کے گناہ ہونے کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی، کیونکہ ایسے متعدد ذرائع وجود میں آچکے ہیں جن کی وجہ سے اس گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر چند معروف صورتیں یہ ہیں:

(۱)... ٹی وی دیکھنا، جس میں موسیقی کے علاوہ نامحرم مردوں اور عورتوں کی تصاویر بھی ہوتی ہیں، بلکہ بعض اوقات نیم عریاں اور فحش تصاویر بھی نظر آجاتی ہیں۔

(۲)... انٹرنیٹ اور موبائل پر فلمیں، ناجائز پروگرام اور نامحرم کی تصاویر دیکھنا۔

(۳)... سڑکوں پر نامحرم عورتوں کے لگے ہوئے پوسٹر دیکھنا۔

(۴)... اخبارات ورسائل کی تصاویر دیکھنا، اکثر مصنوعات پر تصاویر ہوتی ہیں انہیں دیکھنا۔

(۵)... بے پردہ خواتین کو دیکھنا۔

(۶)... کاروبار/ ملازمت میں غیر محرم خواتین کے ساتھ بے پردہ اختلاط اور میل جول اور ان کے ساتھ بے تکلفی رکھنا اور ہنسی مذاق کرنا۔

(۷)... گھروں میں عام طور پر بے پردگی ہوتی ہے چنانچہ خاندان کی نامحرم عورتیں مثلاً چچی، ممانی، چچازاد بہن، ماموں زاد بہن، خالہ زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، وغیرہ گھر کے نامحرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ اسی طرح سالی کا بہنوئی سے پردہ نہ کرنا، اسی طرح جیٹھ/ دیور سے بھابھی کا پردہ نہ کرنا۔

یہ سب وہ صورتیں ہیں جن سے بدنظری کا گناہ ہوتا ہے اس لئے ہوشیار اور محتاط رہنا چاہئے۔

بدنظری سے بچنے کی تدابیر

بدنظری سے بچنے کیلئے درجِ ذیل تدبیریں اختیار کی جاسکتی ہیں:

(۱)... نگاہ نیچی کر کے چلیں۔ نیچے دیکھ کر چلنے والا شخص شیطان کے حملے سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲)... جب کسی ناجائز چیز پر نظر پڑے اور وہ اچھی معلوم ہو تو فوراً ذہن میں اس کی بُری شکل کا تصور کرلیں۔

(۳)... بدنظری کے متعلق جو وعیدیں بیان ہوئی ہیں اُنہیں ذہن میں مستحضر رکھیں۔

(۴)... آپ اپنے طور پر یہ طے کرلیں کہ اگر قصداً یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا تو اتنی رکعت نفل پڑھوں گا یا اتنی رقم صدقہ کروں گا۔ اور رکعات کی تعداد اور رقم کی مقدار اتنی ہونی چاہئے جو نفس پر شاق اور بھاری ہوتا کہ گناہ سے بچنے میں مددگار ہو، بہت معمولی نہ ہو۔

(۵)... بدنگاہی کے نقصانات سوچیں کہ اس میں مبتلا شخص کی زندگی ہر وقت بے چین رہتی ہے، راتوں کو نیند نہیں آتی، اور طرح طرح کے گناہ کے کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے، مال کا اسراف اور وقت کے ضیاع جیسے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، وغیرہ۔

(۶)... اللہ تعالیٰ سے صدق و اخلاص کے ساتھ رو رو کر دعائیں مانگیں کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ سے نجات عطاء فرمائیں اور اس گناہ سے بچنا آسان فرمائیں۔

اللہ پاک تمام مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہ نمبر ۲۶ ڈاڑھی مونڈنے کا گناہ

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسلمانوں کے عقیدے اور عبادات کے طریقے دوسرے تمام اہلِ مذاہب سے جُدا اور مختلف مقرر فرمائے ہیں، اسی طرح مسلمان مرد و عورت کو مخصوص شکل و صورت اور ممتاز وضع وقطع بنانے کا بھی حکم دیا ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایسا حلیہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان دیکھنے سے ہی امتیاز ہو، یہی وجہ ہے کہ وضع وقطع اور شکل وصورت بنانے میں غیر قوموں کی مشابہت اختیار کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما -مرفوعا- إِنَّهُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا. [1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو ہمارے طریقہ کو چھوڑ کر غیروں کا طریقہ اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. [2]

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے وضع قطع اور حلیہ کے بارے میں اپنے قول اور عمل سے جن اُمور کی تعلیم دی ہے ان میں ڈاڑھی بڑھانا بھی ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے خود بھی ڈاڑھی رکھی ہے اور متعدد احادیث میں مسلمانوں کو بھی مونچھیں کاٹنے اور ڈاڑھی بڑھانے اور یہود اور مجوسیوں کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ایک مسلمان کیلئے یہ کافی ہے کہ جب اُسے اپنے پیارے رسول ﷺ کا حکم مل جائے تو وہ فوراً اس حکم پر عمل کرے۔ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں نبیِ کریم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور حضور ﷺ کی اتباع اور پیروی کرنے کو اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت بتلایا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ [3]

---

[1] (المعجم الكبير: ١٥٢/ ١١) ورد هذا الحديث عند الطبراني ضمن حديث طويل، وقال الهيثمي في "المجمع" ١٦٢/ ٤ وفيه يوسف بن ميمون، وثقه ابن حبان، وضعفه الأئمة: أحمد وغيره.

[2] (سنن أبي داؤد: ٥١٥/ ٤) وذكره الحافظ ابن حجرؒ في "فتح الباري" (٢٧١/ ١٠) وقال: أخرجه أبو داؤد بسند حسن.

[3] آل عمران: ٣١

ترجمہ

"اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے بڑا مہربان ہیں"۔

ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنت ہے

اس کے علاوہ ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت اور سلفِ صالحین کا طریقہ ہے، لہٰذا ہر مسلمان مرد پر واجب ہے کہ وہ ڈاڑھی رکھے، اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اُسے ہرگز نہ کاٹے، کیونکہ ڈاڑھی رکھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت اور تابعداری ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مظاہرہ بھی۔ نیز ڈاڑھی مسلمان کی شان ہے اور مرد کی زینت ہے، ڈاڑھی سے چہرہ خوبصورت اور انسان بارُعب معلوم ہوتا ہے، اور ڈاڑھی انسان کو کئی گناہوں سے بچاتی ہے، چہرہ پر ڈاڑھی ہو تو گناہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے جس کی وجہ سے انسان گناہ سے رُک جاتا ہے۔

ڈاڑھی منڈانا شیطانی عمل ہے

اس کے برخلاف ڈاڑھی مونڈنا شیطان کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنا ہے جو سراسر ناجائز ہے۔ قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ شیطان مردود کو جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نکالا گیا تو اس نے کہا تھا کہ:

وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ ❶

ترجمہ

"اور میں انہیں راہِ راست سے بھٹکا کر رہوں گا، اور انہیں خوب آرزوئیں دلاؤں گا، اور انہیں حکم دوں گا تو وہ چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے، اور انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کریں گے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اور جو شخص اللہ

❶ النساء: ۱۱۹

تعالیٰ کے بجائے شیطان کو دوست بنائے اس نے کھلے کھلے خسارے کا سودا کیا"۔

فائدہ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اس آیت کے فوائد میں تحریر فرمایا ہے کہ ﴿فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ﴾ میں ڈاڑھی منڈانا بھی شامل ہے۔ [1]

اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی خلاصہ تفسیر میں ڈاڑھی منڈانے کو صورت بگاڑنے اور ناجائز اعمال میں شمار فرمایا ہے۔ [2]

اس لئے ہر مسلمان کو ڈاڑھی منڈانے اور کاٹنے کے گناہ سے خاص طور پر بچنے کی فکر کرنی چاہئے۔

ڈاڑھی کی اہمیت سے متعلق چند احادیثِ طیبہ

ڈاڑھی رکھنا فطرت ہے

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ. قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَيْبَةُ، قَالَ وَكِيعٌ: انْتِقَاصُ الْمَاءِ: يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ. [3]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا کاٹنا۔ (۲) ڈاڑھی کا بڑھانا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) پانی سے ناک صاف کرنا۔ (۵) ناخن تراشنا۔ (۶) انگلیوں کے پوروں (اور جوڑوں) کو دھونا تاکہ انگلیوں میں میل جمع نہ ہوسکے۔ (۷) بغل کے بال اُکھاڑنا۔ (۸) ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا۔ (۹) پیشاب کے بعد پانی سے استنجاء کرنا۔ اس حدیث کے راوی مصعب کہتے ہیں کہ مجھے دسویں چیز یاد نہیں رہی، لیکن

[1] بیان القرآن: ۱/ ۴۱۰ [2] تفسیر معارف القرآن [3] صحیح مسلم: ۱/ ۲۲۳

غالب گمان یہ ہے کہ (۱۰) دسویں چیز کلی کرنا ہوگا۔

تشریح

''فطرۃ'' کے ایک معنیٰ سننِ انبیاءؑ کے ہیں، یعنی یہ دس چیزیں جن میں ڈاڑھی بڑھانا بھی ہے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے اور قرآنِ کریم میں انبیاءِ کرام کی اقتداء اور پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض علماءِ کرام نے فطرۃ کے معنیٰ طبیعتِ سلیمہ کے بیان کئے ہیں جو ان باتوں کو قبول کرتی ہے، یعنی جو طبیعتیں ٹیڑھی نہ ہوں ان کو یہ سب چیزیں پسند ہیں۔ (بذل المجہود)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹانا اور ڈاڑھی بڑھانا انبیاءِ کرام علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت ہے، نیز انسان کی فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے، اور جو لوگ ڈاڑھی کٹواتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی فطرت کو بگاڑتے ہیں اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ فِطْرَةَ الْإِسْلَامِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالِاسْتِنَانُ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحَى، فَإِنَّ الْمَجُوسَ تُعْفِي شَوَارِبَهَا، وَتُحْفِي لِحَاهَا، فَخَالِفُوهُمْ، خُذُوا شَوَارِبَكُمْ، وَاعْفُوا لِحَاكُمْ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی فطرت میں سے جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا اور ڈاڑھی کا بڑھانا ہے۔ اس لئے کہ مجوسی لوگ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے اور ڈاڑھی کو کٹواتے ہیں، لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو، مونچھوں کو کٹوایا کرو اور ڈاڑھی کو بڑھایا کرو۔

ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا

[1] صحیح ابن حبان: ٤/ ٢٣

اللِّحَى....عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مونچھوں کو کٹواؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کٹوانے اور ڈاڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ.[2]

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

تشریح

اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون کثرت سے آیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو، اس طرح کہ ڈاڑھی کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کو خوب کتروایا کرو، اس کے علاوہ جتنی احادیثِ مبارکہ ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق آئی ہیں، ان میں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جیسے وفّروا اللحی، أوفروا اللحی، أعفوا اللحی، جزّوا الشوارب اور أرخوا اللحی وغیرہ۔ اور جمہور علماءِ کرام ؒ کے نزدیک اس سے واجب ہونے کا حکم ثابت ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اور عمل کرنے کے لحاظ سے واجب کا درجہ فرض کے برابر ہوتا ہے۔

اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب راوی اس طرح روایت کرے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا یا جب صحابی یوں کہے کہ ہمیں حکم دیا گیا یا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ کام واجب اور ضروری ہوتا ہے اور اس حکم کو قبول کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس لئے جن روایات میں ڈاڑھی بڑھانے کا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے، ان

[1] صحيح مسلم: ١/ ٢٢٢ [2] صحيح البخاري: ٧/١٦٠

سے واجب ہونا مراد ہے، لہٰذا اس کی خلاف ورزی کرنا اور ڈاڑھی منڈانا جائز نہیں۔

ڈاڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے

نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں کاٹنا اور ڈاڑھی رکھنا فطرتِ انسانی ہے، اور مسلمانوں کا شعار اور ان کی علامت ہے، اور ایک شرعی حکم ہے، اور اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تابعداری بھی ہے، اِسکے برعکس مونچھیں بڑھانا اور ڈاڑھی منڈانا مشرکین اور مجوس کا طریقہ ہے، اور آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے طریقہ کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس لئے تمام مسلمان مردوں پر واجب ہے کہ وہ کم از کم ایک مٹھی ڈاڑھی رکھیں، کتروا کر اس سے کم نہ کریں، کیونکہ ڈاڑھی منڈانا بالکل جائز نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی تابعداری کرتے ہوئے بعض مسلمان مرد ڈاڑھی منڈاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سخت گناہگار ہو رہے ہیں۔

ڈاڑھی منڈانے والے سے حضور ﷺ کی نفرت

حدیث

وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ... قال: وَبَعَثَ عَبْدَ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ سعيد بْنِ سَهْمٍ إِلَى كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ مَلِكِ فَارِسَ وَكَتَبَ مَعَهُ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ الله إِلَى كِسْرَى عَظِيمِ فَارِسَ ... فَلَمَّا قَرَأَهُ شَقَّهُ وَقَالَ: يَكْتُبُ إِلَيَّ بِهَذَا وَهُوَ عَبْدِي؟ ! قَالَ: ثُمَّ كَتَبَ كِسْرَى إِلَى بَاذَامَ، وَهُوَ نَائِبُهُ عَلَى الْيَمَنِ: أَنِ ابْعَثْ إِلَيَّ هَذَا الرَّجُلِ بِالْحِجَازِ رَجُلَيْنِ مِنْ عِنْدِكَ جَلْدَيْنِ فَلْيَأْتِيَانِي بِهِ، فَبَعَثَ بَاذَامُ قَهْرَمَانَهُ -وَكَانَ كَاتِبًا حَاسِبًا- بِكِتَابِ فَارِسَ وَبَعَثَ مَعَهُ رَجُلًا مِنَ الْفُرْسِ يُقَالُ لَهُ خُرْخَرَةُ، وَكَتَبَ مَعَهُمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْمُرُهُ أَنْ يَنْصَرِفَ معهما إلى كسرى... فَخَرَجَا حَتَّى قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.... وَدَخَلَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ حَلَقَا لِحَاهُمَا وَأَعْفَيَا شَوَارِبَهُمَا فَكَرِهَ النَّظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ وَيْلَكُمَا مَنْ أَمَرَكُمَا بِهَذَا؟ قَالَا أَمَرَنَا رَبُّنَا -يَعْنِيَانِ كِسْرَى- فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَكِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي

بِإِعْفَاءِ لِحْيَتِي وَقَصِّ شَارِبِي ...إلخ ❶

روایت میں بیان کردہ واقعہ کا خلاصہ

رسول اللہ ﷺ نے جب مختلف ممالک کے بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے بارے میں خطوط لکھے تو ان میں ایک خط کسریٰ شاہِ فارس کے نام بھی تھا، اس کے پاس جب نامہ مبارک پہنچا تو اس نے اسے پھاڑ دیا اور اپنے گورنر کو جو یمن کا حاکم تھا لکھا کہ دو مضبوط آدمیوں کو حجاز بھیجو، جو اس شخص کو لے کر آئیں جس نے مجھے یہ خط لکھا ہے۔ اس نے دو آدمی بھیجے جو مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ آنے والے قاصدوں کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں، آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں فرمایا، اور فرمایا کہ تمہارے لئے ہلاکت ہو، تمہیں کس نے اس بات کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارے رب نے یہ حکم دیا ہے (رب سے ان کی مراد ان کا بادشاہ یعنی کسریٰ تھا)، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیکن میرے رب نے مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

تشریح

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ڈاڑھی منڈی ہوئی دیکھ کر ان پر نظر ڈالنا بھی گوارا نہ فرمایا، اس لئے ہمارے وہ مسلمان بھائی جو ڈاڑھی مونڈ کر اپنی اسلامی صورت بگاڑ کر مشرکوں اور مجوسیوں کی طرح صورت بناتے ہیں، اُنہیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ کتنی سخت وعید ہے! مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سید الکونین ﷺ کی زیارت ہوگی، اگر خدانخواستہ آپ نے ایسے خلافِ سنت چہرے اور صورت کو دیکھ کر منہ پھیر لیا تو کیا انجام ہوگا؟ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ نے ڈاڑھی مونڈنے والوں سے اگر چہرہ پھیر کر یہ کہہ دیا کہ تمہارے لئے ہلاکت ہو، تمہیں کس نے اس طرح شکل بنانے کا حکم دیا تھا؟ تم نے میرے دشمنوں کی شکل وصورت بنائی ہوئی ہے، جاؤ میں تمہاری شفاعت نہیں کرتا، سوچیں کہ اس وقت کیا حالت ہوگی اور کیا ٹھکانہ رہ جائے گا؟

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاڑھی مونڈنا ایسا گناہ ہے جس سے رسول اللہ ﷺ

❶ البداية والنهاية: ٦/٤٨٥

کو تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا جو لوگ ڈاڑھی مونڈتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء و تکلیف پہنچاتے ہیں۔

مرزا قتیل کا واقعہ

بزرگوں سے یہ واقعہ منقول ہے جو لائق عبرت ہے، وہ یہ کہ مرزا قتیل ایک ہندوستانی شاعر تھے، انہوں نے ایک عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران تک پہنچ گئی، وہاں ایک صاحب بہت متاثر ہوئے اور باقاعدہ مرزا قتیل کی زیارت کرنے کیلئے ہندوستان آئے، جب مرزا قتیل کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ ڈاڑھی منڈا رہے ہیں، حیرت میں رہ گئے اور مرزا قتیل سے کہا کہ آغا ریش می تراشی؟ (کیا آپ ڈاڑھی تراش رہے ہیں؟) مرزا قتیل نے جواب دیا کہ بلے ریش می تراشم، دلِ کسے رانمی تراشم (ہاں میں ڈاڑھی تراشتا ہوں، لیکن کسی کا دل نہیں چھیلتا)۔ ایران سے آنے والے نے کہا: بلے دلِ رسول اللہ مے تراشی (لیکن ہاں تم رسول اللہ ﷺ کے دل کو چھیلتے ہو)۔ یہ سن کر مرزا قتیل کو ہوش آیا اور فوراً اقرار کرتے ہوئے بزبانِ حال کہنے لگا:

جزاک اللہ چشم باز کردی
مرا باجانِ جاں ہمراز کردی

ترجمہ

اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے، تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے محبوب سے باخبر کردیا۔

ڈاڑھی منڈانے والے اپنی اس حرکت کو معمولی چیز سمجھتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ کس کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں؟ اور کس کی شکل وصورت سے اپنی بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں؟

ڈاڑھی منڈانا باعثِ لعنت کام ہے

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ [1] و في رواية: لَعَنَ

[1] وبهذا اللفظ ورد عند البخاري: ۷/ ۱۵۹ (۵۸۸۵)

اللہُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. ❶

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے) اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔

تشریح

اس حدیث میں جملہ ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو'' بطورِ بد دعا کے بھی ہوسکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اور یہ جملہ خبریہ بھی ہوسکتا ہے یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانے میں دیگر بُرائیوں کے علاوہ ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، کیونکہ عورتوں اور مردوں کے چہرے کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی کا امتیاز رکھا ہے، لہٰذا جو شخص ڈاڑھی منڈا کر اس امتیاز کو ختم کرتا ہے وہ عورتوں سے مشابہت اختیار کرتا ہے، اور کسی مرد کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت کا سبب ہے۔

فقہ کے چاروں اماموں کے نزدیک ڈاڑھی منڈانا حرام ہے

مذکورہ بالا تمام احادیث سے ڈاڑھی کی اہمیت اور کاٹنے کی سخت مذمت معلوم ہوئی، انہی احادیث وآثار کے پیشِ نظر ائمہ اربعہ یعنی حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا ناجائز ہے، اور امت کے کسی مجتہد یا فقیہ نے ڈاڑھی منڈوانے کو جائز نہیں قرار دیا، ذیل میں حضراتِ فقہاءِ کرامؒ کی عبارات ملاحظہ ہوں:

فقہِ حنفی

فقہِ حنفی کی معروف اور مستند کتاب درِمختار میں ہے (اور یہی مضمون فتح القدیر، البحر الرائق اور دیگر کتابوں میں بھی ہے)

❶ مسند أحمد: ٥/ ٢٤٣

يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهِ. ❶

ترجمہ

یعنی آدمی کیلئے ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ، وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ يَهُودِ الْهِنْدِ وَمَجُوسِ الْأَعَاجِمِ فَتْحٌ. ❷

ترجمہ

اور ڈاڑھی کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں، اس کو کسی نے جائز نہیں کہا، اور پوری ڈاڑھی صاف کر دینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا فعل تھا (جو ناجائز ہے)۔

فقہِ مالکی

فقہاءِ مالکیہؒ کے نزدیک بھی ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، چنانچہ الشیخ علی محفوظؒ نے "الابداع فی مضار الابتداع" میں حضراتِ مالکیہ کا یہ مذہب نقل کیا ہے۔

مَذْهَبُ السَّادَةِ الْمَالِكِيَّةِ حُرْمَةُ حَلْقِ اللِّحْيَةِ وَكَذَا قَصُّهَا إِذَا كَانَ يُحْصَلُ بِهِ مُثْلَةٌ. ❸

ترجمہ

یعنی فقہاءِ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور اسی طرح اس کا کاٹنا بھی، جب کاٹنے سے مثلہ ہو جائے۔

فقہِ شافعی

علامہ ابنِ حجر الہیثمیؒ نے "تحفة المحتاج فی شرح المنهاج" میں حضرت امام شافعیؒ کا قول بھی "کتاب الام" کے حوالے سے ڈاڑھی مونڈنے کے حرام ہونے کا نقل کیا ہے:

---

❶ الدر المختار: ٦/ ٤٠٧ ❷ الدر المختار: ٢/ ٤١٨ ❸ كذا في مجموع فتاوى ابن باز: ٢٥/ ٣٥٢

قَالَ الشَّيْخَانِ: يُكْرَهُ حَلْقُ اللِّحْيَةِ وَاعْتَرَضَهُ ابْنُ الرِّفْعَةِ فِي حَاشِيَةِ الْكَافِيَةِ بِأَنَّ الشَّافِعِيَّ رحمه الله نَصَّ فِي الْأُمِّ عَلَى التَّحْرِيمِ، قَالَ الزَّرْكَشِيُّ: وَكَذَا الْحَلِيمِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ، وَأُسْتَاذُهُ الْقَفَّالُ الشَّاشِيُّ فِي مَحَاسِنِ الشَّرِيعَةِ، وَقَالَ الْأَذْرَعِيُّ:الصَّوَابُ تَحْرِيمُ حَلْقِهَا جُمْلَةً لِغَيْرِ عِلَّةٍ بِهَا كَمَا يَفْعَلُهُ الْقَلَنْدَرِيَّةُ. [1]

ترجمہ

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں ڈاڑھی مونڈنے کے حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے، نیز علامہ زرکشی، علامہ حلیمی، علامہ قفال الشاشی اور امام اذرعیؒ کے نزدیک بھی بغیر کسی عذر کے ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے۔

فقہِ حنبلی

محمد بن مفلح صالحی حنبلی رحمہ اللہ "الفروع وتصحیح الفروع" میں فرماتے ہیں:

وَيَحْرُمُ حَلْقُهَا ذَكَرَهُ شَيْخُنَا. وَلَا يُكْرَهُ أَخْذُ مَا زَادَ عَلَى الْقَبْضَةِ، [2]

ترجمہ

ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور قبضہ (مٹھی) کی مقدار سے زائد بالوں کا لینا مکروہ نہیں۔

شیخ محمد بن أحمد بن سالم السفارینی الحنبلیؒ "غذاء الألباب فی شرح منظومة الآداب" میں ڈاڑھی کے حکم کے متعلق حنبلی مذہب بیان فرماتے ہیں:

وَالْمُعْتَمَدُ فِي الْمَذْهَبِ حُرْمَةُ حَلْقِ اللِّحْيَةِ. قَالَ فِي الْإِقْنَاعِ: وَيَحْرُمُ حَلْقُهَا. وَكَذَا فِي شَرْحِ الْمُنْتَهَى وَغَيْرِهِمَا. قَالَ فِي الْفُرُوعِ: وَيَحْرُمُ حَلْقُهَا ذَكَرَهُ شَيْخُنَا. انْتَهَى. وَذَكَرَهُ فِي الْإِنْصَافِ وَلَمْ يَحْكِ فِيهِ خِلَافًا. [3]

ترجمہ

راجح یہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور فقہِ حنبلی کی کتاب انصاف میں بھی حرمت کی تصریح کی گئی ہے، اور کسی کا اختلاف نقل نہیں کیا۔

---

[1] تحفة المحتاج فی شرح المنهاج: ٢٠١/ ٤١ [2] الفروع و تصحیح الفروع: (١٥١/ ١)

[3] غذاء الألباب شرح منظومة الآداب: (١/ ٣٣٤)

خلاصہ

حضراتِ فقہاءِ کرامؒ کی ان تصریحات سے ڈاڑھی کے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے، کیونکہ اس مسئلہ پر مذاہبِ اربعہ کے اتفاق ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت اس پر متفق ہے کہ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اور کم از کم ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا ہر مسلمان مرد پر واجب ہے، اور اگر کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو اس کا اختلاف نا قابلِ اعتبار اور نا قابلِ توجہ ہے۔ ❶

ڈاڑھی مونڈنے میں گناہ

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی مونڈنے میں درجِ ذیل بڑے بڑے گناہ ہیں:

(۱) ... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنا۔

(۲) ... کافروں، مشرکوں اور مجوسیوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا۔

(۳) ... اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنا۔

(۴) ... عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا۔

اور یہ باتیں گناہ ہیں، اس لئے ہر مسلمان مرد پر لازم ہے کہ وہ ایک مشت ڈاڑھی رکھے اس سے کم ڈاڑھی مونڈنے اور کاٹنے سے مکمل اجتناب کرے۔ اور اس گناہ سے بطورِ خاص اس لئے بھی بچنے کی ضرورت ہے کہ گناہ تو اور بھی بہت ہیں، لیکن یہ ڈاڑھی منڈانے یا ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی کٹا کر رکھنے کا گناہ ایک طرح سے دیگر گناہوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ گناہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلم کھلا نافرمانی ہے، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میری پوری امت قابلِ معافی ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے (کہ وہ قابلِ معافی نہیں) (بخاری)

نیز اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں وہ وقتی طور پر وجود میں آتے ہیں، مثلاً زنا کرنا، شراب پینا وغیرہ، کیونکہ جب ان کاموں سے فارغ ہوجائے تو گناہ نہیں ہو رہا، لیکن ڈاڑھی منڈانے یا کٹانے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر وقت آدمی کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے، چاہے وہ نماز پڑھ رہا ہو یا روزہ رکھا ہوا ہو، یا تلاوت اور ذکر کر رہا ہو، یا نوافل پڑھ رہا ہو، یا صدقات و

❶ جواهر الفقه، ص:٦

خیرات کر رہا ہو، غرض جو بھی عمل کیا جائے لیکن یہ گناہ ہر وقت ساتھ ہے اور اس کے چہرہ سے ظاہر ہو رہا ہے، یہاں تک کہ سوتے جاگتے بھی ساتھ ہے، اور گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، اس لئے اس گناہ سے بچنا ضروری ہے۔

ڈاڑھی کی شرعی حدود

شرعاً ڈاڑھی ان بالوں کا نام ہے جو جبڑہ کی ہڈی پر اُگتے ہیں اور اس کی حدود یہ ہیں: سر کی طرف سے کنپٹی کی ہڈی کے نیچے دونوں کانوں کے سامنے کا حصہ اور دونوں رخساروں کے نیچے والا حصہ جہاں بال اُگتے ہیں (رخساروں کے سامنے والا حصہ اس میں شامل نہیں)، اس کے نیچے منہ کے دونوں جانب کا وہ حصہ جو مونچھوں سے ملا ہوا ہے اس پر اور ٹھوڑی پر اور جبڑے پر جو بال اُگتے ہیں وہ سب داڑھی کے بال ہیں، ان کو کاٹنا جائز نہیں۔ نیز ہونٹوں کے نیچے متصل بالوں کا گچھہ یعنی ریش بچہ، وہ بھی داڑھی میں شامل ہے، اس کو کاٹنا بھی درست نہیں۔ البتہ داڑھی کے مذکورہ بالوں کو چھوڑ کر باقی بالوں کو صاف کرنا یعنی خط بنانا جائز ہے۔ [1]

ڈاڑھی کی کم سے کم مقدار

بعض لوگ ڈاڑھی مونڈنے کے بجائے ڈاڑھی چھوٹی کر لیتے ہیں، اور ان کا خیال یہ ہے کہ ڈاڑھی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے، لہٰذا جتنی بھی ڈاڑھی رکھ لی جائے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ یہ غلط اور جہالت کی بات ہے، کیونکہ احادیثِ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے خوب اچھی طرح ڈاڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا ہے، اور جو الفاظ ڈاڑھی کے متعلق آئے ہیں یعنی اعفوا، وفروا، اوفوا، ارخوا، وہ سب اچھی طرح ڈاڑھی بڑھانے کا مفہوم ادا کرتے ہیں، اور خود نبی کریم ﷺ کا عمل بھی یہی تھا کہ آپ کی ڈاڑھی بڑی تھی، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے:

عن جَابِرِ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ...وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ. [2]

---

[1] (قَوْلُهُ: جَمِيعِ اللِّحْيَةِ) بِكَسْرِ اللَّامِ وَفَتْحِهَا نَهْرٌ، وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّ الْمُرَادَ بِهَا الشَّعْرُ النَّابِتُ عَلَى الْخَدَّيْنِ مِنْ عِذَارٍ وَعَارِضٍ وَالذَّقَنِ. وَفِي شَرْحِ الْإِرْشَادِ: اللِّحْيَةُ الشَّعْرُ النَّابِتُ بِمُجْتَمَعِ الْخَدَّيْنِ وَالْعَارِضُ مَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِذَارِ وَهُوَ الْقَدْرُ الْمُحَاذِي لِلْأُذُنِ، يَتَّصِلُ مِنَ الْأَعْلَى بِالصُّدْغِ وَمِنَ الْأَسْفَلِ بِالْعَارِضِ، بَحْرٌ.
(حاشية ابن عابدين: ١/ ١٠٠)

[2] مسلم: ٤/ ١٨٢٣

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (طویل حدیث کے ضمن میں) فرماتے ہیں آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک زیادہ بالوں والی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ...كَثَّ اللِّحْيَةِ. (۱)

ترجمہ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھنی ڈاڑھی والے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے خوب ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا اور خود بھی بڑی گھنی ڈاڑھی رکھی تو پھر چھوٹی ڈاڑھی رکھنے کو دینداری اور حکم کی تعمیل سمجھنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ اس کے علاوہ حضراتِ صحابۂ کرام کی ڈاڑھیاں بھی بڑی ہوتی تھیں، البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ایک مشت سے زائد کاٹنے کا عمل منقول ہے۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ. (۲)

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی مٹھی سے پکڑتے، اور جو بال مٹھی سے زائد ہوتے وہ کاٹ لیتے۔

لہٰذا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کی کم سے کم حد ایک قبضہ (مٹھی) ہے، ایک مٹھی سے کم کاٹنا جائز نہیں، کیونکہ اگر ایک مٹھی سے کم کاٹنا جائز ہوتا تو آنحضرت ﷺ پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ بیانِ جواز کیلئے ضرور کاٹ کر دکھاتے، اور کسی نہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا، جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اسی لئے علامہ ابن الہمام ؒ نے فتح القدیر میں ایک مشت سے کم کاٹنے کے ناجائز ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے:

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ. (۳)

---

(۱) السنن المجتبیٰ للنسائي:۸/ ۱۸۳ (۲) صحيح البخاری:۷/ ۱۶۰ (۳) فتح القدير:۲/ ۳۵۲

ترجمہ

اور ڈاڑھی کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں، پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا۔

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی کی حدود تینوں طرف سے کم از کم ایک مشت ہے، اس سے کم تراشنا جائز نہیں۔

بعض لوگ ڈاڑھی چھوٹی کرنے کے ساتھ ساتھ ڈاڑھی کی ایسی مختلف شکلیں بنا لیتے ہیں جن کو دیکھ کر مذاق کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، یاد رکھیں کہ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے ہی، لیکن اس کا مذاق بنانا اس سے زیادہ خطرے کی بات ہے، کیونکہ بعض مرتبہ ایسا عمل انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے، اس لئے اس معاملہ میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

ڈاڑھی مونڈنے والوں کے مختلف بہانے

بعض لوگ ڈاڑھی مونڈنے کے جواز میں مختلف دلیلیں پیش کرتے ہیں جبکہ ان کی کوئی حقیقت نہیں، وہ محض حیلے اور بہانے ہیں۔ ذیل میں چند معروف بہانے لکھے جاتے ہیں:۔

(۱)... بعض لوگ ڈاڑھی مونڈنے کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا سنت ہی تو ہے، اور سنت پر عمل نہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ یہ بڑی بے بنیاد اور جاہلانہ دلیل ہے، اس لئے کہ اوّل تو ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جیسا کہ اوپر گزرا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث میں ڈاڑھی رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور خود ہمیشہ ڈاڑھی رکھی ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ڈاڑھی رکھنے کا اہتمام کیا ہے، یہ سب واجب ہونے کی دلیلیں ہیں۔ اور ڈاڑھی رکھنے کو سنت اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا حضور ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے، جیسے قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور ﷺ کا طریقہ ہے تو جس طرح قربانی کرنا واجب ہے، اسی طرح ڈاڑھی رکھنا بھی واجب ہے۔ اور بالفرض اگر ڈاڑھی رکھنا سنت ہی ہو تب بھی ایک مسلمان کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ یہ سنت کس کی ہے؟ کسی دشمن کی یا سرکارِ دو عالم ﷺ کی؟

ایمان کا اور نبی کریم ﷺ سے محبت کا تقاضا کیا ہے کہ اس سنت کو چھوڑنا چاہئے یا اختیار کرنا چاہئے؟ ایمان والے کی زبان سے ایسی بات نکلنا اور حضور ﷺ کی سنت کو

معمولی سمجھنا محبت اور ایمانی تقاضہ سے بہت دور ہے۔

(۲)... بعض لوگ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈانا گناہ تو ہے لیکن گناہ صغیرہ ہے۔ اوّل تو یہ بات غلط ہے کہ ڈاڑھی منڈانا گناہ صغیرہ ہے، کیونکہ واجب کی خلاف ورزی گناہ کبیرہ ہوتی ہے۔ اور اگر گناہ صغیرہ مان بھی لیں تب بھی گناہ صغیرہ کرنے کی اجازت کس نے دی؟ گناہ صغیرہ بھی گناہ ہے اور وہ چھوڑنے کیلئے ہے نہ کہ کرنے کیلئے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن گناہوں کو معمولی سمجھا جاتا ہے ان سے بھی بچو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بھی مواخذہ ہے۔ ❶

دوسری بات یہ ہے کہ گناہِ صغیرہ پر اصرار کرنا یعنی برابر کرتے رہنا صغیرہ کو بھی کبیرہ بنا دیتا ہے، اور ڈاڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہی ہے کہ جب تک اس سے توبہ نہ کرلے یہ سراسر گناہ ہے، اس لئے اس گناہ کے کبیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

(۳)... بعض لوگوں کی یہ سوچ ہے کہ ہم اس لئے ڈاڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ڈاڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے ڈاڑھی والوں کی بدنامی ہوگی اور ڈاڑھی کی بے حرمتی ہوگی۔ یہ سوچ اگرچہ ظاہراً بہت اچھی ہے اور اس کا منشا ڈاڑھی کی حرمت وعظمت ہے، لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی شیطان کی ایک چال ہے جس کے ذریعہ شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دے کر اس حرام فعل میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیا اگر کسی غلط کام کرنے والے مسلمان کو یہ کہا جائے کہ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، لہٰذا تم نعوذ باللہ اسلام چھوڑ دو، کیا وہ اسلام چھوڑ کر غیر مسلم بننا پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں! اگر واقعی اس کے دل میں اسلام کی حرمت وعظمت ہوگی تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ اُن برائیوں کو چھوڑ دے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا سبب ہیں۔ اسی طرح اگر مسلمان کے دل میں ڈاڑھی کی حرمت وعظمت ہو تو وہ ہمت سے کام لے کر اُن بُرے کاموں سے بچنے کی کوشش کرے گا جو ڈاڑھی کے احترام کے خلاف ہیں۔ یہ کوئی عقلمندی نہیں کہ اس خیال کی وجہ سے ڈاڑھی ہی نہ رکھی جائے۔

❶ مشکوٰۃ المصابیح

لمبی مونچھیں رکھنے کا گناہ

مونچھیں تراشنا بھی سننِ فطرت میں سے ہے، اور جس طرح ڈاڑھی مونڈنا مشرکین کا طریقہ ہے اسی طرح مونچھیں بڑھانا بھی مشرکین کا طریقہ ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں سختی فرمائی چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ لَمْ يَأْخُذ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا. ❶

ترجمہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی مونچھ نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔

لہٰذا مونچھیں بڑھاتے چلے جانا جیسا کہ مشرکین اور سکھ بڑھاتے ہیں اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں، اور یہ طریقہ حضورِ اقدس ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يَقُصُّ أَوْ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ، قَالَ: وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ يَفْعَلُهُ. ❷

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھیں تراشتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

لہٰذا حضراتِ انبیاء کرام کے طریقے کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے کو اختیار کرنا ایمانی تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔

مونچھیں کیسی رکھنی چاہئیں؟

احادیثِ طیبہ میں مونچھیں کاٹنے کے بارے میں لفظ "قُصُّوا الشَّوَارِبَ" بھی آیا ہے، لفظ "أَحفُوا الشَّوَارِبَ" اور لفظ "انْهَكُوا الشَّوَارِبَ" بھی مروی ہے، اور آخری دو

❶ أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٤٧١) وقال: هذا حديث حسن صحيح.
❷ أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٤٧٠) وقال: هذا حديث حسن غريب

لفظ مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں، اس لئے مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کرنا چاہئے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ قینچی سے خوب اچھی طرح باریک کترلی جائے، ایسا کرنا سنت ہے، لیکن اگر مبالغہ نہ کیا جائے یعنی مونچھوں کو اس طرح کاٹا جائے کہ ہونٹ کے اوپر کا حصہ ظاہر ہوجائے تب بھی درست ہے۔ البتہ استرے یا بلیڈ سے مونچھوں کے منڈوانے کے بارے میں حضراتِ فقہاء کرامؒ کا اختلاف ہے، بعض حضرات مونڈنے کی اجازت دیتے ہیں اور اکثر حضرات اسے بدعت کہتے ہیں، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ مونچھوں کو نہ منڈوایا جائے، بلکہ قینچی سے خوب کترلیا جائے۔ [1]

چند مسائل

ڈاڑھی مونڈنے والے کی امامت

ڈاڑھی منڈانے والا اور ایک مشت سے کم کرنے والا گناہِ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہے، ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز ہے۔ [2]

رمضان المبارک میں ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت

بعض حفاظ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ رمضان المبارک سے کچھ پہلے ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں اور رمضان کے بعد ڈاڑھی صاف کردیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو فرائض اور تراویح میں امام بنانا مکروہ ہے۔ [3]

حج کے سفر میں ڈاڑھی رکھ کر واپسی میں مونڈنا

بعض لوگ سفرِ حج کے دوران ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں اور حج سے واپسی پر صاف کردیتے ہیں، یہ لوگ بھی سخت گناہگار ہیں۔ ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابلِ رحم ہے، کیونکہ بعض اکابرؒ نے حجِ مقبول کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دینی

---

[1] فتاویٰ محمودیة:۱۹/ ٤٢٣

قال ابن عابدين تحت قوله: (وفيه حلق الشارب بدعة وقيل سنة ....) (قَوْلُهُ وَقِيلَ سُنَّةٌ) مَشَى عَلَيْهِ فِي الْمُلْتَقَى،وَعِبَارَةُ الْمُجْتَبَى بَعْدَمَا رَمَزَ لِلطَّحَاوِيِّ حَلْقُهُ سُنَّةٌ وَنَسَبَهُ إلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَالْقَصُّ مِنْهُ حَتَّى يُوَازِيَ الْحَرْفَ الْأَعْلَى مِنْ الشَّفَةِ الْعُلْيَا سُنَّةٌ بِالْإِجْمَاعِ اهـ (حاشية ابن عابدين: (٦/ ٤٠٧)

[2] احسن الفتاوٰی:۳/ ٢٦٠ (۳) [3] احسن الفتاوٰی: ۳/ ٢٦٢

انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔ جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تبدیلی نہیں آئی اور وہ حج کے بعد بھی بدستور گناہوں میں مبتلا رہے تو ایسے شخص کا فرض اگرچہ ادا ہوجائے گا لیکن حج کے انوار اور برکات سے محروم رہے گا۔

رمضان المبارک اور اعتکاف میں ڈاڑھی رکھ کر عید میں مونڈنا

اسی طرح بعض لوگ رمضان المبارک میں اور کچھ لوگ اعتکاف میں ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں، اور عید میں ڈاڑھی منڈا دیتے ہیں، یہ بھی نہایت غلط طرزِ عمل ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ سارا مہینہ عبادتیں کرکے ثواب کمایا اور عید آتے ہی چند لمحوں میں ایسے گناہ کا ارتکاب کرلیا جو ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔

دوسروں کی ڈاڑھی مونڈنا

جس طرح اپنی ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ایسے ہی دوسرے کی ڈاڑھی مونڈنا اور ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے، اور ناجائز کام کی اُجرت لینا بھی جائز نہیں۔ لہٰذا نائی کا پیشہ اختیار کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اس حرام کام سے بچیں اور اپنی روزی حرام نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ڈاڑھی مونڈنے اور ایک مشت سے کم کاٹنے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنے اور اس کی حدود کو ملحوظ رکھنے کی توفیق دیں۔ آمین یا رب العالمین!

گناہ نمبر ۲۷ سیاہ خضاب لگانے کا گناہ

ڈاڑھی اور سر کے سفید بال مؤمن کا نور ہیں، اور قیامت کے دن بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس کیلئے نور ہوں گے، اور سفید بال آدمی کی شان اور وقار میں اضافہ کا سبب بھی ہیں، احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ میرے جس بندے اور بندی کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جائیں اس کے بعد میں ان کو عذاب دوں۔

اسی لئے متعدد احادیث میں سفید بال اکھیڑنے سے منع فرمایا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید بال مت نوچو، کیونکہ وہ قیامت کے دن نور ہے، اور جس مسلمان کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہوتے ہیں اس کیلئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سفید بالوں کو عیب و نقص سمجھ کر نوچنا اور اکھیڑنا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے، کیونکہ سفید بال عیب نہیں، بلکہ نور اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہیں، یہاں تک کہ حضراتِ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ نے زیب و زینت اور خوبصورتی پیدا کرنے کیلئے بھی سفید بال اُکھاڑنے سے منع فرمایا ہے۔

احادیث میں خضاب لگانے کی ترغیب

البتہ متعدد احادیث میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں بالوں کو خضاب سے رنگنے کا حکم بلکہ ترغیب بھی آئی ہے، اسی لئے اگر کوئی شخص اپنے سفید بالوں کو سیاہ رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کا خضاب لگائے تو یہ بھی جائز ہے، اور حالات اور اشخاص کے لحاظ سے کبھی سفید بال رکھنا زیادہ بہتر ہوتا ہے اور کبھی خضاب لگانا۔

پھر خضاب کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے خالص سیاہ رنگ کے علاوہ باقی دوسرے رنگ کے خضاب جائز ہیں، لیکن خالص سیاہ رنگ کا خضاب لگانا منع ہے۔ کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ ذیل میں سیاہ خضاب لگانے کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں!

[1] صحيح ابن حبان (۷/۲۵۳) والحديث مؤيد بشواهد كثيرة.

سیاہ خضاب لگانے کی ممانعت کے متعلق احادیثِ طیبہ

جنت کی خوشبو نہ پانا

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ، كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لاَ يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. [1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو (بالوں پر) کالا خضاب لگائیں گے، (ان کے بال) کبوتروں کے سینے کی طرح (کالے) ہوں گے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائیں گے۔

تشریح

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والے جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، جبکہ دوسری احادیث میں آتا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی تیز ہوگی کہ پانچ سو سال کی مسافت سے بھی سونگھی جاسکے گی، اس سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگ جنت سے پانچ سو سال کی مسافت دور ہوں گے۔

نظرِ رحمت سے محروم ہونا

حدیث

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَوِّدُونَ أَشْعَارَهُمْ، لاَ يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [2]

---

[1] (سنن أبي داؤد: ٤/ ٦١٠) قال المنذري في الترغيب: رواه أبوداؤد والنسائي وابن حبان في "صحيحه" والحاكم وقال صحيح الإسناد.

[2] (المعجم الأوسط: ٤/١٣٦) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد":٥/٢٨٨ رواه الطبراني في"الأوسط" وإسناده جيد.

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے بالوں کو سیاہ کریں گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔

قیامت کے دن چہرہ کا سیاہ ہونا

حدیث

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ خَضَبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللهُ وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو سیاہ کردیں گے۔

سیاہ خضاب سے بچنے کا حکم

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.[2]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (حضرت صدیقِ اکبر کے والد ماجد) حضرت ابوقحافہ کو فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، اُن کے سر اور ڈاڑھی سفید پھولوں والے درخت کی طرح سفید تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو (یعنی ابوقحافہ کے بالوں کے سفید رنگ) کو کسی چیز یعنی رنگ سے تبدیل

---

[1] (مجمع الزوائد ۲۹۳/ ۵) قال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه الوضين بن عطاء، وثّقه أحمد وابن معين وابن حبان، وضعّفه من هو دونهم في المنزلة، وبقية رجاله ثقات.

[2] صحيح مسلم: ۳/ ۱۶۶۳

کردو، اور کالے رنگ سے اجتناب کرنا۔

حدیث

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ الْيَهُودُ فَرَآهُمْ بِيضَ اللِّحَى فَقَالَ: مَا لَكُمْ لَا تُغَيِّرُونَ؟ . فَقِيلَ: إِنَّهُمْ يَكْرَهُونَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَكِنَّكُمْ غَيِّرُوا وَإِيَّايَ وَالسَّوَادَ. ❶

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس یہودی آئے، حضور ﷺ نے انہیں دیکھا کہ ان کی ڈاڑھیاں سفید تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ تم (ڈاڑھی کے رنگ کو) تبدیل نہیں کرتے؟ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے (مسلمانوں سے) فرمایا: لیکن تم (بالوں کا رنگ) تبدیل کرو، اور سیاہ رنگ سے اپنے آپ کو بچانا۔

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تُقَرِّبُوهُ السَّوَادَ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفیدی کو تبدیل کرو لیکن سیاہ رنگ اس کے قریب بھی مت جاؤ۔

سب سے پہلے فرعون نے کالا خضاب لگایا

حدیث

عَنْ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللهُ، أَنَّهُ كَرِهَ الْخِضَابَ بِالسَّوَادِ، وَقَالَ:

---

❶ (المعجم الأوسط: ١/٥١) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٥/٢٨٧: رواه الطبراني في "الأوسط" وفيه ابن لهيعة، وبقية رجاله ثقات، وهو حديث حسن.

❷ (مسند أحمد: ٢١/٢١٠) وفي إسناده ابن لهيعة، وله شاهد من حديث جابر رواه مسلم: ٣/١٦٦٣ (٢١٠٢)

أَوَّلُ مَنْ خَضَبَ بِهِ فِرْعَوْنُ . [1]

ترجمہ

حضرت ابو رباحؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سیاہ خضاب کو ناپسند فرمایا، اور فرمایا کہ سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے لگایا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، لہٰذا سیاہ خضاب فرعونی عمل ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا تمام احادیث و آثار سے سیاہ خضاب لگانے کی شدید قباحت اور مذمت واضح ہوئی، لہٰذا عام حالات میں خالص سیاہ خضاب لگانا گناہِ کبیرہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

سیاہ خضاب استعمال کرنے کا حکم

خالص سیاہ رنگ کا خضاب استعمال کرنے کے بارے میں حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے جو تفصیل ذکر فرمائی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)... اگر مجاہد اور غازی بوقتِ جہاد اس نیت سے لگائے تاکہ کفار کو جوان اور طاقتور محسوس ہو اور دشمن پر رُعب جمے تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔

(۲)... کسی کو دھوکہ دینے کے لئے لگایا جائے، مثلاً مرد عورت کو یا عورت مرد کو دھوکہ دینے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے سیاہ خضاب لگائے تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

(۳)... شادی شدہ شخص اس نیت سے سیاہ خضاب لگائے تاکہ اپنی بیوی کو خوش کرے تو اس میں اختلاف ہے۔ جمہور ائمہ اور مشائخؒ اس کو مکروہ فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر مشائخؒ اسے جائز قرار دیتے ہیں، احادیث میں ممانعت اور سخت وعید کے پیشِ نظر فتویٰ اسی پر ہے کہ یہ صورت بھی مکروہ اور منع ہے۔

البتہ خالص سیاہ کے بجائے براؤن یا کسی دوسرے رنگ کا خضاب بغیر کسی کراہت کے استعمال کیا جاسکتا ہے، اور سرخ خضاب خالص حناء کا یا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل کیا جاتا ہے، مسنون ہے۔ [2]

[1] (مصنف ابن أبي شيبة: ٦٥٥/ ١٢) [2] جواهر الفقه: ج ٢ ص ٦٦

خواتین کا سیاہ خضاب لگانا

سیاہ خضاب کے حکم میں مذکورہ بالا تفصیل خواتین کے بارے میں بھی ہے، البتہ بیوی اگر اپنے شوہر کیلئے سیاہ خضاب لگائے تو بعض حضرات مثلاً امام اسحاق بن راہویہؒ اور حضرت قتادہؒ سے اس کی اجازت منقول ہے۔ (۱)

بالوں کو سیاہ کرنے کی مختلف صورتیں

یہاں یہ بات جاننا ضروری ہے کہ سیاہ خضاب کی ممانعت میں اصل اعتبار سیاہ رنگ کا ہے، خواہ اس کیلئے خضاب استعمال کیا جائے یا کوئی کلر وغیرہ۔ اس لئے بالوں کو سیاہ کرنے کی جتنی صورتیں ہیں وہ سب اس ممانعت میں داخل ہیں، لہٰذا دھوکہ دینے کیلئے یا زیب و زینت کیلئے ڈاڑھی اور سر کے بالوں پر خالص سیاہ مہندی لگائی جائے یا انجکشن وغیرہ میں خاص قسم کا محلول شامل کر کے بالوں کو سیاہ کیا جائے یا کالا پتھر استعمال کیا جائے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں، کیونکہ سیاہ خضاب سے ممانعت کی علت جھوٹ اور دھوکہ ہے، اور یہ مذکورہ تمام صورتوں میں موجود ہے۔

جوانی میں سیاہ خضاب لگانا

جوانی میں بال سفید ہونے کی صورت میں سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں حضراتِ فقہائے کرامؒ کی عبارات میں کوئی صریح حوالہ نہیں ملا، البتہ بڑھاپے میں سیاہ خضاب لگانے کی ممانعت کی جو علت حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے بیان کی ہے وہ ''دھوکہ'' ہے، اور یہ علت اُن لوگوں میں پائی جاتی ہے جو جوانی کی طبعی عمر گزار کر بڑھاپے کی طرف بڑھ رہے ہوں، لیکن جوانی میں سیاہ خضاب لگانے میں دھوکہ اور حقیقت کو چھپانا نہیں، نیز جوانی میں اگر سر اور داڑھی کے بال سفید ہوجائیں تو بڑھاپے کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے ہیں، نیز جوانی میں بالوں کا سفید ہونا عیب بھی ہے، لہٰذا اگر کسی کے بال جوانی میں سفید ہوجائیں تو عیب چھپانے کیلئے سیاہ خضاب استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ (۲)

---

(۱) تکملة فتح الملهم (۲) فتوی دار العلوم کراچی: ۹۷/ ٤٧٥

دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا

خالص سیاہ رنگ کے خضاب کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب سر اور ڈاڑھی میں لگانا جائز ہے، اور مہندی کا خضاب نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔ کچھ اس کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔

زرد رنگ کا خضاب

ڈاڑھی اور سر کے بالوں پر زرد رنگ کا خضاب لگانا جائز اور احادیث و آثار سے ثابت ہے، نیز زرد رنگ کا خضاب لگانے میں دھوکہ بھی نہیں پایا جاتا، اس لئے نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ، فَقَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا، قَالَ: وَمَرَّ آخَرُ، قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، فَقَالَ: هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا، قَالَ: وَمَرَّ آخَرُ، قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ.[1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس نے کیا خوب کام کیا ہے! ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور کتم سے خضاب کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پہلے شخص سے زیادہ اچھا ہے، پھر تیسرا شخص گزرا جس نے زرد رنگ کا خضاب کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان سب سے اچھا ہے۔

سرخ رنگ کا خضاب

سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو سرخ رنگ سے رنگنا بالاتفاق جائز ہے، خواہ مہندی سے ہو یا کسی اور قسم کے خضاب سے۔ احادیثِ طیبہ سے بھی سرخ رنگ کے خضاب کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ایک طویل حدیث میں ہے:

---

[1] أخرجه أبو داؤد في سننه (٤/ ٦١٠) و سكت عنه.

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى مَشْيَخَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ بِيضٌ لِحَاهُمْ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ حَمِّرُوا وَصَفِّرُوا، وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ ... إلخ ❶

ترجمہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے کچھ عمر رسیدہ حضرات کے پاس سے گزرے جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! ڈاڑھیوں کو سرخ اور زرد کرو، اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔

ایک روایت میں ہے:

عَنْ ابْنِ مَوْهَبٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رضي الله عنها أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ ﷺ أَحْمَرَ. ❷

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امِ سلمہ نے اُنہیں نبی کریم ﷺ کے بال دکھائے جو سرخ تھے۔

زعفرانی رنگ کا خضاب

زعفران اور زعفرانی رنگ سے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کا خضاب بھی جائز ہے، بعض حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَخَضَبَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَبَعْضُهُمْ بِالزَّعْفَرَانِ. ❸

ترجمہ

یعنی حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا اور ان میں سے بعض حضرات نے زعفران کا خضاب کیا۔

دوسری روایت میں ہے:

---

❶(مسند أحمد (٣٦/ ٦١٣) قال الهيثمي في مجمع الزوائد ٥/ ٢٣٠ رواه أحمد والطبراني ورجال أحمد رجال الصحيح خلا القاسم وهو ثقة وفيه كلام لا يضر.

❷صحيح البخاري (٧/ ١٦٠) ❸ شرح النووي على مسلم: ١٤/ ٨٠

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ، وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سبتی (بغیر بال والے) جوتے پہنتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کا ورس اور زعفران سے زرد خضاب کرتے تھے، (حضرت نافعؒ فرماتے ہیں) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

براؤن اور سیاہی مائل رنگ کا خضاب

براؤن (Brown) اور سیاہی مائل رنگ کا خضاب لگانا بھی شرعاً جائز ہے، کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو خالص سیاہ خضاب لگانے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ۲۸ شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا گناہ

مردوں کیلئے شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، اس لئے اس گناہ سے بطورِ خاص بچنے کی ضرورت ہے، آجکل یہ گناہ بہت زیادہ عام ہوگیا ہے، اور لوگ اپنی شلواریں فیشن کے طور پر ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں اور گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ذیل میں اس گناہ کی مذمت پر چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں!

شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے پر احادیث میں سخت وعیدیں

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ. ❷

---

❶ (سنن أبي داوٗد: ٤/ ٦٠٩) وأخرجه الترمذي في سننه (٣/ ٢٠٦)(٨٦١) وقال: حديث حسن صحيح.

❷ صحيح البخاري: ٧/ ١٤١

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ٹخنوں کا جو حصہ پائجامہ کے نیچے رہے گا وہ جہنم میں ہوگا۔

تشریح

یعنی شلوار ٹخنوں سے نیچے ہونے کی وجہ سے ٹخنے شلوار کے نیچے چھپ جاتے ہیں، اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسم کا یہ حصہ جہنم میں ہوگا، اور ظاہر ہے کہ جب یہ حصہ جہنم میں ہوگا تو باقی پورا جسم بھی جہنم میں ہوگا۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لاَ يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. [1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں کریں گے جو غرور کی وجہ سے اپنی ازار گھسیٹ کر چلے۔

حدیث

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ثَلاَثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا، قُلْتُ: مَنْ هُمْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ - أَوِ الْفَاجِرِ -[2]

ترجمہ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد

[1] صحيح البخاري: ٧/ ١٢١

[2] (سنن أبي داود: ٤/ ٥٤٦) وأخرجه الترمذي في سننه: ٢/ ٤٩٩ (١٢١١) وقال: حديث أبي ذر حديث حسن صحيح.

فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے، اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں جو برباد ہوگئے اور خسارہ میں پڑ گئے؟ آپ ﷺ نے پھر تین مرتبہ یہی فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو کہ برباد ہوگئے اور خسارہ میں پڑ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک (ٹخنہ سے نیچے) تہبند لٹکانے والا، دوسرا احسان (کرکے) جتلانے والا، تیسرا جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا۔

حدیث

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ، إِذْ خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ. [1]

ترجمہ

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُنہیں ان کے والد نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بار ایک آدمی اپنا ازار گھسیٹتا ہوا جارہا تھا کہ اُسے دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلاً إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، قَالَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ؟ ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ قَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللهَ لاَ يَقْبَلُ صَلاَةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ. [2]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص (ٹخنہ سے نیچے) اپنا تہبند لٹکائے

---

[1] صحيح البخاري: ٧/ ١٤١

[2] (سنن أبي داؤد: ٤/ ١٠٠) وذكره النووي في "خلاصة الأحكام" (١/ ٣٣١) وقال: رواه أبو داؤد على شرط مسلم.

ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، تو آنحضرت ﷺ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: جاؤ، پھر جا کر وضو کرو، چنانچہ اس نے جا کر وضو کیا، پھر جب وہ شخص آیا تو آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر وضو کر کے آؤ، وہ شخص گیا اور وضو کر کے آگیا، تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کو بار بار وضو کرنے کا حکم دیتے ہیں پھر آپ خاموشی اختیار فرماتے ہیں، (اس کا کیا مقصد ہے؟) آپ ﷺ نے (وجہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: وہ شخص تہبند کو لٹکا کر (یعنی ٹخنے کے نیچے رکھ کر) نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ تہبند لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔

تشریح

بار بار وضو کرنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ غلطی پر تنبیہ ہوجائے، مقصد یہ ہے کہ شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا اس قدر بُرا عمل ہے کہ اس کا اثر نماز کے ساتھ ساتھ وضو پر بھی ہوتا ہے، جیسے گندے پرنالے کے چھینٹے دور دور تک پہنچتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کی شلوار یا پائجامہ ٹخنوں سے اُوپر رکھنا شرعاً لازم اور ضروری ہے، اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا ناجائز اور گناہ ہے، اور یہ تکبر کی علامت اور جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

آجکل ہمارے معاشرہ میں یہ گناہ بہت عام ہوگیا ہے، بے شمار مرد حضرات اپنی شلواریں اور پتلونیں ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں، اور سارا دن جب تک اس حالت میں رہتے ہیں اللہ کی ناراضگی والے عمل اور گناہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس لئے مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی شلوار ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔

کیا شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا حکم صرف نماز میں ہے؟

بعض مرد یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نماز کے اندر یہ حکم ہے، نماز کے باہر مرضی ہے چاہے اُوپر رکھیں یا نیچے، یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ جس طرح نماز میں شلوار ٹخنوں سے اُوپر رکھنا ضروری ہے اسی طرح نماز کے باہر بھی یہی حکم ہے۔

تکبر کی نیت کے بغیر شلوار نیچے رکھنا

یہاں ایک اور غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ اپنے اس عمل کے جائز ہونے کیلئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا اس صورت میں منع ہے جبکہ تکبر کی نیت سے نیچے رکھی جائے، لیکن اگر دل میں تکبر نہ ہو، ویسے ہی شلوار نیچے رہے تو یہ منع نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ اوّل تو بے شمار احادیث میں شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی مطلقاً ممانعت آئی ہے، اس میں تکبر کی کوئی قید نہیں اسی لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تکبر کے ساتھ شلوار وغیرہ ٹخنہ سے نیچے رکھنے میں دو گناہ ہیں ایک تکبر کا دوسرے شلوار ٹخنہ سے نیچے کرنے کا اور بغیر تکبر کے شلوار وغیرہ ٹخنہ سے نیچے رکھنے میں ایک گناہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض ممانعت صرف تکبر کی صورت میں ہو تو کیا کسی انسان کیلئے یہ فیصلہ کرنا کوئی آسان کام ہے کہ میرے دل میں تکبر نہیں ہے اور میں تکبر سے پاک ہوں؟ یہ فیصلہ بہت مشکل ہے، بلکہ یہ شیطان کی طرف سے بہکاوا اور دھوکہ ہے، دیکھئے نبی کریم ﷺ جو تکبر سے پاک تھے لیکن احادیثِ طیبہ میں آپ ﷺ کا معمول یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ تہبند وغیرہ ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رکھتے تھے، اور کبھی نیچے نہیں رکھا۔ تو پھر ہمارے لئے کیسے اجازت ہوگی؟ اس لئے ہر مسلمان کو ہر حال میں اس گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

گناہ نمبر ۲۹ گانا سُننے اور سُنانے کا گناہ

آج ہمارے معاشرے میں گانا سُننا اور سنانا بہت عام ہو چکا ہے، گھر گھر، گلی گلی اور بازار فلمی گانوں اور میوزک کی آواز سے گونج رہے ہیں، ٹی وی، وی سی آر اور ڈش انٹینا نے ان کو بام عروج پر پہنچایا ہوا ہے، موبائل بھی اس گناہ سے خالی نہیں۔ بعض لوگ شادی بیاہ کی تقریبات میں گانوں کی آواز بلند کر کے پورے محلے کو بلکہ سارے علاقے والوں کو فلمی گانے، موسیقی اور میوزک سناتے ہیں، چاہے اس وقت کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا تلاوت کر رہا ہو یا آرام کر رہا ہو۔ اسی طرح گانے کی کیسٹوں کا کاروبار کرنے والے اور بعض دیگر تاجر اور ہوٹل والے اپنی دکان پر بلند آواز سے گانے چلائے رکھتے ہیں، نیز ویگن اور بس والے بھی دورانِ سفر گانا سنانے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں، موبائل استعمال کرنے والے بھی گانے باجے میں

مشغول رہتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب بہت سے مسلمان اس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے اور مسلمانوں کے دلوں سے اس گناہ کی خرابی اور بُرائی نکلتی جارہی ہے، حالانکہ قرآن وسنت کی رُو سے گانا سننا اور سنانا گناہِ کبیرہ ہے۔ ذیل میں چند آیات اور احادیثِ طیبہ نقل کی جاتی ہیں۔

گانے کی مذمت کے بارے میں آیتِ مبارکہ

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَالْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾ [1]

ترجمہ

"اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تاکہ اُن کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکائیں اور اُس کا مذاق اڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا"۔

تشریح

اس آیت میں ﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ سے مراد گانا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس سے مراد گانا ہی ہے۔ آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ دُہرایا (تاکہ پوچھنے والا اچھی طرح سمجھ لے)۔ نیز دیگر بعض حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔ اور آیتِ شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی چیزوں کے خواہشمند ہیں یعنی وہ گانا سننا اور سنانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں پسند کرتے ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل راہِ حق سے بھٹکانے بلکہ دین کا مذاق اڑانے کے برابر ہے، کیونکہ دین کا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا اور اس کی عبادت میں لگانا ہے، جبکہ گانا وغیرہ بالکل اس کی ضد اور اس کے خلاف ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے، اور جس چیز پر عذاب کی دھمکی دی جائے وہ ناجائز ہوتی ہے، اس لئے گانا سُننا اور سُنانا حرام ہے۔

---

[1] لقمان: ٦

گانے کی مذمت کے بارے میں چند احادیث

حدیث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَ مَتَى ذَاكَ؟ قَالَ: إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ.... [1]

ترجمہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس اُمت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوجائیگا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔

تشریح

یہ روایت دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ مروی ہے، اور اس حدیث میں گانا گانے اور گانا سننے والوں کے بارے میں نہایت خوفناک وعیدیں مذکور ہیں، پچھلی اُمتوں میں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے بندر اور خنزیر بننے کا عذاب آیا تھا، حضور ﷺ کی اُمت میں گانا سننے اور سنانے والوں کیلئے اس عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ صورتیں بگڑنے سے مراد یہ ہے کہ گانے والوں میں ان جانوروں کی خصلتیں پیدا ہوجاتی ہیں، خنزیر میں بے حیائی اور بے غیرتی کی خصلت ہے اور بندر میں بے وقاری اور نقالی کی خصلت ہے، لہٰذا گانا سننے اور سنانے والوں میں اس گناہ کی وجہ سے بے حیائی، بے غیرتی، نقالی اور بے وقاری پیدا ہوگی۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي مَعْصِيَةٌ

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٧٢) وقال: هذا حديث غريب.

وَالْجُلُوسُ عَلَيْهَا فِسْقٌ وَالتَّلَذُّذُ بِهَا كُفْرٌ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانا باجا سُننا گناہ ہے، اور اس (گانا سننے) کیلئے بیٹھنا نافرمانی ہے اور اس سے لطف لینا کفر ہے۔

تشریح

حدیث میں کفر سے مراد کفرانِ نعمت ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اعضاء و جوارح اس لئے دیئے ہیں کہ ان سے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات بجا لائے اور اپنی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کو اس کی عبادت میں لگائے، لیکن اگر وہ ایسا کرنے کے بجائے انہی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اور گناہوں میں صَرف کرنے لگے تو یہ سب سے بڑی ناشکری اور ناقدری ہے، اس لئے گانا سننے اور سنانے سے بچنا چاہئے۔

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ. [2]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے۔

تشریح

نفاق کی حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں کچھ ہو اور باطن میں کچھ ہو۔ جو شخص گانے کا مشغلہ رکھتا ہے وہ بظاہر اگرچہ نماز، روزہ وغیرہ کا پابند ہو لیکن چونکہ ساتھ ساتھ ناچ گانے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہے، اس لئے اس کا باطن اس کے ظاہر جیسا نہیں، کیونکہ ظاہراً تو وہ احکام ادا

[1] (نيل الأوطار ص ١٥٩٦) عزاه الشوكاني إلى أبي يعقوب محمد بن إسحاق النيسابوري. وقال العراقي في تخريج الإحياء ٥٦٦/ ١: ولأبي الشيخ من حديث مكحول مرسلاً الإِسْتِمَاعُ إِلَى الْمَلَاهِي مَعْصِيَةٌ ... الحديث.

[2] (شعب الإيمان للبيهقي ١٠٨/ ٧)وله شاهد من حديث ابن مسعود رواه أبو داود في سننه ٤١٦/ ٥ مرفوعًا بلفظ: إن الغِنَاءَ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ سكت عنه أبو داود، والمنذرى فى مختصره ٤/ ٤٠٤.

کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت ظاہر کر رہا ہے، لیکن دل میں گانے اور موسیقی کی محبت بھری ہوئی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ممانعت اور ناراضگی کو بھی نظر انداز کر رہا ہے، اور یہ ایک طرح سے نفاق ہے۔

حدیث

عَن أبي مُوسى الْأشعري رضي الله عنه، قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى صَوْتِ غِنَاءٍ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ أَنْ يَسْتَمِعَ الرُّوحَانِيِّينَ فِي الْجَنَّةِ قِيلَ: وَمَا الرُّوحانِيُّونَ يارسول الله؟ قَال: قُرَّاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص گانا سنتا ہے اسے جنت میں روحانیوں کی آواز سننے کی اجازت نہیں ملے گی۔ کسی نے پوچھا: روحانیوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ حضور ﷺ نے جواب دیا: جنت کے قرّاء۔

حدیث

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ: مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ. ❷

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے، ایک خوشی کے موقع پر باجے تماشے کی آواز، دوسرے مصیبت کے موقع پر رونے اور نوحہ کی آواز۔

مذکورہ بالا آیات اور احادیثِ طیبہ سے واضح ہوگیا کہ گانا سُننا اور سُنانا ناجائز ہے، اور اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو اس کبیرہ گناہ سے بچنا چاہئے۔

---

❶ (نوادرالأصول:۳/ ۲۸۵) وأورده السيوطى فى الجامع الصغير۴/ ۱۶۸۸ (۸۴۶۷) ورمز له بالضعف، وسكت عن إسناده المناوي في فيض القدير ۶/ ۶۰ و التيسير ۲/ ۹۵. بإسناد حسن

❷ (مسند البزار: ۶۲/۱۴) قال الهيثمي فى مجمع الزوائد ۳/ ۱۰۰ (۴۰۱۷) رواه البزار ورجاله ثقات.

آج کل اکثر شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں گانے خوب چلائے جاتے ہیں، بلکہ بعض جگہوں پر اتنی بلند آواز سے چلائے جاتے ہیں کہ پورا محلہ ان کی آواز سے گونج اٹھتا ہے، حالانکہ اس طرح گانوں کی آواز سے دوسروں کو تکلیف پہنچانا حرام اور سخت گناہ ہے، اور ایسی تقریبات میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں۔

گانا سننے سے بچنے پر حدیث شریف میں فضیلت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو (دنیا میں) اپنے کانوں اور آنکھوں کو شیطانی باجوں کے سننے اوران کے بجانے والوں کے دیکھنے سے محفوظ رکھتے تھے؟ انہیں ساری جماعتوں سے الگ کردو۔ چنانچہ فرشتے انہیں الگ کر کے مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھادیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو میری پاکی اور بزرگی (کے گیت) سناؤ، چنانچہ فرشتے انہیں ایسی پیاری (اور سریلی) آوازوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر سنائیں گے کہ سننے والے نے کبھی ایسی آواز نہ سنی ہوگی۔ (جمع الفوائد)

لہٰذا گانا گانے، گانا سُننے، گانے والوں کو دیکھنے اور جس محفل میں گانا باجا ہورہا ہو وہاں شرکت کرنے سے بہرحال بچنا چاہئے تاکہ گناہ کے وبال سے حفاظت ہو اور مذکورہ ثواب ملے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

گُناہ نمبر ۳۰ غلط ولدیت لکھوانے کا گناہ

ہر شخص کو اس کے حقیقی والد کی طرف منسوب کرنا شرعاً لازم اور ضروری ہے، حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف ولدیت کی نسبت کرنا جائز نہیں، گناہ ہے۔

حقیقی والد کی طرف نسبت کا حکم

قرآنِ کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حقیقی والد کی طرف نسبت کرنے کا حکم فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝ [1]

ترجمہ

"تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے۔ اور اگر تمہیں اُن کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں، اور تم سے جو غلطی ہوجائے اُس کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ جو بات تم اپنے دِلوں سے جان بوجھ کر کرو (اُس پر گناہ ہے۔) بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے"۔

تشریح

اہلِ عرب کی عادت تھی کہ جب کوئی کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو اُسے اپنا سگا بیٹا ہی سمجھ لیتا تھا اور اس پر میراث وغیرہ میں بھی ویسے ہی احکام جاری کرتا تھا جیسے حقیقی بیٹے کا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے منہ بولے بیٹے تمہارے حقیقی بیٹے نہیں ہیں، لہٰذا اگرچہ تم ان کے ساتھ محبت اور حسنِ سلوک میں بیٹے جیسا معاملہ کرو، لیکن جب ولدیت لکھوانے یا بتانے کی ضرورت پیش آئے تو اُس کو اپنی طرف منسوب کرنے کے بجائے اُس کے اصل والد کی طرف منسوب کرو اور صحیح ولدیت بتاؤ۔ اور اگر اُس کی صحیح ولدیت معلوم نہ ہو تب بھی اُسے اپنی طرف منسوب کرنے کے بجائے اُسے اپنا بھائی یا دوست کہو۔ البتہ بھول چوک میں یا مجازی طور پر بیٹا کہہ دینا معاف ہے، لیکن جب سنجیدگی سے ولدیت بتائی جائے تو اُس وقت اس کو اپنا بیٹا ظاہر کرنا درست نہیں۔

متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ نے والد کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف ولدیت کی نسبت کرنے کی مذمت ارشاد فرمائی ہے۔ ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں!

غلط نسبت کی مذمت کے متعلق احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى

[1] الأحزاب: ٥

لِغَيْرِ أَبِيهِ -وَهُوَ يَعْلَمُهُ- إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ . ❶

ترجمہ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ اس بات کو جانتا بھی ہو تو درحقیقت وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے (یعنی کافروں جیسا عمل کرتا ہے)، اور جو شخص کسی ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں اس کا کوئی قرابت دار نہ ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

حدیث

حَدَّثَنِي عَبْدُ الوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّصْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الأَسْقَعِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد الواحد بن عبد اللہ النصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف منسوب کرے یا اپنی آنکھ کی طرف کسی ایسی بات کے دیکھنے کو منسوب کرے جس کو اس نے دیکھا نہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے نہیں کہی۔

حدیث

عَنْ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ:مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ. ❸

❶ صحيح البخاری:٤/١٨٠ ❷ أيضاً ❸ صحيح البخاری:٨/١٥٦

ترجمہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے اور جانتا بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لاَ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ. [1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو، اس لئے کہ اپنے باپ سے اعراض کرنا (اور غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا) کفر ہے (یعنی کفر کی طرح ہے)۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ جان بوجھ کر غلط ولدیت بتانا اور لکھوانا ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، لیکن افسوس کہ اتنی سخت وعیدوں کے باوجود ہمارے ماحول میں اس سے بڑی غفلت اور لاپرواہی برتی جاتی ہے،

گود لئے ہوئے بچے کے کاغذات میں پرورش کرنے والے کا نام لکھنا

عام طور پر جو لوگ کسی کا بچہ گود لے کر پرورش کرتے ہیں وہ بعد میں اُسے اپنا حقیقی بیٹا قرار دیتے ہیں حتّٰی کہ اس کے تعلیمی اور سرکاری تمام کاغذات میں ولدیت کے خانے میں حقیقی باپ کے بجائے پرورش کرنے والے کا نام لکھتے ہیں، ایسا کرنا سراسر ناجائز اور گناہ ہے۔ البتہ جہاں والد کے ساتھ سرپرست لکھنے کا بھی اختیار ہو تو وہاں سرپرست کے طور پر پرورش کنندہ اپنا نام لکھوا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[1] صحيح البخاري: ٨/ ١٥٦

گناہ نمبر ۳۱

تصویر کشی کا گناہ

کسی جاندار کی تصویر بنانا شرعاً جائز نہیں، گناہ کبیرہ ہے، اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ شرک اور بت پرستی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے، اور پچھلی اُمتوں میں جاندار کی تصویر بنانا اور استعمال کرنا حرام نہیں تھا، لیکن رفتہ رفتہ لوگوں نے اُنہی تصویروں کو اپنا معبود بنانا شروع کر دیا اور بت پرستی شروع ہوگئی، تو اسلام نے تصویر کشی کے قریب جانے سے بھی منع کر دیا، چنانچہ شریعتِ مطہرہ میں کسی جاندار کی تصویر بنانا اور بنوانا سخت ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے، اور احادیثِ مبارکہ میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب بتایا گیا ہے، اس کو صفتِ تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا مقابلہ قرار دیا گیا ہے، اور تصویر بنانے والے کو بدترین عذاب کا مستحق کہا گیا ہے اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

ہمارے معاشرے میں تصویر کی لعنت

لیکن آج کل مسلمانوں میں یہ گناہ بھی بہت عام ہوگیا ہے، بلکہ ہمارے معاشرے میں یہ گناہ اپنے شباب پر ہے، تصویر کھینچنے اور کھچوانے کا عام رواج ہے۔ ہماری کوئی بھی محفل خوشی کی ہو یا غمی کی، کوئی دکان و مکان اس لعنت سے خالی نہیں، گویا کہ ہم نے تصویر کو زندگی کا ایک لازمی حصہ بنالیا ہے، ہم اپنی تقریبات کو اس وقت تک نامکمل سمجھتے ہیں، جب تک کہ اس میں تصویر کشی نہ ہو، اسی طرح اپنے مکان، دکان اور دفتروں کو اس وقت تک نامکمل سمجھتے ہیں، جب تک ان کے شوکیسوں اور دیواروں پر بڑی بڑی دو چار جاندار کی تصویریں نہ ہوں، اسی طرح اپنی تجارتی چیزوں کیلئے اشتہارات بھی تصویروں کے ساتھ ضروری ہیں، اور جب تک اشتہار میں تصویریں نہ ہوں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چیز مارکیٹ میں نہیں چلے گی، اخبارات اور رسائل میں بھی تصویر کی نمائش ضروری سمجھی جاتی ہے۔ گلی کوچے، محلے، بازار یہاں تک کہ چورنگیاں اور سڑکیں بھی بڑی بڑی تصویروں سے بھری ہوئی ہیں، بڑے بڑے سائن بورڈ پر زبردست قسم کی لائٹوں کے ساتھ تصویر کو سجایا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نامبارک اور منحوس قرار دیا اور جس کی موجودگی رحمت کے فرشتوں کے آنے سے رکاوٹ ہے آج اُسی تصویر کو ہم نے اپنی عزت و ذلت، کامیابی اور

ناکامی کا مدار بنا لیا ہے۔ حالانکہ احادیثِ مبارکہ میں اس پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں!

تصویر کشی کی مذمت کے متعلق احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ. [1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

حدیث

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: لاَ تَدْخُلُ المَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ تَصَاوِيرُ. [2]

ترجمہ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوں اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تشریح

معلوم ہوا کہ جہاں تصویر ہو، چاہے دکان ہو یا مکان، دفتر ہو یا کوئی اور جگہ، اور تصویر بھی خواہ کسی کی ہو، کسی بزرگ کی ہو یا کسی فاسق و فاجر کی، یا خود اپنی ہو، غرضیکہ کسی بھی جاندار کی تصویر جہاں ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ جب رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے تو وہاں پریشانیاں، بیماریاں، بے برکتی اور نحوست ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

---

[1] صحيح مسلم: ٣/ ١٦٧٠ [2] صحيح البخاري: ٧/ ١٦٧

حدیث

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ، فَأَفْتِنِي فِيهَا، فَقَالَ لَهُ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يَجْعَلُ لَهُ، بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا، نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وقَالَ: إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ. ❶

ترجمہ

حضرت سعید بن ابو الحسنؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں تصویریں بنانے کا کام کرتا ہوں، مجھے اس کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمایئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قریب ہو جا، وہ قریب ہو گیا، پھر فرمایا: اور قریب ہو جا، یہاں تک کہ جب وہ بہت قریب ہوا تو آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو میں نے خود رسولِ اکرم ﷺ سے سنی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ شخص جو جاندار کی تصویر بناتا ہو وہ جہنم میں جائے گا، اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے میں ایک شخص مقرر کیا جائے گا جو اس کو عذاب دے گا، اگر آپ کو تصویر ہی بنانی ہے تو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ۔

حدیث

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: الَّذِينَ يَصْنَعُونَ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ. ❷

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنی ان بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرو۔

❶صحیح مسلم:۳/ ۱۶۷۰ ❷صحیح مسلم:۳/ ۱۶۶۹

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ القِيَامَةِ، لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالمُصَوِّرِينَ ....❶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آگ کی بنی ہوئی ایک گردن ظاہر ہوگی، اس کی دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی، اور سننے والے دو کان ہوں گے، اور اس کی بولنے والی زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ (۱) ہر ظالم و جابر سرکش پر۔ (۲) ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے باطل معبود کو پکارے۔ (۳) (جاندار کی) تصویر بنانے والوں پر۔

حدیث

حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الكَلْبِ، وَكَسْبِ البَغِيِّ، وَلَعَنَ المُصَوِّرِينَ.❷

ترجمہ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جسم گودنے اور گدوانے والیوں پر، اور سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ اور تصویر بنانے والے پر بھی آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي حَرِيزٍ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ، قَالَ: خَطَبَ النَّاسَ مُعَاوِيَةُ رضي الله عنه بِحِمْصَ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، حَرَّمَ سَبْعَةَ أَشْيَاءَ،

❶ أخرجه الترمذي في سننه (۳۳۰/ ٤) وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب.

❷ صحيح البخاري: ۷/ ٦١

وَإِنِّي أُبَلِّغُكُمْ ذَلِكَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْهُ، مِنْهُنَّ: النَّوْحُ، وَالشِّعْرُ، وَالتَّصَاوِيرُ، وَالتَّبَرُّجُ، وَجُلُودُ السِّبَاعِ، وَالذَّهَبُ، وَالْحَرِيرُ. ❶

ترجمہ

حضرت ابو حریز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے "حمص" (شہر) میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزیں حرام فرمائی ہیں اور میں بھی تمہیں اس کی تبلیغ کرتا ہوں اور اس سے روکتا ہوں۔ وہ سات چیزیں یہ ہیں: (۱) نوحہ کرنا۔ (۲) شعر گوئی۔ (۳) تصویر سازی۔ (۴) عورت کا بے پردہ نکلنا۔ (۵) درندوں کی کھال۔ (۶) سونا۔ (۷) ریشم۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً. ❷

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو تخلیق میں میری مشابہت اختیار کرے،؟ (وہ کسی جاندار کی تخلیق تو کیا کر سکتے ہیں) وہ ذرا ایک ذرّہ تو پیدا کریں یا ایک دانہ یا ایک جَو تو پیدا کر کے دکھائیں۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ جاندار کی تصویر بنانا سخت گناہ اور حرام ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اب تک اس نے تصویر کے معاملہ میں جو کوتاہیاں کی ہیں اُن سے سچی توبہ کرے اور کم از کم اپنی حد تک اس گناہ سے ضرور بچے، تمام غیر ضروری تصویروں کو پھاڑ کر پھینک دے۔ گھروں، دکانوں اور دفتروں کو جانداروں کی تصویروں سے پاک کرے اور اُن تصویروں کو اُتار دے، اور اپنے دل میں تصویر کی حرمت اور اس سے نفرت بٹھالے۔

---

❶ (مسند أحمد: ۱۳۱/ ۲۸) قال الساعاتي في الفتح الرباني (۲۹۶/ ۱۹) في تخريجه: روى بعضه أبو داود وابنُ ماجه، ورواه أئمة الحديث في كتبهم مقطعًا في أبوابه بأسانيد صحيحة، وفي إسناده عند الإمام أحمد أبو حريز قال في الخلاصة و التقريب: مجهول.

❷ صحيح البخاري: ۱٦۱/ ۹

تصویر کے متعلق چند مسائل

تصویر سے متعلقہ مسائل بہت زیادہ ہیں، وہ سب یہاں بیان کرنا مقصود نہیں، البتہ چند معروف مسئلے لکھے جاتے ہیں۔

ضرورت کے موقع پر تصویر کھنچوانا

جہاں واقعی کوئی ضرورت درپیش ہو، جیسے پاسپورٹ، شناختی کارڈ، سرکاری دستاویزات اور فارم کیلئے یا ویزے کے حصول کیلئے، یا تعلیمی ضرورت یا ایسی ضرورت کے مواقع پر تصویر کھنچوانا جہاں انسان کے چہرے کی شناخت ضروری ہو، تو ان ضروریات کے پیش نظر تصویر کھینچنے اور کھنچوانے کی گنجائش ہے۔

غیر جاندار کی تصویر

غیر جاندار اشیاء مثلاً درخت، سمندر، بادل، اور گاڑیاں، عمارتیں اور قدرتی مناظر کی تصویر کھینچنا اور محفوظ کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر جاندار کی تصویر میں ایسی ترمیم کر لی جائے جس سے وہ حرام تصویر سے نکل جائے مثلاً سر کاٹ دیا جائے یا چہرے کے اعضاء منہ، ناک، کان اور آنکھیں وغیرہ ختم کردی جائیں تو اس صورت میں وہ جاندار کی تصویر کے حکم میں نہیں رہے گی۔

ہاتھ پر تصویر گدوانا

بعض لوگ ہاتھ میں تصویر گدواتے ہیں، یہ عمل شرعاً حرام ہے، اس سے توبہ لازم ہے، باقی اس حالت میں نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ چونکہ اس تصویر کو دور کرنا اور مٹانا دشوار ہے اس لئے نماز ہوجائے گی، تاہم کوشش کی جائے کہ کسی کپڑے وغیرہ سے تصویر کو ڈھانپ لیا جائے۔ [1]

تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا

بہت سے کپڑوں مثلاً ٹی شرٹ وغیرہ پر کھلاڑیوں کی یا کسی اور جاندار کی تصویریں بنی ہوتی ہیں، بعض نوجوان ایسے لباس پہن کر نماز میں بھی شریک ہوجاتے ہیں، شرعاً تصویر

[1] فتاوی محمودیہ: ۲/ ۱۲۸

والے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس کے اوپر کوئی رومال یا چادر وغیرہ ڈال دی جائے جس سے تصویر نظر نہ آئے تو پھر اس کپڑے میں نماز پڑھنا درست ہے۔ ❶

مکان/دکان میں یادگار تصویریں لگانا

بعض لوگ اپنے گھر اور وطن سے دور ہوتے ہیں، گھر والوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تصویریں اپنے پاس رکھیں، اور وہ گھر والوں کی تصویریں اپنے پاس رکھتا ہے، اس مقصد کیلئے تصویری البم بنانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، یہ عمل ناجائز ہے۔ اسی طرح بعض لوگ گھروں میں مختلف بزرگوں کی طرف منسوب تصویریں لٹکاتے ہیں، یا اپنے خاندان کے کسی بڑے کی تصویر تعظیم یا تبرک حاصل کرنے کیلئے لگاتے ہیں، اس بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ ہر طرح کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ تعظیم کی نیت سے بنائے یا کسی اور غرض سے۔

تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنا

بعض لوگ کمرہ میں یا دکان میں نمایاں کر کے تصویر لٹکاتے ہیں، بعض لوگ مجسمے یا مورتی بنا کر کھڑی کر دیتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ گھوڑے وغیرہ کی تصویر بھی آویزاں کرتے ہیں، یہ تصاویر چاہے کسی انسان کی ہو یا جانور کی، شرعاً ان تصاویر کا لگانا گناہ اور ناجائز ہے، اور ایسی جگہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ ❷

مصنوعات پر جاندار کی تصویر مارکہ کے طور پر استعمال کرنا

اپنی مصنوعات پر جاندار کی تصویر کا مارکہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

---

❶ قوله: (ولبس ثوب فيه تماثيل ذي روح ....) (و) لا يكره (لو كانت تحت قدميه) أو محل جلوسه لأنها مُهانةٌ، (أو في يده) عبارة الشمني بدنه لأنها مستورة بثيابه (أو على خاتمه) بنقش غير مستبين. قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس أو صُرَّة أو ثوب آخر، وأقرّه المصنف (أو كانت صغيرة) لا تتبين تفاصيل أعضائها للناظر قائما وهي على الأرض، ذكره الحلبي (أو مقطوعة الرأس أو الوجه). (الدر المختار مع رد المحتار: ١/٦٤٨)

❷ قوله: (ولبس ثوب فيه تماثيل . . . (أو ثوب آخر) كان فوق الثوب الذى فيه صورة ثوب ساتر له فلا تكره الصلاة فيه لاستتارها بالثوب بحر. (حاشية ابن عابدين: ١/ ٦٤٧)

خانہ کعبہ کی تصویر کا فریم لٹکانا

بعض لوگ اپنے گھر میں ایسا فریم لٹکاتے ہیں جس میں خانہ کعبہ اور اس کے اطراف میں لوگوں کو طواف کرتے دکھایا گیا ہے یا مسجدِ نبوی میں لوگوں کو نماز پڑھتے دکھایا گیا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس میں لوگوں کی تصویریں بالکل دھندلی ہوں، ان کی آنکھیں، ناک کان وغیرہ واضح نظر نہ آتے ہوں یا بہت چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوں یا پشت کی جانب کی تصویریں ہوں تو ایسا فریم لٹکانا جائز ہے،لیکن اگر تصویریں واضح ہوں تو ایسا فریم لٹکانا جائز نہیں۔خصوصاً مساجد میں یا گھروں میں نماز کی جگہوں کو ایسے فریموں سے بچانا ضروری ہے۔

منگیتر کی تصویر رکھنا

بعض لوگ جب کسی لڑکی سے شادی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی تصویر منگواتے ہیں اور یہ بہانہ بناتے ہیں کہ رشتہ سے پہلے دیکھنے کی اجازت ہے۔ یاد رکھیں کہ اس مقصد کیلئے تصویر کھینچنا اور نامحرم مرد کے پاس بھیجنا اور اس مرد کا اس کو بار بار دیکھنا اور اس سے لذت حاصل کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

اسی طرح بعض لوگ منگنی ہوجانے کے بعد منگیتر کی تصویر اپنے پاس رکھتے ہیں، اور دیکھتے ہیں یہ ایک اجنبی عورت سے لذت حاصل کرنا ہے جو کہ جائز نہیں، لہٰذا لڑکا اور لڑکی دونوں کیلئے اپنے منگیتر کی تصویر اپنے پاس رکھ کر دیکھنا اور لذت لینا گناہ ہے۔اس سے بچنا ضروری ہے۔

ڈیجیٹل کیمرہ سے لی گئی تصویر کا حکم

ڈیجیٹل کیمرے سے لی جانے والی تصویر کا جب تک پرنٹ نہ لیا گیا ہو یا اُسے پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کیا گیا ہو بلکہ شکلیں محض اسکرین پر نظر آرہی ہوں تو شرعاً ان کے تصویر ہونے کے حکم میں علمائے عصر کی آراء مختلف ہیں۔جامعہ دارالعلوم کراچی کے حضراتِ اکابر حفظہم اللہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ان پر حرام تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا، بشرطیکہ اس میں نامحرم عورتوں یا فحش مناظر وغیرہ کی تصویر کشی نہ کی گئی ہو۔البتہ چونکہ اس مسئلہ میں حضراتِ علمائے کرام کا اختلاف ہے، لہٰذا بلاضرورت ڈیجیٹل تصویر/ ویڈیو بنانے سے بھی

احتیاط کرنا بہر حال بہتر ہے۔

لیکن یہ بات ضرور واضح رہنی چاہئے کہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے حضرات اکابر اور ان کی رائے سے موافقت رکھنے والے دیگر حضرات علماء کرام کا فتوی صرف ان ڈیجیٹل مناظر سے متعلق ہے جو حاجت یا اباحتِ شرعیہ کے دائرے میں آتے ہوں۔ اس لئے مکروہ اور ناجائز یا حرام مواقع پر تصویر کی اجازت کسی بھی عالم کے نزدیک نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے عمل کو جائز کرنے کیلئے علماءِ کرام کی طرف غلط نسبت کرنے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

خانہ کعبہ اور دیگر مقدس مقامات پر اپنی تصاویر بنوانا

آجکل یہ فتنہ بہت عروج پر ہے کہ لوگ بیت اللہ میں طواف کرتے ہوئے، مسجدِ نبوی، روضۂ رسول ﷺ اور دیگر مقدس مقامات پر جا کر تصویریں اور ویڈیو بناتے ہیں جس میں نامحرم خواتین کی تصویریں بھی آجاتی ہیں، اسی طرح لوگ اپنی سیلفیاں بھی بناتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہاں ایسی کوئی حاجت نہیں جس کی وجہ سے ڈیجیٹل کیمرہ سے بھی تصویر بنانے کی اجازت دی جائے، بالخصوص جبکہ ان کاموں میں لگنے سے عبادت کا سارا خشوع وخضوع خاک میں مل جاتا ہے، اس لئے یہ طریقہ غلط ہے اور مسجد اور دیگر بابرکت جگہوں کے تقدس اور احترام کے خلاف ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تصویر کشی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ۳۲ بے پردگی کا گناہ

خواتین کو پردہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے ذریعہ دیا ہے، اور قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں پردے کے احکام موجود ہیں، اور قرآنِ کریم میں جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا حکم دیں تو وہ کام فرض ہوجاتا ہے، اس لئے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی طرح مسلمان عورتوں پر شرعی پردہ کرنا فرض ہے۔

پردہ کی فرضیت قرآنِ کریم میں

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴿۵۹﴾ ❶

ترجمہ

"اے نبی! آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔ اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو ان کو ستایا نہیں جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے"۔

تشریح

قرآنِ کریم کی آیات اور احادیثِ طیبہ کے مجموعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کیلئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں، باہر نہ نکلیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ❷

ترجمہ

"اور (تم عورتیں) اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دِکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا"۔

لیکن اگر کسی وقت باہر نکلنے کی کوئی طبعی یا شرعی ضرورت پیش آجائے تو بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت باہر جانا جائز ہے، مگر یہ لازم ہے کہ کوئی لمبی چادر یا برقع پہن کر نکلیں جس میں پورا بدن چھپا ہوا ہو، اور اس چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیں، مقصد یہ ہے کہ راستہ دیکھنے کیلئے آنکھوں کو چھوڑ کر چہرے کا باقی حصہ چھپا لیا جائے، کیونکہ ضرورتیں اتنے پردہ کے ساتھ پوری ہوسکتی ہیں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کیلئے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔

❶الأحزاب:۵۹ ❷الأحزاب:۳۳

پردہ کے اہتمام کے متعلق چند احادیثِ طیبہ

احادیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم نازل فرمایا تو نبی کریم ﷺ نے بھی سختی کے ساتھ اس کی تاکید فرمائی، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

حدیث

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! يَدْخُلُ عَلَيْكَ البَرُّ وَالفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ بِالحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ الحِجَابِ.[1]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی خدمت میں نیک اور بد ہر طرح کے آدمی آتے ہیں، اگر آپ اُمہات المؤمنین (ازواجِ مطہرات) کو پردہ کرنے کے متعلق حکم فرمادیں تو اچھا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی (جس کی وجہ سے تمام عورتوں پر پردہ کرنا فرض ہوا)۔

اس حدیث سے شرعی پردہ کی ابتدا معلوم ہوئی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طبعی خواہش تھی کہ ازواجِ مطہرات کو کسی کے سامنے نہ آنے دیا جائے۔ یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے نہایت تاکیدی احکام جاری فرمائے، چنانچہ مسلمان خواتین نے پردہ کی پابندی شروع کردی، اور عہدِ رسالت میں پردہ کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا، حتیٰ کہ ازواجِ مطہرات جو امت کی مائیں ہیں اور ان کے بارے میں کسی قسم کے فتنہ کا کوئی اندیشہ نہ تھا اُن کو بھی حضور ﷺ نے پردہ کروایا۔

حدیث

عَنْ نَبْهَانَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رضي الله عنها حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَيْمُونَةَ رضي الله عنهما قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ، أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالحِجَابِ، فَقَالَ

[1] صحيح البخاري: ٦/ ١١٨

رَسُولُ اللهِ ﷺ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ. ❶

ترجمہ

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں، اتفاقاً حضرت عبد اللہ بن امِ مکتوم (نابینا صحابی) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں (حضرت امِ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا) سے فرمایا: ان سے پردہ کرو۔ حضرت اُمِ سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں؟ جو ہمیں دیکھ نہیں سکتے اور پہچان نہیں سکتے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟

تشریح

اس واقعہ سے پردہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، کہ باوجودیکہ اس مقام پر کوئی ادنیٰ احتمال بھی خرابی کا نہ تھا، کیونکہ ایک طرف ازواجِ مطہرات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں، دوسری طرف ایک نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا، لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کیلئے یا امت کی تعلیم کیلئے آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات کو پردہ کرایا۔ تو جہاں ایسے قوی موانع بھی نہ ہوں وہاں پردہ کا اہتمام کس قدر ضروری ہوگا؟

پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد مسلمان خواتین نے اس قدر پردہ کا اہتمام شروع کردیا کہ حضرات صحابۂ کرام کی بیویاں بھی آپ ﷺ سے پردہ کرنے لگیں، جبکہ وہاں فتنہ کا کوئی اندیشہ نہ تھا، چنانچہ روایت میں آتا ہے:

حدیث

عَنْ عَبْدِ الْخَبِيرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، يُقَالُ لَهَا: أُمُّ خَلَّادٍ، وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ:

❶ أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٤٨١) وقال: هذا حديث حسن صحيح.

جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ: إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي، فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ، قَالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ. [1]

ترجمہ

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، جس کو ام خلاد رضی اللہ عنہا کہتے تھے، اور اس نے چہرہ پر نقاب ڈالا ہوا تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے آئی تھی کہ اپنے بیٹے کے بارے معلوم کرے جو جہاد میں شہید ہوگیا تھا کہ اس کا آخرت میں درجہ کیا ہوگا؟ بعض اصحاب نے اُس خاتون سے کہا کہ بیٹے کی موت کا حادثہ ہوا ہے اور تم اس کا پوچھنے کیلئے بھی نقاب وحجاب کے ساتھ آئی ہو؟ (حالانکہ ایسے مواقع پر عموماً عورتوں سے پردہ چھوٹ جاتا ہے)، تو اس عورت نے جواب دیا: میرا بیٹا مارا گیا ہے، لیکن میری حیاء تو نہیں ماری گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا، خاتون نے پوچھا کہ ایسا کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیونکہ اس کو اہلِ کتاب نے شہید کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتیں خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی چہرہ کھول کر نہ آتی تھیں یہاں تک کہ مصیبت کے عالم میں بھی پردہ کا اہتمام تھا۔

حدیث

أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ، مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ، قَالَ: فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ، فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: فَخَرَجْنَا مَعَ

[1] (سنن أبي داؤد: ٣/٢٦٤) والحديث سكت عنه أبو داؤد. وقال المنذري في مختصر سنن أبي داود (٢/٣٨٦): كذا قال، وجَدُّ عبد الخير: هو ثابت بن قيس بن شماس، لا قيس بن شماس، قال البخاري: عبد الخبير عن أبيه عن جده ثابت بن قيس عن النبي ﷺ، ويروى عنه فرج بن فَضَالة، حديثه ليس بالقائم، فرج عنده مناكير، وقال أبو حاتم الرازي: عبد الخبير حديثه ليس بالقائم، منكر الحديث، وقال ابن عدي: وعبد الخبير ليس بالمعروف.

رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خُذْ عَلَيْكَ سِلاَحَكَ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلاَحَهُ، ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعَنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ، فَقَالَتْ لَهُ: اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي، فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ. [1]

ترجمہ

حضرت ابو السائبؒ سے مروی ہے کہ (ایک دن) وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر گئے دیکھا وہ نماز میں مشغول ہیں، (فرماتے ہیں) میں ان کے نماز سے فارغ ہونے کے انتظار میں بیٹھ گیا، یکا یک میں نے گھر کے ایک کونہ میں، کھجور کے درخت کے ٹہنوں میں، حرکت محسوس کی، میں نے ادھر دیکھا تو وہاں ایک سانپ نظر آیا میں اسے مارنے کے لئے لپکا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ چنانچہ میں بیٹھ گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے گھر کے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا تم نے یہ کمرہ دیکھا؟ میں نے عرض کیا جی! انہوں نے فرمایا اس کمرہ میں ہمارا ایک نوجوان رہا کرتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، پھر آپ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے (اور خندق کھودنے میں مشغول رہے) وہ نوجوان دوپہر کو حضور ﷺ سے اجازت لیکر گھر آیا کرتا تھا، ایک دن اس نے جب حضور ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تم اپنا اسلحہ ساتھ لیجاؤ، کیونکہ مجھے بنو قریظہ کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے، چنانچہ وہ اپنے ہتھیار لیکر گھر کی طرف چلا (جب گھر کے قریب پہنچا) تو اس نے اپنی بیوی کو گھر کے دروازہ کی دونوں چوکھٹ کے درمیان کھڑے ہوئے پایا، غیرت میں آکر اس نے اس کے نیزہ مارنے کا ارادہ کیا، اس کی بیوی نے کہا: اپنا نیزہ روک لیں اور ذرا کمرہ میں اندر جا کر دیکھیں کہ کس چیز نے مجھے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے؟ وہ جوان اندر گیا تو اس نے دیکھا ایک بہت بڑا اژدھا گنڈی مارے اور پھن پھیلائے بستر پر بیٹھا ہوا ہے جس کے ڈر سے اس جوان کی بیوی گھر سے باہر نکلی تھی وہ جوان

[1] صحیح مسلم: ٤/ ١٧٥٦

اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس سانپ کو نیزہ مار کر اس میں پرولیا (اور اس نیزہ کو صحن میں آکر زمین میں گاڑ دیا)۔

تشریح

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک عورت کا بے پردہ باہر نکلنا بدترین جرم تھا، اور پردہ کا حکم ان حضرات کی نظر اور طبیعت میں اس قدر پختہ ہو چکا تھا کہ بیوی کو دروازہ پر کھڑا دیکھ کر غیرت جوش میں آگئی، حالانکہ وہ اس مجبوری میں کھڑی تھی کہ گھر کے اندر سانپ آگیا تھا جس کے خوف سے وہ دروازہ پر آگئی تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے شوہر کو رُکنے کا اشارہ کیا اور ساری صورتحال بتائی۔

لہٰذا مسلمان خواتین کو دیگر فرائض نماز اور روزہ وغیرہ کی طرح شرعی پردہ کا بھی پورا اہتمام کرنا چاہئے۔ کیونکہ جس طرح نماز نہ پڑھنا، رمضان کے روزے نہ رکھنا، زکوٰۃ اور حج فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنا بڑا گناہ ہے، اِسی طرح جب مسلمان خاتون پر بالغ ہونے کی وجہ سے پردہ فرض ہوجائے تو اس فرض کو ادا نہ کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔ اور جو عورتیں گھر کے اندر نامحرموں سے پردہ نہیں کرتیں یا گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، ان کے بارے میں احادیثِ طیبہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

پردہ نہ کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں سخت وعیدیں

حدیث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ. [1]

ترجمہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میں نے جنت میں دیکھا تو اس کے اندر فقراء کو زیادہ پایا، اور جب میں نے جہنم کے اندر دیکھا تو اس میں عورتوں کو زیادہ پایا۔

[1] صحیح البخاری ٤/١١٧

جہنم میں عورتوں کی کثرت کی وجہ

جہنم میں عورتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں علامہ ابن حجر ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ بِسَبَبِ قِلَّةِ طَاعَتِهِنَّ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَزْوَاجِهِنَّ وَكَثْرَةِ تَبَهْرُجِهِنَّ، وَالتَّبَهْرُجُ: هُوَ إِذَا أَرَادَتْ الْخُرُوجَ مِنْ بَيْتِهَا لَبِسَتْ أَفْخَرَ ثِيَابِهَا، وَتَجَمَّلَتْ، وَتَحَسَّنَتْ، وَخَرَجَتْ تَفْتِنُ النَّاسَ بِنَفْسِهَا، فَإِنْ سَلِمَتْ فِي نَفْسِهَا لَمْ يَسْلَمْ النَّاسُ مِنْهَا. [1]

ترجمہ

جس کا حاصل یہ ہے جہنم میں عورتوں کی کثرت ہونے کی تین وجوہات ہیں: ایک وجہ یہ ہے کہ خواتین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری بہت کم کرتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے اندر شوہر کی فرمانبرداری کا جذبہ بھی کم ہوتا ہے، اگرچہ کچھ خواتین اللہ تعالیٰ اور شوہر کی اطاعت کرنے والی بھی ہوتی ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر بے پردہ ہوکر بن ٹھن کر گھر سے باہر نکلنے کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

گھر سے باہر نکلنے والی لاکھوں عورتوں میں چند ہی عورتیں واقعۃً شرعی پردہ کرنے والی ہوتی ہیں، ورنہ اکثر عورتیں یا تو بے پردہ ہوتی ہیں یا برائے نام پردہ کرتی ہیں۔ آج ہمارے بازاروں، تفریح گاہوں اور تقریبات میں ہر جگہ خواتین پورے بناؤ سنگھار کے ساتھ بے پردہ موجود ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ خود بھی گناہگار ہوتی ہیں اور دوسروں کے گناہ میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

جہنم کی دو جماعتیں

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ، يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ

[1] الزواجر عن اقتراف الكبائر: ٤/ ٢١٩٢

الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. ❶

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جہنم کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو ابھی تک میں نے نہیں دیکھا، ایک جماعت وہ ہے جن کے ہاتھوں میں بیل کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے، جس سے وہ لوگوں کو مار رہے ہوں گے۔ اور دوسری جماعت ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی اور وہ مَردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، اور ان کے سروں پر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح اونچے اونچے بال ہوں گے اور وہ مٹک مٹک کر چل رہی ہوں گی۔ یہ دونوں جماعتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی (یعنی بہت دور کی) مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔

تشریح

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی جن دو جماعتوں کا ذکر فرمایا ہے: ان میں پہلی جماعت سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں پر ظلم کریں گے، ناحق لوگوں کو ماریں گے اور ان کا مال کھائیں گے۔ اور دوسری جماعت خواتین کی ہے جن کی علامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں:

(۱) ... پہلی علامت یہ ہے کہ لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، یعنی وہ ایسا لباس پہنیں گی جو لباس کے مقصد کو پورا نہیں کرے گا، کیونکہ لباس کا اصل مقصد جسم کو اور قدرتی بناوٹ کو چھپانا ہے، اور اس مقصد کو پورا نہ کرنے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک صورت یہ کہ لباس اتنا باریک ہو کہ اس میں سے جسم صاف نظر آ رہا ہوگا، دوسری صورت یہ کہ لباس باریک تو نہیں ہوگا بلکہ موٹا ہوگا لیکن اتنا چست ہوگا کہ جسم کے اعضاء کی بناوٹ کو نمایاں کر رہا ہوگا، تیسری صورت یہ کہ جسم پر لباس تو ہوگا لیکن وہ ناقص اور ناتمام ہوگا جیسے آجکل آدھی آستین اور چھوٹے پائنچوں والے کپڑے ہوتے ہیں۔ ایسا لباس جہنم میں لے جانے کا باعث ہے۔

❶ صحیح مسلم: ٤/ ٢١٩٢

(۲)... دوسری علامت یہ ہے کہ وہ خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور مردوں کو بھی اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی، اور ان خواتین نے اپنے سر کے بالوں کو فیشن کے طور پر اس طرح بنایا ہوا ہوگا کہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے سروں پر بہت بال ہیں اور وہ بال بختی اونٹ کے کوہان کی طرح اُونچے ہوں گے، یعنی جس طرح اونٹ جب چلتا ہے تو اس کا کوہان کبھی ایک طرف جھکتا ہے اور کبھی دوسری طرف جھکتا ہے، اسی طرح وہ خواتین اپنے سروں کو اس طرح حرکت دیتے ہوئے چلیں گی کہ ان کے سر کے بال کبھی ایک طرف جھکیں گے اور کبھی دوسری طرف جھکیں گے جس کو دیکھ کر لوگ یہ محسوس کریں گے کہ ان کے سر کے بال بہت لمبے ہیں۔

بہر حال! ایسی خواتین کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائیں گی، جبکہ دوسری حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب جنّتی کو جنت تک پہنچنے میں سو سال کی مسافت باقی ہوگی اتنی دور سے جنت کی خوشبو آنا شروع ہوجائے گی، لیکن جو عورتیں دنیا میں بے حجاب اور بے پردہ رہیں گی وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی، جس کا مطلب یہ کہ ایسی خواتین جہنم میں جائیں گی، البتہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوگیا تو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جاسکیں گی۔

بہر حال خواتین کا اپنے آپ کو بے پردہ رکھنا اور بے پردہ گھر سے نکلنا اور نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ آنا جانا اور سر کھلا رکھنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں، اس میں وقتی طور پر تھوڑی سی آزادی محسوس ہوتی ہے لیکن درحقیقت بے پردگی میں نہ آزادی ہے نہ راحت، بلکہ سکون اور آزادی کا دھوکہ ہے، اگر واقعۃً بے پردگی میں راحت ہوتی تو اللہ تعالیٰ پردہ کا حکم نہ دیتے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حکم دیا ہے حقیقت میں اسی میں راحت و عافیت اور عزت وسکون ہے، لہٰذا دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر اتنے بڑے عذاب کو مول لینا یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں۔

شرعی پردہ کے درجات

فقیہ الامت مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''معارف القرآن'' میں قرآن مجید کی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی

میں پردہ کے تین درجات بیان فرمائے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)... پردہ کا پہلا درجہ یہ ہے اور یہی شرعاً مطلوب ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہیں، ان کا وجود نامحرم مردوں کے سامنے نہ آئے۔

(۲)... دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ضرورت کے موقع پر عورت کو گھر سے باہر جانا پڑے تو اس وقت کسی برقع یا لمبی چادر کو سر سے پیر تک اوڑھ کر نکلے، جس میں بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، صرف راستہ دیکھنے کیلئے ایک آنکھ کھلی ہو۔ یہ صورت بھی ضرورت کے وقت جائز ہے، اور اس پر فقہاء اُمت رحمہم اللہ کا اتفاق ہے، مگر اس صورت کے اختیار کرنے پر احادیث میں کچھ پابندیاں بھی لگائی گئی ہیں، مثلاً خوشبو نہ لگائے، بجنے والا کوئی زیور نہ پہنے، راستہ کے کنارے پر چلے، مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہو وغیرہ۔

(۳)... تیسرا درجہ یہ ہے کہ سر سے پیر تک سارا بدن چھپا ہوا ہو، مگر چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوئی ہوں، اس صورت میں حضراتِ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھولنا بھی جائز نہیں، گویا اُن کے نزدیک پردہ کے صرف دو ہی درجے ہیں۔ البتہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہو یعنی عورت کے قریب ہونے کے میلان کا خطرہ نہ ہو تو چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی گنجائش ہے، لیکن اگر اس کا خوف ہو تو کھولنا جائز نہیں۔ اور چونکہ اس زمانہ میں فتنہ کا خوف نہ ہونا شاذ و نادر ہے، اس لئے متاخرین فقہاءِ حنفیہ رحمہم اللہ نے بالآخر وہی حکم دیدیا جو ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ نے دیا تھا کہ چہرے اور ہتھیلیوں کو کھولنا اور ان کی طرف دیکھنا بھی منع ہے۔ [1]

گھر کے اندر رہنے والے نامحرم سے پردہ کا طریقہ

البتہ وہ رشتہ دار جو گھر کے اندر رہتے ہیں اور ان کے سامنے بار بار آنے کی نوبت آتی ہے تو ایسی صورت میں حرج سے بچنے کیلئے حضراتِ علماءِ کرام نے فرمایا ہے کہ عورت کسی لمبی چادر سے اپنے پورے جسم اور سر کے بالوں کو چھپا لے، ہاتھ کی ہتھیلیاں اگر کھلی رہیں تو اس کی بھی گنجائش ہے، اور چہرہ چونکہ حسن و جمال کا مرکز ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ چہرے پر

---

[1] ماخذہ معارف القرآن: ۷/۲۱۳

گھونگھٹ وغیرہ ڈال کر اُسے چھپالے، لیکن اگر کسی خاتون کیلئے ایسا کرنا مشکل ہو اور گھر کے نامحرم افراد سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو چہرہ کھلا رکھنے کی بھی گنجائش ہے، لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں چہرہ چھپانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

البتہ یاد رہے کہ یہ حکم صرف ان نامحرم مردوں کے بارے میں ہے جو گھر کے اندر رہتے ہوں، اس لئے کہ ہر وقت اپنے کمرے میں چھپ کر رہنا بھی مشکل ہے اور برقع پہن کر گھر کے کام کاج کرنا بھی مشکل ہے، اس لئے شریعت نے یہ سہولت دی ہے، تاکہ خواتین شریعت کے حکم پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے کام بھی سہولت سے انجام دے سکیں۔ لیکن وہ رشتہ دار جو گھر کے اندر نہیں رہتے اُن سے شرعی پردہ کا پورا اہتمام ہونا چاہئے، ہاں ضرورت کے وقت پسِ پردہ یا انٹرکام/ٹیلیفون وغیرہ پر بقدرِ ضرورت بات کی جاسکتی ہے۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

بعض مواقع ایسے ہیں جن کے متعلق عموماً خواتین کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہاں پردہ کے احکام ہم پر لاگو نہیں ہوتے اور ان موقعوں پر پردہ کرنا فرض نہیں ہوتا، حالانکہ شرعی لحاظ سے وہاں بھی پردہ کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح عام حالات میں پردہ فرض ہے۔ اس لئے ذیل میں چند ایسی صورتیں لکھی جارہی ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر غلط فہمی دور ہو اور گناہ سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

شوہر کے کہنے پر بے پردگی

بعض خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ پردہ شوہر کا حق ہے، لہٰذا جہاں وہ پردہ کا حکم دے گا، وہاں پردہ کیا جائے، اور جن رشتہ داروں سے شوہر خود ملنے کا کہے اور پردہ نہ کرائے، اُن سے پردہ کرنا ضروری نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ پردہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے، لہٰذا جہاں شریعت میں پردہ کا حکم ہے وہاں ہر حال میں پردہ کرنا ہوگا، چاہے شوہر پردہ کرنے سے منع کرے۔

پیر/شیخ سے پردہ

بعض خواتین کی سوچ اپنے دنیا دار مُرشد اور پیر کے بارے میں یہ ہوتی ہے کہ ان کے سامنے بے پردہ آنا جائز ہے، اور پردہ کرنے کی ضرورت نہیں، یہ سراسر غلط اور گمراہی ہے۔ پیر

احرام کی حالت میں پردہ ضروری نہیں۔ یہ بات بھی غلط ہے، کیونکہ احرام اور بغیر احرام دونوں حالتوں میں پردہ کرنا اور مردوں اور عورتوں کو بدنظری سے بچنا ضروری ہے۔لہٰذا احرام کی حالت میں ایسی صورت اختیار کرنا ضروری ہے کہ چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے اور نامحرموں سے پردہ بھی ہوجائے، مثلاً سر پر ایسا ہیٹ پہن لیاجائے جسکے اگلے حصہ پر ایسی نقاب سلی ہوئی ہوجس میں چہرہ نہ جھلکے اور اس میں آنکھوں کے سامنے باریک جالی سلی ہوئی ہوتا کہ راستہ نظر آسکے، اس طرح پردہ بھی ہوجائے گا اور نقاب بھی چہرے سے دور رہے گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا، سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ.[1]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (سفرِ حج میں) ہمارے قریب سے حاجی لوگ گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں، (چونکہ احرام میں عورت کو چہرہ سے کپڑا لگانا منع ہے، اور پردہ کرنا اِحرام میں بھی لازم ہے) اس لئے جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گزرتے تو ہم بڑی سی چادر کو سر سے گرا کر چہرے کے سامنے لٹکا لیتے اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے تھے۔

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ کے سفر میں بھی پردے کا اہتمام ضروری ہے، جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ دیگر خواتین نے پردہ کا اہتمام کیا، اگر نامحرموں سے چہرہ چھپانا لازم نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر عورتیں حاجیوں سے چہرہ چھپانے کا اہتمام نہ کرتیں۔ معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں بھی نامحرم مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ آجکل بعض حجاجِ کرام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جاکر بھائی بہن بن جاتے ہیں اور پھر پورے سفر میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ آنا جانا اور اٹھنا بیٹھنا کرتے ہیں، یہ بالکل غلط اور خلافِ شریعت ہے۔ یاد رکھیں! حج کے سفر میں بھی بے پردگی

[1] أخرجه أبوداؤد في سننه (٥٩٣/ ٢) وسكت عنه. وعزاه الحافظ في الدراية ٣٢/ ٢ إلى أبي داؤد وابن ماجه وقال: وفي إسناده يزيد بن أبي زياد وهو ضعيف.

خواہ کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو لیکن پردہ کرنا اس سے بھی ضروری ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر دنیا میں اور کون بزرگ ہوسکتا ہے لیکن آپ ﷺ کو بھی جب ایک خاتون نے خط دینا چاہا تو پردہ کے پیچھے سے دیا، آمنا سامنا نہیں ہوا۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَوْمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا، كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ، فَقَالَ:مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ، أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟ قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ قَالَ:لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ -يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ-.[1]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے حضور اقدس ﷺ کے دستِ مبارک میں پرچہ دینا چاہا، حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا، (اور پرچہ ہاتھ میں نہیں لیا، اور چونکہ پرچہ والے ہاتھ کی انگلیوں پر نظر پڑ گئی تھی اس لئے) فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس عورت نے عرض کیا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں (کی سفیدی) کو مہندی سے بدل دیتی۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابی عورتیں حضور اقدس ﷺ کے سامنے نہیں آتی تھیں، اور پرچہ دینے کیلئے بھی جب ہاتھ ظاہر کیا تو تھوڑا سا ظاہر کیا جس سے یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ کیونکہ اگر ہاتھ کا زیادہ حصہ پردے کے اس طرف چلا جاتا تو چوڑی وغیرہ سے یا زنانہ کپڑے کی آستین سے آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا کہ یہ کس کا ہاتھ ہے۔

سفرِ حج میں پردہ

شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ عورت جب احرام باندھ لے تو احرام سے فارغ ہونے تک حالتِ احرام میں چہرے پر کپڑا لگانا منع ہے۔ اس سے بعض لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ

[1] أخرجه أبو داؤد في سننه (٥٨٧/ ٤) و سكت عنه أبو داود. وقال المنذري في مختصره ٥٨/ ٤: وأخرجه النسائي. ومن رواية أبي داؤد ذكره ابن الملقن في البدر المنير ٦/١٣٩ وقال: ورواه النسائي في سننه أيضًا وقَبْلَهُمَا الإمام أحمد، وصفيّة هذه مجهولة، قال ابن القطان في الكتاب المذكور: هذا حديث في غاية الضعف، صفية هذه عدم.

منع ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

رنج وغم کے موقع پر پردہ

بعض لوگوں کی سوچ یہ ہے کہ مصیبت اور پریشانی کے وقت اگر پردہ کا کوئی خاص اہتمام نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں، چنانچہ وہ ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ گویا شریعت کا کوئی حکم مصیبت کے وقت لاگو ہوتا ہی نہیں، جب گھر میں کوئی موت ہوجائے تو عورتیں زور زور سے نوحہ کرتی ہیں، پھر جب جنازہ گھر سے باہر نکالا جاتا ہے تو خواتین دروازے کے باہر تک پیچھے پیچھے چلی آتی ہیں اور پردے کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ اور سوچ غلط اور خلاف شریعت ہے۔ رنج ہو یا خوشی ہر حال میں نامحرم کے سامنے بے پردہ ہوکر آنا منع ہے۔ اس مضمون کے شروع میں حدیث گزر چکی ہے جس میں حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شہید بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی تھیں اور نقاب کیا ہوا تھا، بعض حضرات کے پوچھنے پر انہوں نے صاف جواب دیا کہ میرا بیٹا مارا گیا ہے، لیکن میری حیاء نہیں ماری گئی۔ لہٰذا مصیبت اور پریشانی کے وقت پردہ کو ضروری نہ سمجھنا اور بے پردہ ہوکر نامحرموں کے سامنے آنا نہایت غلط ہے، اس طریقہ سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام مسلمان خواتین کو بے پردگی کے گناہ سے بچنے اور شرعی پردہ کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

گناہ نمبر ۳۳ بھیک مانگنے کا گناہ

جو مسلمان صحتمند اور عقلمند ہو اور وہ محنت مزدوری کرکے، یا ملازمت یا کاروبار کرکے یا کاشتکاری اور دستکاری کے ذریعہ یا کوئی اور جائز کام کرکے اگر پیسے کما سکتا ہے تو بقدرِ ضرورت حلال روزی کمانا اس پر فرض ہے، تاکہ اس سے اپنا اور بیوی بچوں کا اور کمانے سے عاجز کمزور ماں باپ کا خرچ برداشت کرسکے اور ان کی ضروریات پوری کرسکے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ.[1]

---

[1] (شعب الإيمان: ١١/ ١٧٦) قال العراقي في تخريج أحاديث الإحياء (١/ ١٧٠) أخرجه الطبراني والبيهقي في شعب الإيمان من حديث ابن مسعود بسند ضعيف. والحديث ذكره السخاوى فى المقاصد ص: ٣١٦ مع ذكر طرقه وشواهده وقال في آخر البحث: و بعضها يؤكد بعضًا لا سيّما وشواهدها كثيرة.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال کمائی کی کوشش کرنا دیگر فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

کمانے کی طاقت کے باوجود ہاتھ پھیلانا جائز نہیں

اگر کوئی شخص کمانے کی طاقت اور صلاحیت رکھنے کے باوجود اس فرض کو چھوڑ دے اور محنت کر کے روزی کمانے کے بجائے اپنے آپ کو ناکارہ بنا کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا شروع کر دے یا زکوٰۃ مانگنا شروع کر دے تو یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

یہ گناہ بھی ہمارے معاشرے میں بہت عام ہے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ راستوں اور بازاروں میں صبح و شام مانگتے رہتے ہیں اور اُن کا یہی پیشہ ہوتا ہے، اسی طرح کچھ لوگ خصوصاً عورتیں رمضان شریف میں زکوٰۃ مانگتی ہیں، کچھ لوگ مختلف بیماریاں ظاہر کر کے اور رپورٹیں دکھا کر لوگوں سے مانگتے رہتے ہیں، اور اس سے بڑھ کر اگر کسی غریب آدمی کی بچی کی شادی کا وقت آجائے تو وہ بڑا مُنہ کھولتے ہیں اور بچی کے جہیز، شادی بیاہ کے دوسرے پروگراموں اور باراتیوں کے کھانے کیلئے بڑے بڑے مطالبے کرتے ہیں، یاد رکھیں کہ اس طرح لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا اور بھیک مانگنا گناہ ہے، اور بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کرنا اس سے بڑا گناہ ہے۔

مالدار اور غریب کو شریعتِ مطہرہ کی تعلیم

اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو روزی دیتا ہے، کسی کو زیادہ اور کسی کو کم، جس کو جتنی روزی ملے، اُسی پر شکر اور قناعت اختیار کرنی چاہئے، اور اسی کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں مالدار اور غریب دونوں کو ایسی تعلیم دی گئی ہے جس سے تقسیمِ دولت میں توزان قائم رہے اور صبر و شکر کی کیفیت بھی پیدا ہو، چنانچہ مالدار لوگوں کو شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے جائز حدود میں مال اپنے اُوپر خرچ کریں، اور حسبِ استطاعت غریبوں کی مدد کریں، اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں غریبوں اور فقیروں کا حق رکھا ہے۔ اور دوسری طرف غریبوں کو یہ حکم ہے کہ وہ جتنی روزی ملی ہے اُسی

پر قناعت کریں، اور جب تک وہ حالتِ اضطرار میں مبتلا نہ ہوں (اور عموماً حالتِ اضطرار نہیں ہوتی، کیونکہ اگر بھوک سے مر رہا ہو تو اس کیلئے بقدرِ ضرورت مانگنا جائز ہے) اس وقت تک کسی کے سامنے ہرگز ہاتھ نہ پھیلائیں، یہ ناجائز ہے جس پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں!

بھیک مانگنے کی مذمت کے متعلق احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ. ❶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مال زیادہ جمع کرنے کیلئے لوگوں سے مانگتا ہے وہ گویا آگ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے، اب چاہے کم انگارے لے یا زیادہ۔

حدیث

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ، حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی لوگوں سے برابر مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔

تشریح

ہم سب جانتے ہیں کہ انسان کے چہرے کی خوبصورتی، گوشت اور کھال کی وجہ سے ہے، اگر گوشت اور کھال نہ ہو تو چہرہ خوفناک ہو جاتا ہے، جیسے اگر ہم مصنوعی ڈھانچہ دیکھیں تو

❶ صحیح مسلم: ۲/ ۷۲۰ ❷ أیضا

انسان کے پورے جسم میں سب سے زیادہ ڈراونا حصہ ''چہرہ'' ہی ہوتا ہے، خلاصہ یہ کہ مانگنے والا شخص قیامت کے دن سب کے سامنے ذلیل وخوار ہوگا۔

حدیث

عن أبي كَبْشَةَ الأَنْمَارِيِّ رضي الله عنه، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ثَلاَثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا.❶

ترجمہ

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں تین باتیں تمہیں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں: (۱) صدقہ کرنے سے کسی کا مال کم نہیں ہوتا۔ (۲) جب کوئی آدمی ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ پاک اس کی عزت وشرافت کو بڑھادیتے ہیں۔ (۳) جب کوئی آدمی سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مانگنے کی نحوست یہ ہے کہ مانگنے والا شخص ہمیشہ فقیر ہی رہے گا، اور یہ مشاہدہ بھی ہے کہ ہم جس شخص کو بچپن میں مانگتا ہوا دیکھا بڑھاپے تک اُسے ہمیشہ مانگتا ہوا ہی دیکھتے ہیں۔

حدیث

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُه .... -فذكر حديثًا طويلاً وفيه:- وَأَتَاهُ سَائِلٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى فَصُدَاعٌ فِي الرَّأْسِ وَدَاءٌ فِي الْبَطْنِ.❷

ترجمہ

حضرت زیاد بن حارث صُدائی رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث کے ضمن میں) فرماتے

---

❶ أخرجه الترمذي في سننه (۱۵۳/ ٤) وقال: هذا حديث حسن صحيح.

❷ (المعجم الكبير: ٢٦٢/٥) قال الهيثمي في مجمع ضعيف وقد وثقه أحمد بن صالح ورد عليه من تكلم فيه وبقية رجاله ثقات. الزوائد ٥/ ٣٦٠ رواه الطبراني وفيه عبد الرحمن بن زياد بن أنعم وهو....

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا اور آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غنی اور مالدار ہونے کے باوجود لوگوں سے مانگتا ہے اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو یہ سوال ''سر کا درد'' اور ''پیٹ کی بیماری'' ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْأَيْدِي ثَلَاثَةٌ: يَدُ اللهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِي الَّتِي تَلِيهَا، وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاسْتَعِفَّ عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتَ.❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ تین قسم کے ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جو سب سے بلند ہے۔ (۲) اس کے بعد اس شخص کا ہاتھ جو دینے والا ہو۔ (۳) مانگنے والے کا ہاتھ، وہ نیچے ہوتا ہے اور قیامت تک وہ نیچے ہی رہے گا۔ لہٰذا جتنا ہو سکے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ان سے مانگنے سے بچو۔

حدیث

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ.❷

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ایسے مانگنے والے کو ناپسند فرماتے ہیں جو لوگوں سے لپٹ کر مانگتا ہے (عموماً مانگنے والے لپٹ کر ہی مانگتے ہیں)۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے مانگنا اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلانا

---

❶ (مستدرك للحاكم ٥٦٧/ ١)وأخرجه أحمد ٧/٢٩٥ وأبو يعلى ٩/٦٠ وقال الهيثمي فى المجمع ٢٦٠/ ٣: رواه أحمد، وأبو يعلى، وزاد: وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَاسْتَعِفَّ عَنِ السُّؤَالِ وَعَنِ الْمَسْأَلَةِ مَا اسْتَطَعْتَ، فَإِنْ أُعْطِيتَ شَيْئًا -أَوْ قَالَ: خَيْرًا- فَلْيُرَ عَلَيْكَ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَارْضَخْ مِنَ الْفَضْلِ، وَلَا تُلَامُ عَلَى الْعَفَافِ ورجاله موثقون.

❷ (زهر الفردوس:٥١٥/ ٢) وأخرجه البيهقي في الشعب ٨/٢٦٣ ضمن حديث، وقال المناوى فى التيسير ١/٢٤٣ عن أبى هريرة بأسانيد جيدة كما فى المهذب.

ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، اس لئے ہر مسلمان کو تہیّہ کر لینا چاہئے کہ وہ تا حیات خود کما کر اپنا اور بیوی بچوں کا گزارہ کرے گا، اور اپنی حاجتیں صرف اللہ تعالیٰ سے مانگے گا، لوگوں کے سامنے ہرگز کبھی ہاتھ نہیں پھیلائے گا، کیونکہ اپنی محنت سے کمانا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اور یہی مضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَأَنْ يَحْتَزِمَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ، فَيَحْمِلَهَا عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا، يُعْطِيهِ أَوْ يَمْنَعُهُ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی رسی لے کر لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنی کمر پر لادے، پھر اس کو فروخت کرے (یعنی اپنی محنت سے روزی کمائے) تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے، پھر وہ اس مانگنے والے کو کچھ دے یا نہ دے۔

بقدرِ ضرورت کمانا انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے

یہی وجہ ہے کہ حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی محنت کر کے کماتے تھے اور اپنا گزارہ کرتے تھے، چنانچہ حضرت داؤد رضی اللہ عنہم زرہ تیار کر کے فروخت کرتے تھے، حضرت صدیقِ اکبر کپڑے کا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غلہ کا کاروبار کرتے تھے، بہت سے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے باغات تھے جس سے اپنا خرچ چلاتے تھے۔ بہر حال بقدرِ ضرورت کمانا انبیاءِ کرام علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے، اس لئے ہر مسلمان کو مانگنے کے بجائے محنت سے کمانا چاہئے۔

سوال سے بچنا جنت میں جانے کا ذریعہ ہے

ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے نہ مانگنے والے کو جنت کی ضمانت دی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچنا جنت میں

[1] (صحیح مسلم ۲/ ۷۲۱) وأخرجه البخاري في صحيحه في مواضع.

داخل ہونے کا سبب اور ذریعہ ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو!

عَنْ ثَوْبَانَ -قَالَ: وَكَانَ ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَكَفَّلَ لِي أَنْ لاَ يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟ فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا، فَكَانَ لاَ يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا. ❶

ترجمہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا اور میں اس کو جنت کی ضمانت دوں؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں لوگوں سے نہ مانگنے کا یقین دلاتا ہوں، چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔

اس کے علاوہ بھیک مانگنے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ لوگوں سے مانگنا ذلت ہے اور ایسے شخص کو معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، جبکہ اپنی محنت سے کمانے اور کسی سے نہ مانگنے میں انسان کی عزت ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے، اور اپنی ہر چھوٹی بڑی حاجت صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا ہمیشہ عزیز ہوتا ہے اور مخلوق سے مانگنے والا گناہگار و ذلیل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھیک مانگنے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

❶ أخرجه أبو داؤد في سننه (٢/ ٤٧٣) وسكت عنه والمنذري في مختصره: ١/ ٥٢٠.

بھائی بھائی بن کر رہو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ".

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے بغض (نفرت) نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو، تین دن سے زیادہ مسلمان کیلئے اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلقی اختیار کرنا حلال نہیں ہے۔

اَخلاق

کے متعلق گناہ

بدگمانی اور تجسس سے بچنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات: ١٢)

ترجمہ

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو، اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اخلاق کے متعلق گناہ

گناہ نمبر ۳۴ رِیا کاری اور دِکھاوا کرنے کا گناہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی دین پر عمل کرنے میں رکھی ہے، جس میں سب سے بنیادی چیز توحید ہے، یعنی اللہ جل شانہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کی ملاقات اس حال میں ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ ربُّ العزت نے دنیا میں جو نیک کام کرنے کیلئے بتائے ہیں ان کو اختیار کرے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرک سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

رِیا کاری اور دِکھاوا شرکِ خفی ہے

شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱)... شرکِ اکبر یعنی واضح کھلا شرک، مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں غیر اللہ کو شریک کرکے ان کو بھی خدا کا ساجھی ٹھہرانا، ایسے شرک کرنے والے کی تو بخشش نہیں ہوگی جب تک کہ وہ توبہ کرکے توحید کا اقرار نہ کرے۔

(۲)... شرکِ اصغر جس کو شرکِ خفی بھی کہتے ہیں، اس کی مثال رِیا کاری اور دِکھاوا ہے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس عبادت سے مقصود یہ ہو کہ لوگوں میں اس کی عزت بڑھ جائے، یہ بھی شرک ہے جس کو شرکِ خفی کہتے ہیں، احادیثِ طیبہ میں رِیا کاری اور دِکھاوے کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، ذیل میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

رِیا کاری کی مذمت کے متعلق احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ... سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ

النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ حساب و کتاب کیلئے پیش ہوں گے وہ تین (ریاکار) آدمی ہوں گے۔

(۱) شہید: اس کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے، وہ تمام نعمتوں کا اقرار کرے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: کہ تم نے ہمارے واسطے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ پروردگار! میں نے آپ کے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا، اللہ پاک فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا، تم نے تو دنیا میں اس لئے جہاد کیا تھا تا کہ لوگ تمہیں بہادر کہیں، پس دنیا میں تم کو یہ کہہ دیا گیا، اس کے بعد حکم ہوگا کہ اس کو اوندھا کر کے جہنم کے اندر پھینک دیا جائے، چنانچہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۲) وہ شخص ہوگا جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن پاک پڑھا، یعنی عالم و قاری، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے، وہ تمام نعمتوں کا اقرار کرے گا، اس

❶ صحیح مسلم: ۳/ ۱۵۱۳

کے بعد اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ تم نے ہمارے واسطے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ پروردگار! میں نے علم سیکھا پھر دوسروں کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پاک پڑھا، اللہ پاک فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا، تم نے اس لئے علم حاصل کیا تھا تا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں، اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تا کہ لوگ تمہیں قاری کہیں، پس دنیا میں تم کو یہ کہہ دیا گیا، اس کے بعد حکم ہوگا کہ اس کو اوندھا کر کے جہنم کے اندر پھینک دیا جائے، چنانچہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۳) وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کشادہ رزق اور قسم قسم کا مال دیا ہوگا، یعنی سخی، اس کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے، وہ تمام نعمتوں کا اقرار کرے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ تم نے ہمارے واسطے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ پروردگار! میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں مال خرچ کرنا آپ کو پسند ہو، مگر میں نے آپ کا دیا ہوا مال آپ کے خاطر خرچ کیا، اللہ پاک فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا، تم نے یہ سب اس لئے کیا تھا تا کہ لوگ تمہیں سخی کہیں، پس دنیا میں تم کو یہ کہہ دیا گیا، اس کے بعد حکم ہوگا کہ اس کو اوندھا کر کے جہنم کے اندر پھینک دیا جائے، چنانچہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح

اس حدیث سے ریاکاری کا بدترین انجام معلوم ہوا، اور حضور ﷺ نے یہ حدیث اسی لئے بیان فرمائی ہے تا کہ ہم بھی اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور اپنی نیتیں درست کریں، جو عمل کیا جائے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو، صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو، مخلوق کے اندر اپنی عزت اور اپنا مقام و مرتبہ بنانے کیلئے ہرگز نہ ہو، ورنہ وہ دکھاوا اور ریاکاری ہوگی جس کا آخر انجام جہنم ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الحَزَنِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ: وَمَا جُبُّ الحَزَنِ؟ قَالَ: وَادٍ فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ . قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَنْ يَدْخُلُهُ؟ قال: الْقَرَّاءُونَ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ .[1]

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ١٩١) وقال: هذا حدث غريب

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جُبّ الحزن سے پناہ مانگو، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جُبّ الحزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جُبّ الحزن جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم روزانہ سو مرتبہ (بعض روایات کے مطابق چار سو مرتبہ) پناہ مانگتی ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وادی میں کون جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں وہ قرّاء جائیں گے جو اپنے اَعمال لوگوں کو دکھانے کیلئے کرتے ہیں۔

تشریح

ایک روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ اس میں میری اُمت کے رِیا کار داخل کئے جائیں گے، اس حدیث میں سارے رِیا کار آگئے، چاہے حج وعمرہ میں رِیا کاری کرنے والا ہو، یا صدقہ و خیرات میں، یا شادی بیاہ اور خوشی غمی کے موقع پر لوگوں کو دِکھانے اور اپنی واہ واہ کیلئے کام کرنے والا ہو، یا جہاد، تبلیغ، تعلیم اور سخاوت وغیرہ میں دِکھاوا کرنے والا ہو، غرض جس کام میں بھی رِیا کاری کرنے والا ہوگا، وہ اس حدیث کی وعید میں شامل ہوگا۔

حدیث

عَنْ أَبِي سَعْدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ، فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ. [1]

ترجمہ

حضرت ابو سعد بن ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (جس میں کوئی شک نہیں ہے) اگلے اور پچھلے لوگوں کو جمع کریں گے تو ایک فرشتہ اعلان کرے گا: جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے عمل

[1] (سنن ابن ماجه: ٥/ ٦١٣) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ٤/ ٢٣٦: هذا إسناد صحيح رجاله موثقون.

کرتے وقت اس میں کسی دوسرے کو شریک کیا تھا وہ اس عمل کا ثواب اُسی غیر اللہ سے جا کر طلب کرے، اللہ تعالیٰ تمام شرکاء میں شرکت سے بے نیاز ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ: الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي، فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ، لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ. [1]

ترجمہ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم دجال کا تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تم پر دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، راوی حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شرکِ خفی'' اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کیلئے کھڑا ہوگا، پھر وہ کسی دوسرے آدمی کے دیکھنے کی وجہ سے اپنی نماز کو خوبصورت کر کے پڑھے۔

حدیث

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً. [2]

ترجمہ

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ شرکِ اصغر کا ڈر ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریا یعنی دِکھاوا

[1] (سنن ابن ماجه: ٥/٦١٤) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ٤/ ٢٣٧: هذا إسناد حسن.
[2] (مسند أحمد ٣٩/٣٩) قال الهيثمي في "المجمع" ١/ ٢٩٠ رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح.

کرنا'' جب قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ مل رہا ہوگا تو اللہ جل شانہ ریاکاری کرنے والوں سے ارشاد فرمائیں گے: تم جاؤ اُن لوگوں کے پاس جن کو دِکھانے کیلئے دنیا میں عمل کیا کرتے تھے اور جاکر دیکھو کہ وہاں تمہیں اَعمال کا کوئی بدلہ ملتا ہے یا نہیں؟

حدیث

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يُجَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصُحُفٍ مُخْتَمَةٍ فَتُنْصَبُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: أَلْقُوا هَذَا وَاقْبَلُوا هَذَا، فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: وَعِزَّتِكَ مَا رَأَيْنَا إِلَّا خَيْرًا، فَيَقُولُ وَهُوَ أَعْلَمُ: إِنَّ هَذَا كَانَ لِغَيْرِي، وَلَا أَقْبَلُ الْيَوْمَ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهِي.[1]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ اَعمال نامے لائے جائیں گے جن پر مہر لگی ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے: اس عمل کو قبول کرلو، اور اس عمل کو ڈال دو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ پروردگار! تیری عزت کی قسم! ہم تو صرف اچھے اعمال ہی دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اور وہی زیادہ بہتر جانتے ہیں، ''یہ عمل میرے علاوہ کسی اور کیلئے تھا، اور آج میں صرف وہی عمل قبول کروں گا جو میری رضا کیلئے کیا گیا ہو''۔

حدیث

أَخْبَرَنَا عُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، أَنَّهُ بَكَى، فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقوله، فَذَكَرْتُهُ، فَأَبْكَانِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الشِّرْكَ، وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُشْرِكُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ؟

---

[1] (سنن الدارقطني: ١/ ١٣٩) وأخرجه الطبراني في "الأوسط" ٣/ ٩٧ من طريقين، وأورده الهيثمي ف "المجمع" ١٠/ ٦٣٥ (١٨٣٩٦) وقال: رواه الطبراني في "الأوسط" بإسنادين ورجال أحدهما رجال الصحيح ....الخ.

قَالَ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا، وَلَكِنْ يُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ، وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ: أَنْ يُصْبِحَ أَحَدُهُمْ صَائِمًا، فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهِ، فَيَتْرُكُ صَوْمَهُ.[1]

ترجمہ

حضرت عبادہ بن نسی، حضرت شداد رضی اللہ عنہ بن اوس کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ رو رہے تھے، اُن سے پوچھا گیا کہ کیا چیز آپ کو رُلا رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، جب بھی وہ مجھے یاد آتی ہے تو رونا آتا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی اُمت کے بارے میں شرک اور شہوتِ خفیہ کا ڈر ہے، حضرت شدادؓ بن اوس فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! البتہ وہ سورج، چاند، پتھر اور بت کی پوجا نہیں کرے گی، بلکہ وہ اپنے اعمال لوگوں کو دکھانے کیلئے کرے گی۔ اور شہوتِ خفیہ یہ ہے کہ بندہ روزہ کی حالت میں ہوگا، اچانک اس کی شہوت بھڑکے گی اور وہ اپنی شہوت پوری کرنے کی خاطر روزہ توڑ دے گا۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے رِیاکاری اور دِکھاوے کی مذمت معلوم ہوئی، اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے اعمال کے اندر اخلاص کو اختیار کرے۔ دِکھاوا، رِیاکاری اور نام ونمود سے پرہیز کرے، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق سب ہی میں ریاکاری سے پرہیز کرے۔ ہر نیک عمل کرتے وقت دل میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا پیشِ نظر ہو، مخلوق کی نظر میں اچھا ہونے کا کوئی ارادہ اور خواہش نہ ہو، کیونکہ جو عمل مخلوق کی خوشنودی اور رضا کیلئے کیا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے گا، اس لئے ریاکاری سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر عمل اخلاص کے ساتھ کرنے اور ریاکاری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[1] (مسند أحمد ٢٨/٣٤٦) وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٣/٤٥٨):- رواه ابن ماجه خلا ذكر الصوم- رواه أحمد، وفيه عبد الواحد بن زيد، وهو ضعيف.

گناہ نمبر ۳۵ تکبر کرنے کا گناہ

تکبر کی حقیقت اپنے آپ کو بڑا اور افضل سمجھنا اور دوسرے کو اپنے سے حقیر جاننا ہے۔ یہ تمام بُرائیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ غصہ، ظلم، کینہ، حسد، بغض و عداوت اور باہمی اختلاف اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ اختلاف کی نوبت وہیں آتی ہے جہاں ہر شخص اپنے کو دوسرے سے اچھا سمجھتا ہے۔ اگر ہر شخص اپنے کو دوسرے سے کم سمجھے تو اختلافات اور نااتفاقی کی نوبت نہیں آتی، غرض تکبر تمام خرابیوں اور گناہوں حتی کہ کفر و شرک کی بھی جڑ ہے۔ شیطان مردود نے تکبر کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ملعون ہوا۔ تکبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے، اور جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ قیامت کے دن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تکبر کی مذمت کے متعلق چند آیات اور احادیثِ طیبہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ

"وہ یقیناً گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ [2]

ترجمہ

"اور زمین پر اِتراتے ہوئے مت چلو۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ کسی اِترانے والے، شیخی باز کو پسند نہیں کرتا"۔

متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ:

[1] النحل: ۲۳ [2] لقمان: ۱۸

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ. ❶

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنے والے قیامت کے دن چھوٹی چیونٹیوں کی مانند مردوں کی صورتوں میں اُٹھائے جائیں گے، ذلت اُن کو ہر طرف سے ڈھانپے گی، وہ جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام بولَس ہے، اُن پر آگوں آگ ہوگی، انہیں دوزخیوں کا نچوڑ یعنی خون اور پیپ پلایا جائے گا جسے "طينة الخبال" کہتے ہیں۔

تشریح

"نَارُ الأَنْيَارِ" یعنی "آگوں آگ" سے مراد یہ ہے کہ اس قید خانہ میں ایسی آگ ہے کہ دوزخ کی آگ بھی اس سے پناہ مانگتی ہے۔ اور "عُصَارَةِ" اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے نچوڑنے سے ٹپکے، دوزخیوں کے "عُصَارَةِ" سے مراد ان کے جسم سے بہنے والے خون اور پیپ وغیرہ ہیں۔ اور یہ تکبر کرنے والوں کی خوراک ہوگی۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ. ❷

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، مَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، أَلْقَيْتُهُ

❶ أخرجه الترمذي في سننه (٤/ ٢٦٨) وقال: هذا حديث حسن. ❷ صحيح مسلم: ١/ ٩٣

فِي جَهَنَّمَ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے، جو شخص ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز مجھ سے چھینے گا میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔

تشریح

کبریائی کو چادر اور عظمت کو تہبند فرمانا درحقیقت کنایہ ہے خصوصیت سے۔ مطلب یہ ہے کہ کبریائی اور عظمت میری خاص صفت اور صرف میرے ساتھ خاص ہیں، اگر ان دوصفتوں میں سے کسی ایک صفت میں کوئی دوسرا دعویدار ہوگا یعنی تکبر کریگا تو میں اس کو سزا دوں گا۔

حدیث

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ تَعَالَى رَفَعَهُ اللهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ، وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللهُ، فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَهُوَ فِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ، حَتَّى هُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ. ❷

ترجمہ

حضرت عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر ارشاد فرمایا: اے لوگو! تواضع اختیار کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتے ہیں، وہ اپنے نزدیک چھوٹا ہوتا ہے اور لوگوں کی نظر میں بڑا ہوتا ہے، اور

---

❶ (سنن ابن ماجه: ٥٩٦/ ٥) وأخرجه أبو داود في "سننه" (٤/ ٥٤٩) وقال المنذري في "مختصره" (٣٧/ ٤): وأخرجه ابن ماجه، وأخرجه مسلم من حديث أبي سعيد وأبي هريرة عن رسول الله ﷺ بنحوه، وفيه: "عذبته" مكان "قذفته في النار".

❷ (شعب الإيمان: ٤٥٥/١٠) وفي إسناد البيهقي "سعيد بن سلام العطار"، ومن طريقه أخرجه الطبراني في "الأوسط" ٨/ ١٧٢. وأخرجه أحمد والبزار من طريق آخر مختصرًا. وقال الهيثمي في "المجمع" ٨/ ١٥٦: ورجال أحمد والبزار رجال الصحيح. وفي إسناد الطبراني سعيد بن سلام العطار وهو كذاب.

جس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اس کو پست اور ذلیل کردیتے ہیں، چنانچہ وہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہوتا ہے اور اپنے دل میں بڑا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ -قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ- وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ. ❶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ اُنہیں پاک کریں گے (راوی ابو معاویہ فرماتے ہیں اور نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھیں گے) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا سربراہ (۳) غریب متکبر۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ، جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوبُونَ. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بداخلاق فاجر متکبر مال جمع کرنے والا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ نہ کرنے والا اہلِ جہنم میں سے ہے اور اہلِ جنت کمزور اور مغلوب (لوگ) ہوں گے۔

---

❶ صحيح مسلم ١/١٠٢

❷ (مسند أحمد: ١١/ ٥٧٥) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١٠/ ٧٢١): رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح. انتهى. وله شواهد، منها: حديث حارثة بن وهب عند مسلم ٤/ ٢١٩٠ (٢٨٥٣)، وحديث سراقة بن مالك عند الحاكم ١/ ١٢٩ (٢٠٢) وصحّحه على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ، وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ: فَتَقْوَى اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسُّخْطِ، وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتِ: فَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَشُحٌّ مُطَاعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ، وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں:

(۱) لوگوں سے چھپ کر اور لوگوں کے سامنے دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔
(۲) رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا۔(۳) مالداری اور فقیری دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنا۔

اور ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں:

(۱) وہ خواہش (نفسانی) جس کا اتباع کیا جاوے۔ (۲) حرص جس کی پیروی کی جائے۔(۳) اور آدمی کا اپنے نفس پر اترانا، اور یہ ان میں سب سے زیادہ سخت (اور سب سے زیادہ بری چیز) ہے۔

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنا بڑا سخت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع اور عاجزی اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے۔اس لئے ہر مسلمان کو تکبر سے بچنا چاہئے اور تواضع کو اختیار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تکبر کے گناہ سے بچنے اور تواضع وعاجزی اختیار کرنے کی توفیق بخشیں۔آمین

گناہ نمبر ۳۶ بدگمانی اور تجسس کرنے کا گناہ

اخلاقی اور معاشرتی برائیوں میں سے ایک بڑی برائی "بدگمانی" ہے۔یوں تو تمام

---

❶ (شعب الإيمان ۹/ ۳۹۶) وللحديث شاهد من حديث أنس وابن عمرؓ بإسناد ضعيف، وقال البيهقي في "الشعب" ۲/ ۲۰۳ بعد أن ذكره من حديث أنسؓ: وروي ذلك من وجه آخر، عن أبي هريرة مرفوعًا.

بُرے اخلاق انسانی شخصیت اور معاشرے کیلئے نقصان دہ ہیں اور اسلام میں ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن بدگمانی ایسی متعدی بیماری ہے جو انسان کی ذاتی زندگی سے لیکر معاشرے کی اجتماعی زندگی تک فساد و بگاڑ کا طویل سلسلہ شروع کر دیتی ہے۔ کیونکہ جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اُسے دوسرے شخص کے کام میں بدنیتی اور اپنی مخالفت معلوم ہوتی ہے، اور اس بدگمانی کے نتیجہ میں وہ دوسرے کی طرف طرح طرح کی باتیں منسوب کرتا ہے جو خلافِ حقیقت ہوتی ہیں، پھر جب دوسرے شخص کو اس کی طرف سے بدگمانی کا علم ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے، اس طرح آپس میں بغض و دشمنی پیدا ہو کر دوری بڑھتی ہے، باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں، اور محبت عداوت میں بدل جاتی ہے جو بڑا نقصان اور گناہ ہے، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

بدگمانی کی وجہ سے گناہوں کی دلدل میں پھنسنا

نیز بدگمانی کرنے سے دوسری اخلاقی بُرائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور انسان متعدد گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے، کیونکہ جب انسان کے دل میں کسی کے متعلق کوئی بُرا گمان آتا ہے تو وہ اپنے گمان کی تصدیق کیلئے اس کی جستجو اور ٹوہ میں رہتا ہے، اس کی باتیں سنتا ہے اور اس کے حالات دیکھتا ہے، بعض اوقات اس کی جاسوسی کرتا ہے تاکہ اس کے ذہن میں جو بُرا گمان آیا تھا اس کی تصدیق حاصل کر سکے۔ چنانچہ بغض و حسد کرنا، ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہنا، اور رازدارانہ طریقہ سے دوسرے کے عیوب تلاش کرنا وغیرہ، یہ سب بدگمانی کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بدگمانی سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، اور اس کے بعد تجسس یعنی کسی کی ٹوہ میں لگے رہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بدگمانی اور تجسس سے بچنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ [1]

[1] الحجرات: ۱۲

ترجمہ

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو! اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے"۔

تشریح

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چند گناہوں کے بیان کرنے میں بڑی عمدہ ترتیب قائم فرمائی ہے، سب سے پہلے یہ فرمایا کہ بدگمانی مت کرو، یعنی کسی شخص کے بارے میں کوئی بات سنو تو تحقیق کے بغیر اس کے بارے میں بُرا گمان قائم نہ کرو۔ اب کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ بلا تحقیق بدگمانی تو منع ہے، لیکن تحقیق کرنے کی اجازت تو ہوگی کہ جستجو کر کے معلوم کیا جائے کہ واقعۃً اس شخص میں یہ بات پائی جاتی ہے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اگلے جملہ میں اس کا بھی جواب دیدیا کہ ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ یعنی اگر تم کسی کے عیب کی تحقیق کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اس کی تحقیق کی بھی اجازت نہیں، جو کچھ وہ کر رہا ہے اُس کا جواب اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ خود دے گا، اس لئے بلا ضرورت تجسس، تفتیش اور ٹوہ لگانا منع ہے۔

بدگمانی اور تجسس کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ نے بدگمانی کی مذمت بیان فرمائی ہے اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، ذیل میں چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.[1]

---

[1] صحيح البخاری: ۸/ ۱۹

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی بڑی جھوٹ بات ہے۔اور ایک دوسرے کی حقیقتِ حال معلوم کرنے کی تحقیق میں مت لگو، اور جاسوسی مت کرو، اور ایک دوسرے سے حسد مت کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ مت پھیرو، ایک دوسرے سے بغض مت رکھو۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مَا أَطْيَبَكِ، وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً مِنْكِ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَكِ حَرَامًا، وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ مَالَهُ وَدَمَهُ وَعِرْضَهُ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ ظَنًّا سَيِّئًا.[1]

ترجمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، (اے بیت اللہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی عمدہ ہے، اور تیری حرمت کس قدر زیادہ ہے، لیکن مؤمن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے محترم بنایا ہے، اور مؤمن کے بھی مال، جان اور آبرو (پرحملہ کرنے) کو حرام قرار دیا ہے۔ نیز اس کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بدگمانی کی جائے۔

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَسَاءَ بِأَخِيهِ الظَّنَّ فَقَدْ أَسَاءَ بِرَبِّهِ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، يَقُولُ: ﴿اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ﴾ [الحجرات: ١٢].[2]

---

[1] (المعجم الكبير للطبراني: ١١/ ٣٧) قال الهيثمي في "المجمع" ٣/ ٦٣٠ (٥٧٣٦): فيه الحسن بن أبي جعفر وهو ضعيف وقد وثق.

[2] (المشيخه البغدادية لأبي الطاهر السلفي مخطوط ٣/ ٨٦) وذكره السخاوي في "المقاصد" ص ٦٥ مع شواهده، وقال: كلها ضعيفة و بعضها يتقوى ببعض.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کے ساتھ بُرا گمان کیا گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُرا گمان کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بہت سے گمانوں سے بچو۔ (یعنی بدگمانی سے بچو!)

حدیث

عن حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ثَلَاثٌ لَازِمَاتٌ لِأُمَّتِي: الطِّيَرَةُ، وَالْحَسَدُ، وَسُوءُ الظَّنِّ. فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يُذْهِبُهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ مِمَّنْ هُوَ فِيهِ؟ قَالَ: إِذَا حَسَدْتَ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ، وَإِذَا ظَنَنْتَ فَلَا تُحَقِّقْ، وَإِذَا تَطَيَّرْتَ فَامْضِ.[1]

ترجمہ

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں میری اُمت کو لازم ہیں (یعنی اُمت ان میں مبتلا ہوگی) (۱) بدفالی۔ (۲) حسد۔ (۳) بدگمانی۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں وہ ان سے کیسے نکلے اور کیسے بچے؟ (یعنی ان کے ختم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں حسد ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ اور جب تمہیں بدگمانی ہو تو اُسے حقیقت مت سمجھو (اور اس کی تحقیق میں نہ پڑو)۔ اور جب بدفالی کا خیال آئے تو اپنا کام کرتے رہو اور اس کی طرف توجہ نہ دو۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے بدگمانی کی مذمت اور اس کا گناہ ہونا معلوم ہوا۔ اس لئے ہر مسلمان کو اس گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے، کیونکہ بدگمانی ایک خطرناک قسم کی روحانی بیماری ہے جو اور بہت سی بُرائیوں اور گناہوں کی جڑ ہے، جیسا کہ شروع میں گزرا۔ اس کے مقابلہ میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کا حکم دیا ہے اور خوش گمانی کو ایک اچھی عبادت فرمایا ہے، اس لئے ہر ایک سے اچھا گمان رکھنا چاہئے، البتہ مخالفین اور دشمنوں سے ہوشیار اور محتاط بھی رہنا چاہئے۔

---

[1] (المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٢٢٨) قال الهيثمي في "المجمع" ٨/ ١٤٩ فيه إسماعيل بن قيس الأنصاري وهو ضعيف.

حسنِ ظن کے بارے میں حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ نَصْرٌ: عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسنِ ظن یعنی اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت ہے۔

اس لئے جہاں تک ممکن ہو حسنِ ظن اور باہمی اتفاق اور بھائی چارے کا ماحول بنانا چاہئے تا کہ بدگمانی اور تجسس جیسی اخلاقی بُرائیاں پیدا نہ ہوں۔

بدگمانی کے درجات

بدگمانی کے دو درجے ہیں:

(۱)... غیر اختیاری بدگمانی: اور وہ یہ ہے کہ اپنے کسی عمل کے بغیر دل میں کسی کی طرف سے کوئی بُرا گمان پیدا ہو، مثلاً کسی شخص کے طرزِ عمل سے اس کے بارے میں عداوت یا مخالفت کا کچھ شبہ ہوا، اور خود بخود دل میں اس کے بارے میں کوئی بُرا خیال آ گیا، تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس طرح خود خیال آنے پر کوئی مواخذہ نہیں، البتہ اس صورت میں آدمی کو چاہئے کہ اس خیال اور شبہ کو ذہن سے ہٹا دے یا اس کی کوئی مناسب تاویل کر لے۔

(۲)... اختیاری بدگمانی: اور وہ یہ ہے کہ دل میں خود بخود یا کسی کے کہنے یا سننے سے جو گمان پیدا ہو، اُس کا یقین کر لیا جائے اور دوسرے ممکنہ احتمالات کی طرف دھیان ہی نہ دیا جائے، اور پھر اس سے آگے بڑھ کر دوسروں کے سامنے اس کا تذکرہ کیا جائے، یہ ناجائز اور گناہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

تجسس کی مختلف صورتیں

تجسس کی بعض ایسی صورتیں ہمارے معاشرہ میں رائج ہیں جنہیں جائز سمجھا جاتا ہے،

---

[1] (سنن أبي داؤد: ٥/ ٤٥٢) وأخرجه الترمذي: ٥/ ٥٥٩ بلفظ: "إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ". وقال: هذا حديث غريب من هذا الوجه.

بلکہ فخر یہ طور پر اختیار کیا جاتا ہے، اور اُنہیں اپنا کمال اور ہوشیاری سمجھا جاتا ہے، حالانکہ شرعی نقطۂ نظر سے وہ گناہ ہیں۔ ذیل میں اس کی چند معروف صورتیں لکھی جاتی ہیں:۔

آڑ میں بیٹھ کر باتیں سننا

دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہوں تو اُن سے چھپ کر آڑ میں بیٹھ کر اُن کی باتیں سننا تجسس میں داخل ہے اور گناہ ہے، لہٰذا جو شخص آڑ میں بیٹھا ہو، اُسے چاہئے کہ یا تو وہ سامنے آکر بیٹھ جائے یا اُنہیں اپنے پسِ پردہ ہونے کی اطلاع کردے تاکہ اگر وہ راز کی باتیں کرنا چاہتے ہیں تو نہ کریں۔

لیٹنے والے شخص کا جاگنے کی اطلاع نہ کرنا

اسی طرح ایک شخص کمرے میں سونے کیلئے لیٹے اور اُسے نیند نہ آئے، بلکہ وہ جاگ رہا ہو، لیکن کمرے میں موجود دوسرے افراد کو یہ خیال ہو کہ یہ شخص سو رہا ہے اور وہ آپس میں ایسی باتیں شروع کردیں جو اس کے جاگنے کی صورت میں نہ کرتے، تو لیٹنے والے شخص کو چاہئے کہ اپنے جاگنے کی اطلاع کردے، تاکہ اگر وہ کوئی بات اس سے خفیہ رکھنا چاہتے ہوں تو رکھ سکیں، ورنہ لیٹے لیٹے اس طرح باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے اور گناہ ہے۔

آجکل ایسے موقع پر کوشش کی جاتی ہے کہ جاگنے والا اپنے آپ کو اور زیادہ سوتا ہوا ظاہر کرتا ہے، تاکہ اُن کی گفتگو کے ذریعہ ان کے تمام رازوں کا پتہ چل جائے۔ شرعاً ایسا کرنا گناہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

زبان دانی کی اطلاع نہ کرنا

اسی طرح دو آدمی اپنی بات راز میں رکھنے کیلئے یہ سوچ کر کسی دوسری زبان میں بات کرتے ہیں کہ تیسرے شخص کو یہ زبان نہیں آتی، اس صورت میں اگر تیسرا شخص وہ زبان جانتا ہو اور اُسے یہ بھی اندازہ ہو کہ یہ دو آدمی اپنی بات مجھ سے چھپانے کیلئے دوسری زبان میں گفتگو کر رہے ہیں تو اس شخص کو چاہئے کہ اپنی زبان دانی کی اطلاع کردے، یعنی ان دونوں کو بتادے کہ میں یہ زبان جانتا ہوں تاکہ وہ دھوکہ میں آکر اپنا راز فاش نہ کردیں۔

ٹیلیفون پر باتیں سننا

بعض اوقات ٹیلیفون پر کسی دوسرے کی لائن آپ کے فون سے مل جاتی ہے، ایسے موقع پر اگر آپ فون کرنے کیلئے ریسیور اُٹھائیں اور دو آدمیوں کے بات کرنے کی آواز آرہی ہو تو اس وقت فون بند کردیں، کیونکہ فون پر ان کی باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے اور گناہ ہے۔

دوسرے کا خط یا موبائل کے میسج پڑھنا

اسی طرح بعض اوقات کسی دوسرے کا خط ہاتھ لگ جاتا ہے، تو وہ خط اس کی اجازت کے بغیر کھولنا اور پڑھنا جائز نہیں، یہ بھی تجسس میں داخل ہے۔ آجکل دوسرے کے موبائل فون میں اُس کے میسج پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے، کہ بغیر اجازت پڑھنا جائز نہیں۔

تجسس کی جائز صورت

البتہ بعض اوقات انتظامی طور پر تجسس کرنا ضروری ہوتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص کسی ادارے کا سربراہ اور ذمہ دار ہے، وہ اگر تجسس کرے کہ ہمارے زیرِ انتظام ادارے میں کوئی جرم تو نہیں ہو رہا؟ یا کوئی ایسا فساد تو نہیں ہو رہا جو سارے معاشرے میں پھیل جائے اور اس کے بُرے اثرات مرتب ہوں؟ تو اُس کیلئے تجسس کرنا جائز ہے۔ یہی حکم مدارس، اسکول/ کالج، کمپنیوں اور فیکٹریوں کے ذمہ دار حضرات کا ہے، کہ وہ اپنے ادارے کی حفاظت کی خاطر ماتحتوں پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھا گمان رکھنے، اور بدگمانی اور تجسس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گُناہ نمبر ۳۷ بغض اور کینہ رکھنے کا گناہ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے ظاہری اعمال میں بعض چیزیں فرض و واجب قرار دی ہیں اور بعض چیزیں گناہ قرار دی ہیں، اسی طریقہ سے ہمارے باطنی اعمال میں بھی بہت سے اعمال فرض ہیں اور بہت سے اعمال گناہ اور حرام ہیں، ان سے بچنا بھی ایسا ہی ضروری ہے

جیسا کہ ظاہر کے کبیرہ گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔ ان گناہوں میں سے ایک گناہ ''بغض و کینہ'' ہے۔

کینہ کی تعریف

''بغض و کینہ'' یہ ہے کہ اپنے اختیار سے کسی شخص کی برائی اور بدخواہی دل میں رکھنا اور اس کو ناحق تکلیف اور نقصان پہنچانے کی تدبیر کرنا، اور یہ عموماً اس وقت ہوتا ہے جب کسی شخص سے کوئی رنج و تکلیف پہنچے جس پر آدمی کو غصہ آئے اور دل چاہ رہا ہو کہ میں بھی اس کو تکلیف دوں، لیکن وہ شخص ایسا ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کی عمر بڑی ہے یا مرتبہ زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے بدلہ لینا مشکل ہے، تو ایسے موقع پر غصہ کے ساتھ ساتھ دل میں انتقام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں دل میں ایک گھٹن پیدا ہوتی ہے اور وہ گھٹن انسان میں کینہ پیدا کر دیتی ہے، چنانچہ اس کے بعد وہ ارادہ کرتا ہے کہ جب کبھی موقع ملا میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ یہ بدخواہی جو دل میں پیدا ہو رہی ہے اس کا نام ''کینہ'' اور ''بغض'' ہے۔ اور یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس سے بچنا واجب ہے، کیونکہ کینہ خود بھی گناہ ہے اور دیگر متعدد گناہوں میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہے۔

البتہ اگر دل میں اتنا خیال ہو کہ جب مجھے موقع ملے گا تو جتنی تکلیف اس نے پہنچائی ہے، میں بھی اتنی تکلیف پہنچاؤں گا تو اس میں گناہ نہیں، کیونکہ تکلیف کے برابر بدلہ لینے کا شریعت نے اختیار دیا ہے، لیکن تکلیف کے برابر سرابر بدلہ لینے کیلئے تکلیف دینے کا فیصلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، کیونکہ عموماً بدلہ لیتے وقت حد سے تجاوز ہو جاتا ہے، اس لئے بدلہ نہ لینا اور معاف کرنا زیادہ پسندیدہ ہے، اور اس کا ثواب زیادہ ہے۔

کینہ متعدد گناہوں کا سبب ہے

اُوپر عرض کیا گیا کہ کینہ کے گناہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کینہ رکھنے والا اور متعدد گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، چنانچہ جہاں بھی اُسے تکلیف پہنچانے کا موقع ملے گا، بلا امتیاز حد سے تجاوز کر کے وہ اس کو تکلیف پہنچا دے گا، اور جہاں بدنام کرنے کا موقع آئے گا، وہاں بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا، جہاں غیبت کرنے کا موقع آئے گا وہاں بڑھ چڑھ کر غیبت کرے گا، بلکہ بہتان تک لگانے سے دریغ نہیں کرے گا، اور جہاں زبان سے دل

آزاری کا موقع ملے گا، زبان سے دل آزاری کرے گا، طنز و طعنے دے گا، ورنہ کم از کم دل میں چاہے گا کہ کسی نہ کسی طرح وہ ذلیل و رُسوا ہوجائے، اس کا جانی و مالی نقصان ہوجائے وغیرہ۔ ان تمام خرابیوں اور گناہوں کا سبب بغض اور کینہ ہے۔اس لئے اس سے بچنا واجب ہے۔

کینہ کے گناہِ کبیرہ ہونے کے بارے میں احادیثِ طیبہ

کینہ انسان کے دل کی ایک بہت بڑی بیماری ہے، اور اتنی خطرناک بیماری ہے کہ جب تک وہ دل میں ہو اُس وقت تک من جانب اللہ انسان کی مغفرت نہیں ہوتی۔ متعدد احادیثِ مبارکہ میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو (بندوں کی طرف) متوجہ ہوتے ہیں، اور شرک کرنے والے اور کینہ رکھنے والے کے علاوہ سب کی بخشش فرمادیتے ہیں۔

فائدہ

دیکھئے! کینہ اور بغض اتنی خراب چیز ہے کہ جس وقت شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھلتا ہے اور رحمت کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بیشمار لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں اس وقت بھی مشرک اور کینہ رکھنے والے کی مغفرت نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے محروم ہوجاتا ہے، حالانکہ یہ وہ مبارک رات ہے جس کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

---

[1] (سنن ابن ماجه:٥٠٩/ ٢) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ٢/ ١٠ إسناد حديث أبي موسىٰ ضعيف لضعف عبد الله بن لهيعة وتدليس الوليد بن مسلم، انتهى. وللحديث شواهد.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ، فَإِذَا هُوَ بِالبَقِيعِ، فَقَالَ: أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ.[1]

ترجمہ

(اس کا حاصل یہ ہے کہ) شبِ برأت میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں، اور قبیلۂ بنی کلب کی بکریوں کے جسم پر جتنے بال ہیں ان بالوں کی تعداد سے زیادہ انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (یعنی بے شمار انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں)

فائدہ

قبیلۂ بنی کلب بہت بڑا قبیلہ تھا جو ہزاروں افراد پر مشتمل تھا اور ہر شخص کے پاس بکریوں کے ریوڑ تھے، ان کی بکریاں بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قبیلے کی بکریوں کے جسم پر جتنے بال ہیں اس سے زیادہ تعداد میں انسانوں کی مغفرت اللہ تعالیٰ اس رات میں فرماتے ہیں۔ لیکن جس کے دل میں دوسرے مسلمان کیلئے کینہ اور بغض ہو اُس کی اس رات میں بھی مغفرت نہیں ہوتی۔ اس لئے اپنے دل کو کینہ سے پاک رکھنے کی فکر کرنی چاہئے۔

حدیث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَمِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَيُغْفَرُ لَهُ، وَمِنْ تَائِبٍ فَيُتَابُ عَلَيْهِ، وَيُرَدُّ أَهْلُ الضَّغَائِنِ لِضَغَائِنِهِمْ حَتَّى يَتُوبُوا.[2]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر پیر اور

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (۱۰۸/۲) وقال: وفي الباب عن أبي بكر الصديق، حديث عائشة لانعرفه إلا من هذا الوجه من حديث الحجاج وسمعت محمدًا يضعف هذا الحديث.

[2] (المعجم الأوسط: ۲۵۱/۷) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۱۲۸/۸: رواه الطبراني في "الأوسط" ورجاله ثقات.

جمعرات کو لوگوں کے اعمال (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پیش ہوتے ہیں، پس کچھ لوگ مغفرت طلب کرنے والے ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرماتے ہیں، اور کچھ لوگ توبہ کرتے ہیں تو ان کی توبہ قبول کی جاتی ہے، لیکن کینہ رکھنے والوں کی دعائیں کینہ کی وجہ سے قبول نہیں فرماتے، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلیں (یعنی توبہ سے پہلے ان پر رحمت نہیں فرماتے اور مغفرت نہیں فرماتے)۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور ہر اس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، (یعنی مسلمان ہو)، لیکن جن دو آدمیوں میں آپس میں کینہ اور بغض ہو (اُن کی مغفرت نہیں ہوتی، بلکہ) اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک یہ آپس میں صلح کرلیں۔ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک یہ آپس میں صلح کرلیں۔ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک یہ آپس میں صلح کرلیں (یعنی تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا)۔

تشریح

ان احادیثِ مبارکہ میں شرک اور کینہ کو ایک خاص پہلو سے برابر کا درجہ دیا گیا ہے، یعنی جس طرح مشرک کی مغفرت نہیں ہوتی، اِسی طرح کینہ رکھنے والے کی بھی مغفرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ دین کا خلاصہ حقوق کی ادائیگی ہے، اور حقوق دو قسم کے ہیں: (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد۔ جب تک شرک رہے گا، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جب دو آدمیوں کے درمیان کینہ ہوگا تو اُن میں سے کوئی دوسرے کا حق ادا نہیں کرسکے

[1] صحيح مسلم: ٤/١٩٨٧

گا۔ گویا شرک حقوق اللہ کی ادائیگی میں رکاوٹ ہے اور بغض و کینہ حقوق العباد کی ادائیگی میں رکاوٹ ہے۔ اور دونوں حقوق کی ادائیگی دراصل جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث

وَعَن أنس رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا بُنَيَّ، إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِي: يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ. [1]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے: اے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ تم صبح و شام اس حال میں رہو کہ تمہارے دل میں کسی مسلمان سے کینہ نہ ہو تو ضرور ایسا کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے! یہ میری سنت ہے، اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

تشریح

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادمِ خاص حضرت انس کو بطور خاص یہ نصیحت فرمائی جس میں اُنہیں ہمہ وقت کینہ سے بچنے اور دل صاف رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، اور اس کو اپنی عظیم سنت قرار دیا ہے۔

تکلیف پہنچنے پر طبعی انقباض ''کینہ'' نہیں ہے

بعض اوقات دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے ساتھ بُرا کرے یا ہمیں تکلیف یا کوئی نقصان پہنچائے تو دل میں اُس کی بُرائی آ ہی جاتی ہے، تو کیا یہ بھی کینہ ہے؟ حالانکہ یہ تو فطری اور طبعی بات ہے۔

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (٤١٠/ ٤) وقال: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه، ومحمد بن عبد الله الأنصاري ثقة، وأبوه ثقة، وعلي بن زيد صدوق إلا أنه ربما يرفع الشيء الذي يوقفه غيره.

خوب سمجھ لیں! شریعت کا کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کسی نے ہمیں ستایا ہے یا تکلیف پہنچائی ہے تو اس کے تکلیف پہنچانے یا نقصان پہنچانے سے دل بُرا ہونا گناہ نہیں ہے، بلکہ ایسے موقع پر ہمیں شریعت نے دو اختیار دیئے ہیں کہ یا تو بدلہ لے لو یا معاف کر دو اور دل صاف کرو۔ اگر بدلہ بھی نہ لو اور معاف بھی نہ کرو بلکہ دل میں برائی رکھو تو یہ درست نہیں ہے، کیونکہ رفتہ رفتہ یہ برائی بڑھ کر کینہ بن جائے گی اور اسکے نتیجہ میں کینہ رکھنے والا دیگر متعدد گناہوں میں مبتلا ہو جائیگا، مثلاً اس سے قطع تعلق کرنا، اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا، اس سے بدلہ لینے میں حد سے تجاوز کرنا، اس سے نفرت کرنا، اس پر بہتان لگانا، اس کو حقیر و ذلیل سمجھنا وغیرہ، اس لئے کینہ اور بغض رکھنا درست نہیں، ورنہ کسی کی بدسلوکی کی وجہ سے دل میں جو دکھ اور درد ہوتا ہے وہ بغض و کینہ نہیں ہے، بلکہ وہ فطری چیز اور طبعی اثر ہے، اس کو دور کرنے کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کیلئے دل صاف رکھنے اور بغض و کینہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ۳۸ حسد کرنے کا گناہ

جب کسی کے دل میں دوسرے کیلئے بغض و کینہ ہوتا ہے تو عموماً اس سے ایک اور باطنی بیماری پیدا ہوتی ہے اور وہ ہے حسد۔ اور کبھی بغیر کینہ کے بھی آدمی دوسرے سے حسد کرنے لگتا ہے، دونوں صورتوں میں حسد کرنا بہر حال گناہِ کبیرہ ہے اور حرام ہے جس سے بچنا واجب ہے۔

حسد کی حقیقت

حسد کی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی نعمت دیکھے اور اس کے دل میں اس سے جلن اور کڑھن پیدا ہو کہ اس کو یہ نعمت کیوں مل گئی؟ اور دل میں یہ خواہش ہو کہ کسی طرح اس سے یہ نعمت چھن جائے، چاہے مجھے ملے یا نہ ملے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو مال دیا، یا کسی کو عزت و شہرت دی، یا کسی کو علم میں بلند مقام عطا فرمایا۔ اب دوسرے شخص کے دل میں رنج و افسوس ہو کہ یہ کیوں آگے بڑھ گیا اور یہ خیال پیدا ہو کہ اس کو یہ نعمت کیوں ملی؟ اور کسی طرح اس سے یہ نعمت چھن جائے تو اسے حسد کہتے ہیں۔

حسد کی صورتیں

عام طور پر حسد کی دو صورتیں ہیں:

(۱)... دل میں یہ خواہش ہو کہ دوسرے کے پاس جو نعمت ہے وہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔

(۲)... دوسری صورت یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ نعمت اس سے کسی طرح چھن جائے، اور اس نعمت کی وجہ سے اس کو جو مقام حاصل ہوا ہے وہ اس سے محروم ہو جائے، پھر چاہے وہ نعمت مجھے ملے یا نہ ملے۔ یہ حسد کی بدترین صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گناہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

رشک کرنا جائز ہے

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے شخص کو کوئی نعمت حاصل ہے، اس کے بارے میں دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی یہ نعمت یا درجہ اور رُتبہ اس کے پاس رہے، لیکن مجھے بھی یہ نعمت حاصل ہو جائے تو یہ حسد نہیں ہے بلکہ ''رشک'' ہے، جسے عربی زبان میں ''غِبطَة'' کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کا اچھا مکان دیکھ کر دل میں خواہش ہو کہ مجھے بھی ایسا کشادہ اور آرام دہ مکان مل جائے یا جیسا علم اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ایسا ہی مجھے بھی عطا فرمادے تو یہ حسد نہیں اور ایسی تمنا کرنے میں گناہ نہیں۔ لیکن جب دوسرے کی نعمت کے ختم ہونے کی دل میں خواہش پیدا ہو تو یہ حسد ہے۔

البتہ حضراتِ علماءِ کرام نے فرمایا ہے کہ دینداری میں رشک پسندیدہ ہے، اور دنیا کی چیزوں میں رشک کرنا اگرچہ جائز ہے، لیکن پسندیدہ نہیں، اس لئے کہ یہی رشک بعض اوقات دل میں مال و دولت کی حرص پیدا کر دیتا ہے اور بالآخر رفتہ رفتہ یہ حسد تک پہنچا دیتا ہے۔

حسد کی مثال آگ جیسی ہے

حسد باطن کا ایک خطرناک گناہ اور ایک مُہلِک بیماری ہے، اور یہ ایک آگ ہے جو آہستہ آہستہ سلگتی رہتی ہے اور انسان کی نیکیوں کو ختم کر ڈالتی ہے، دنیا میں بھی انسان کیلئے مُہلِک ہے، کیونکہ اس میں دنیا کا بھی نقصان ہے اور آخرت کا بھی نقصان ہے، کیونکہ جو شخص

دوسرے سے حسد کرتا ہے وہ ہمیشہ تکلیف اور گھٹن میں رہتا ہے، کیونکہ جب بھی دوسرے کو آگے بڑھتا ہوا دیکھے گا اُس کو دیکھ کر دل میں رنج اور غم پیدا ہوگا جس کے نتیجہ میں وہ آہستہ آہستہ اپنی صحت کو بھی خراب کرے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حسد کی مثال آگ جیسی ہے، اور آگ کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کو دوسری چیز کھانے کو ملے تو اس کو کھاتی رہتی ہے، مثلاً لکڑی کو آگ لگی ہوئی ہے تو وہ آگ لکڑی کو کھاتی رہے گی، لیکن جب لکڑی ختم ہوجائے گی تو پھر آگ کا ایک حصہ خود اس کے دوسرے حصے کو کھانا شروع کردے گا یہاں تک کہ وہ آگ بھی ختم ہوجائے گی۔ اسی طرح حسد کی آگ بھی ایسی ہی ہے کہ حسد کرنے والا پہلے تو دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جب دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تو پھر حسد کی آگ میں خود جل جل کر ختم ہوجاتا ہے۔

حسد کے گناہ ہونے کی وجہ

حسد کی حقیقت پر اگر غور کیا جائے تو نظر آئے گا کہ حسد کرنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کو کیوں دی؟ مجھے کیوں نہیں دی؟ گویا وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناراضی کا اظہار کر رہا ہے، اور انسان کی کیا مجال کہ وہ قادرِ مطلق کے فیصلوں پر اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ تو حکیم ہیں، ان کے ہر فیصلے میں حکمت ہوتی ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے کہ اس نے دنیا میں مختلف لوگوں کو مختلف نعمتوں سے نوازا ہے، کسی کو مال و دولت دی ہے، کسی کو صحت و تندرستی عطا فرمائی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اُسی کی مرضی سے ہے، مخلوق کو خالق کے کام میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہم اپنے دنیاوی معاملات میں کتنے کام ایسے کرتے ہیں جو ہمارے بیوی بچوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں، اگر بیوی بچے ہمارے کام میں دخل دیں تو ہمیں کتنا بُرا لگتا ہے، پھر اللہ رب العزت کی تقسیم میں کسی کو دخل دینے کا کیا حق ہے؟ اس لئے انسان کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اس کو دی ہیں اُنہیں سوچا کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کرنا اور ناخوش ہونا سنگین گناہ ہے۔

حسد کرنا ابلیس کا طریقہ ہے

حسد کی بُرائی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ شیطانوں کے سردار ابلیس کا طریقہ ہے، جب

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ اعلان فرمایا کہ میں اس کو زمین میں اپنا خلیفہ بناؤں گا، اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو یہ مقام عطا فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ یہ حکم سن کر ابلیس کے دل میں حسد پیدا ہوگیا کہ ان کو یہ مقام مل گیا اور مجھے نہ ملا، پھر اس نے تکبر کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ظاہر کیا، اور سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ہمیشہ کیلئے مردود اور ملعون ہوگیا۔ یہ سب کچھ حسد کی وجہ سے ہوا، اور سب سے پہلے حسد کرنے والا شیطان ہے، لہٰذا حسد کرنے سے بچنا چاہئے۔

حسد کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ نے "حسد" کی مذمت بیان فرما کر اس گناہ سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:۔

حدیث

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.[1]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اور نہ بغض رکھو اور نہ آپس میں قطع تعلقی کرو، اور اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

حدیث

عَنْ يَعِيشَ بْنِ الوَلِيدِ، أَنَّ مَوْلًى لِلزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ العَوَّامِ، حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الأُمَمِ قَبْلَكُمْ: الحَسَدُ وَالبَغْضَاءُ، هِيَ الحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ ....الخ.[2]

---

[1] صحيح مسلم: ٤/ ١٩٨٣

[2] (سنن الترمذي: ٢٨٠/ ٤) قال العراق فى "تخريج أحاديث الإحياء" (٨٦٣/ ٢): أخرجه الترمذي من حديث مولى الزبير عن الزبير.

ترجمہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں کی بیماری ''حسد اور نفرت'' تمہارے اندر بھی سرایت کر آئی ہے، یہ مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کے بال مونڈتی ہے، نہیں، بلکہ یہ بیماری دین کا صفایا کردیتی ہے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر پچھلی امتوں کی کچھ دل کی بیماریاں منتقل ہوئی ہیں، پچھلی اُمتیں باطنی طور پر جن بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا تھیں ان میں سے کچھ گناہ تمہارے اندر بھی سرایت کر گئے ہیں، اور وہ بغض اور حسد ہیں۔ اور یہ ایسے گناہ ہیں جو دین کا صفایا کرنے والے ہیں، کیونکہ حسد کی آگ ایسی خطرناک ہے کہ وہ انسان کو دوسرے بہت سے گناہوں میں مبتلا کردیتی ہے، مثلاً غیبت، بہتان، الزام تراشی، بدگمانی، بدکلامی، لڑائی جھگڑا وغیرہ۔ اور اکثر اسی بغض و حسد کی وجہ سے جادو، ٹونہ اور کالا علم کروایا جاتا ہے۔ یہ بڑے بڑے گناہ حسد کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں، حسد کی وجہ سے انسان دین کے احکام فراموش کرکے پسِ پشت ڈال دیتا ہے، اسی لئے اس کو دین کا صفایا کرنے والی بیماری کہا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ -أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ-.[1]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد سے بچو۔ اس لئے کہ یہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا کر ختم کرتا ہے جس طرح آگ لکڑی (اور خس وخاشاک) کو جلا کر ختم کردیتی ہے۔

حدیث

عن بهز بن حكيم، عن أبيه، عن جده رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

[1] أخرجه أبو داؤد في سننه (٥/ ٤٠٥) وسكت عنه والمنذري في "مختصره".

الْحَسَدُ يُفْسِدُ الإيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ .[1]

ترجمہ

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسد ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جیسے ایلوا (ایک کڑوا پھل ہے جو) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ مِنِّي ذُو حَسَدٍ، وَلَا نَمِيمَةٍ، وَلَا كِهَانَةٍ، وَلَا أَنَا مِنْهُ. ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٨] [2]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد کرنے والا اور چغلی کھانے والا اور غیب کی باتیں بتانے والا مجھ سے نہیں، اور نہ میں اس سے ہوں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾ (یعنی جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو اُن کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں، اُنہوں نے بہتان لگانے اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اُوپر لاد لیا ہے)۔

حدیث

عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوا .[3]

---

[1] (زهر الفردوس ٢٤٣/ ٤) ذكره المناوي في "فيض القدير" ٤١٤/ ٣ وقال: وفيه فحيس بن تميم، قال الذهبي في "الضعفاء" مجهول. وقال العقيلي: لا يتابع على حديثه عن بهز بن حكيم، وفيه لين.

[2] (مجمع الزوائد: ١٧٢/ ٨) قال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه سليمان بن سلمة الخبائري، وهو متروك.

[3] (المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٣٠٩) قال الهيثمي في "المجمع" ٨/ ١٤٩ (١٣٠٤٥) رواه الطبراني، ورجاله ثقات.

ترجمہ

حضرت ضَمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر اور بھلائی پر رہیں گے جب تک کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کریں۔ (یعنی جب لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے حسد پیدا ہوگا تو خیر اور بھلائی ان سے نکل جائے گی)۔

ان تمام احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حسد نہایت مذموم اور بدترین گناہ ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے۔ جو مسلمان اپنے آپ کو اس باطنی بیماری اور گناہ سے محفوظ رکھے گا، اس کیلئے حدیث شریف میں ''سب سے بہتر انسان'' ہونے کی بشارت دی گئی ہے، چنانچہ روایت میں آتا ہے:

حسد سے بچنے کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما، قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ، نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ.[1]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر وہ آدمی جو مخموم القلب ہو، اور زبان کا سچا ہو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ صدوق اللسان کے معنیٰ تو ہم سمجھ گئے یعنی جو زبان کا سچا ہو۔ لیکن مخموم القلب کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مخموم القلب وہ آدمی کہلاتا ہے جو متقی و پرہیزگار ہو، اور اس کا دل ایسا صاف ہو کہ اس میں نہ تو گناہ ہو، نہ زیادتی، نہ سرکشی اور نہ حسد ہو اور نہ اس میں کینہ ہو (بلکہ ان تمام بُرے اوصاف سے وہ پاک ہو)۔

[1] (سنن ابن ماجه: ٥/ ٢١٩) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ٤/ ٢٤٠ هذا إسناد صحيح.

تشریح

مطلب یہ ہے کہ اس کا دل بالکل آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو، اس میں کسی کیلئے بغض، دشمنی اور بدخواہی نہ ہو، نیز وہ زبان کا سچا ہو۔ جس شخص کے اندر یہ اوصاف ہوں وہ بلند اخلاق کا مالک ہے، اور قیامت کے دن میزانِ عمل میں سب سے زیادہ جو چیز بھاری ہوگی وہ اچھے اخلاق ہوں گے، اور زبان کا سچا ہونا اور دل کا صاف ہونا حُسنِ اخلاق کی بنیادیں ہیں۔

حسد سے بچنے پر جنت کی بشارت

نیز احادیثِ طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغض اور حسد جیسے باطنی گناہوں سے دل کو صاف رکھنا جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ روایات میں ایک واقعہ آتا ہے:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وَضُوئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبِعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما فَقَالَ: إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ، حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ وَكِدْتُ أَنْ أَحْقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ! إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ، وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ

مَا عَمَلُكَ، فَأَقْتَدِيَ بِهِ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ. قَالَ: فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ. [1]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ایک جنتی شخص آئے گا، (جسے جنتی شخص دیکھنا ہو اس کو دیکھ لے)۔ تھوڑی دیر میں ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ آئے جن کی ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، اور انہوں نے اُلٹے ہاتھ میں چپل لئے ہوئے تھے۔ اگلے دن نبی کریم ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی، اور وہی صحابی اسی طرح آئے جیسے پہلے دن آئے تھے۔ تیسرے دن بھی رسول اللہ ﷺ نے وہی بات ارشاد فرمائی اور وہی صحابی اُسی حالت میں تشریف لائے۔ تیسرے دن جب مجلس برخاست ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے پیچھے چل دیئے، اور ان سے کہا کہ میری اپنے والد صاحب سے کچھ کھٹ پٹ ہوگئی ہے اور میں نے تین دن گھر نہ جانے کی قسم کھا لی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے یہاں تین دن گزار لوں؟ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے اجازت دیدی۔ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (انصاری صحابی کے گھر قیام کرنے کا) اپنا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ میں تین دن تک ان کے گھر میں رہا، لیکن میں نے ان کو تہجد کیلئے اُٹھتے ہوئے نہیں دیکھا، البتہ رات کو جب آنکھ کھلتی تو بستر پر لیٹے لیٹے اللہ کا ذکر کرلیتے تھے، یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوجاتا تو نماز کیلئے اٹھ جاتے تھے، نیز وہ بھلائی کی بات کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کرتے تھے (یعنی اچھی بات کرتے یا پھر خاموش رہتے تھے)، جب تین راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں اُن کے عمل کو حقیر سمجھتا، بالآخر میں نے اُن سے عرض کیا کہ حقیقت میں میرے اور میرے والد

[1] (مسند أحمد: ۲۰/ ۱۲٤) وعزاه الهيثمي في "المجمع" ۸/ ۱۵۰ إلى أحمد والبزار وقال: رجال أحمد رجال الصحيح.

کے درمیان کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا، لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو تین مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا "کہ ابھی ایک جنتی شخص آئے گا" اور تینوں مرتبہ آپ ہی تشریف لائے، اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کے پاس ٹھہر کر دیکھوں کہ آپ کیا عمل کرتے ہیں (جس کی وجہ سے آپ کو یہ درجہ ملا، تا کہ) میں بھی وہی عمل کروں۔ لیکن میں نے آپ کا کوئی خاص عمل نہیں دیکھا، آخر وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کو اس مقام تک پہنچایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن تک آپ کے جنتی ہونے کی بشارت سنائی ہے۔ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرا عمل تو بس یہی ہے جو آپ نے دیکھا۔ (یعنی میرا جو معمول آپ نے دیکھا بس وہی کرتا ہوں، اس سے زیادہ اعمال نہیں کرتا)، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں واپس جانے لگا تو انہوں نے آواز دیکر بلایا اور فرمایا: میرا عمل تو اتنا ہی ہے جتنا تم نے مجھے کرتے دیکھا، لیکن میرے دل میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ میرے دل میں کسی مسلمان سے کوئی کینہ نہیں ہے، میرا دل کینہ سے صاف ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے دل میں کسی سے حسد نہیں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائی ہو تو میں اس پر حسد نہیں کرتا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تو وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس مقام تک پہنچایا اور یہ بشارت سنوائی ہے، اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

فائدہ

بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ انصاری صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ [1]

دیکھئے! ان صحابی رضی اللہ عنہ کا ظاہری عمل تو اتنا نہ تھا لیکن ان کے دل میں کسی سے بغض، کینہ اور حسد نہیں تھا تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور ﷺ کے ذریعہ تین دن تک جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔ یہی وہ عمل ہے جس سے اچھے اچھے لوگ خالی ہیں، اور بڑے بڑے زاہدوں، عابدوں کے دل بھی بعض مرتبہ بغض وحسد سے خالی نہیں ہوتے۔ اس لئے اگر ہم بھی اپنے دل کو بغض اور حسد سے پاک رکھیں تو ہمارے لئے بھی جنت کی خوشخبری ان شاء اللہ تعالیٰ ہوسکتی ہے۔

---

[1] روى ابن حبان في "صحيحه" (١٥/ ٤٥١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ، قَالَ: "يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ ذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ"، قَالَ: وَلَيْسَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَإِذَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَدْ طَلَعَ.

حسد کا علاج

اگر خدانخواستہ کوئی شخص اس گناہ میں مبتلا ہو تو اس سے بچنے اور نکلنے کیلئے علماءِ کرام نے کچھ طریقے تجویز فرمائے ہیں۔ان طریقوں پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ حسد کے گناہ سے نجات مل جائے گی۔

حسد سے بچنے کا پہلا طریقہ

حسد کرنے والا سب سے پہلے یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے کا کیا فائدہ؟ میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور وہ بھی۔ اور ہمیں جو کچھ ملا یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے جو اس کی مصلحت کے مطابق ہے، اب اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض کرنے سے کیا فائدہ؟ دنیا میں مجھے یہ نعمت نہیں مل رہی، ایسا نہ ہو کہ حسد کرنے سے میری آخرت کا حصہ بھی چلا جائے، یعنی اَجر وثواب ختم ہو کر الٹا گناہ کا وبال ذمہ آجائے۔

پھر یہ سوچے کہ میں جس شخص سے حسد کر رہا ہوں میرے حسد کرنے سے اُس کا کوئی نقصان نہیں، بلکہ وہ تو اپنی زندگی مزے سے گزار رہا ہے، جبکہ دوسری طرف میرا دُگنا نقصان ہو رہا ہے، ایک تو مجھے کچھ مل نہیں رہا، دوسرے میرا دل جل رہا ہے، تکلیف ہو رہی ہے اور اپنی صحت کا نقصان ہو رہا ہے، اگر کوئی بڑی تکلیف ہوگئی تو اس کے علاج میں مال بھی خرچ کرنا پڑے گا، نتیجہ یہ کہ حسد کرنے سے مزید کچھ ملے گا نہیں، بلکہ جو کچھ اپنے پاس ہے وہ بھی چلا جائے گا۔ نیز اس کی وجہ سے آخرت کا وبال الگ ہوگا، گویا دنیا کا بھی نقصان ہے اور آخرت کا بھی نقصان ہے، اس طرح دو نقصان ہو گئے۔ان باتوں کو سوچنے سے انشاء اللہ حسد کا مادہ ختم ہو جائے گا۔

حسد سے نجات کا دوسرا طریقہ

اگر مذکورہ پہلے طریقہ پر عمل کرنے سے حسد ختم نہ ہو تو پھر اس کی ضد سے علاج کریں۔ یعنی حسد کی وجہ سے جن بُرے کاموں کے کرنے کو دل چاہتا ہے اُن کی ضد والے کام کریں۔جس کی تفصیل حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجِ ذیل ملفوظ میں ہے:

"اختیاری (کام) کی ضد بھی اختیاری ہوتی ہے، پس جو امور حسد سے ناشی (پیدا ہوتے) ہیں ان کی ضد کو اپنے اختیار سے عمل میں لاؤ، اس طرح کہ بجائے غیبت کے محسود (یعنی جس سے حسد ہے اس) کی مدح (تعریف) زبان سے کیا کرو، گو نفس کو ناگوار ہو، مگر زبان پر تو اختیار ہے۔ اور اس سے نیاز مندی (اور عاجزی) کے ساتھ ملاقات (کرو) اور (عاجزی سے) بات کرو۔ اور اس کے ضرر (نقصان) پر زبان سے رنج ظاہر کیا کرو، اس کے سامنے بھی اور دوسروں کے سامنے بھی۔ اور وہ اگر سامنے آجائے تو اس کی تعظیم کیا کرو۔ کبھی کبھی اس کو ہدیہ دیا کرو۔ ایک مدت تک ایسا کرنے سے حسد زائل ہوجائے گا۔ اور کم از کم بیس بار اس عمل کو کیا جائے۔ [1]

یعنی حسد کی وجہ سے جن بُرائیوں کو دل چاہ رہا ہے مثلاً بدنام کرنا، غیبت کرنا وغیرہ وہ سب اختیاری ہیں، لہٰذا ان کی ضد والے کام کرنا بھی انسان کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ:

(۱) ... جس شخص سے حسد ہوجائے چونکہ اُس کو بدنام کرنے کو دل چاہتا ہے، اسکی غیبت کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ اُس شخص کی زبان سے تعریف کرو، اس کے اندر کوئی خوبی تلاش کرکے زبردستی اس کی تعریف کرو کہ ماشاء اللہ! اس کی یہ عادت بہت اچھی ہے، اگرچہ اس طرح کرنے کو دل گوارا نہیں کرے گا لیکن زبان پر ہمیں اختیار ہے، لہٰذا زبان سے تعریف کردو، کیونکہ اس بیماری کا علاج ہی دل پر آرے چلانا ہے۔

(۲) ... دوسرا کام یہ کرو کہ اس سے نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ ملاقات کرو اور اس سے بات چیت بھی نرمی کے ساتھ کرو۔

(۳) ... اگر اس کو کوئی صدمہ یا تکلیف پہنچے تو اس تکلیف پر آپ بھی رنج وغم کا اظہار کرو، اس کے سامنے بھی کرو اور لوگوں کے سامنے بھی کرو۔

(۴) ... جب وہ سامنے آجائے تو اس کی تعظیم کیا کرو۔

(۵) ... کبھی کبھی اس کو ہدیہ دیا کرو تاکہ اس کے دل میں بھی تمہاری محبت پیدا ہو اور تمہارے دل میں بھی اس کی محبت پیدا ہو۔

(۶) ... ایک اور کام جو بہت اہم ہے (اگرچہ صراحۃً اس ملفوظ میں نہیں، لیکن مجرب ہے) وہ یہ کہ جس سے حسد ہو اس کیلئے خوب دعائیں کرو، اگر اس کے مال سے حسد ہو تو مال و دولت میں اضافہ کیلئے دعا کرو، اگر اس کی عزت سے حسد ہو تو اس کی عزت میں مزید

[1] انفاسِ عیسیٰ: ص ۱۷٤

اضافے کی دعا کرو، نیز اس کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کیلئے دعائیں کرتے رہو۔ اس طرح دعائیں کرنا اگرچہ نفس پر بہت ناگوار ہوگا لیکن حسد کی جڑ کٹنا شروع ہوجائے گی۔

اور اللہ تعالیٰ سے دل سے دعا کرو کہ وہ حسد کے گناہ سے نجات عطا فرمائیں۔

جب انسان یہ سب کام کرے گا اور ایک مدت تک بار بار کرتا رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے یہ گناہ نکل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو باطن کے اس بڑے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

گناہ نمبر ۳۹ غیبت کرنے اور بہتان باندھنے کا گناہ

انسان کے پیٹھ پیچھے اس کا ایسا تذکرہ کرنا کہ اگر اسے معلوم ہو تو اسے برا لگے، یہ غیبت ہے۔ اور اگر وہ عیب اور خرابی اس کے اندر نہ ہو جو بیان کی جارہی ہے تو وہ بہتان ہے۔ غیبت اور بہتان دونوں ہی ناجائز اور کبیرہ گناہ ہیں، اور یہ گناہ اس لحاظ سے زیادہ خطرناک ہیں کہ ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور یہ گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے یا جس پر بہتان باندھا گیا ہے جبکہ جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو غیبت کا علم ہوجائے، اور غیبت پر قرآن شریف اور احادیثِ طیبہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ قرآنِ کریم میں اس گناہ کی شدت بیان کرنے کیلئے ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ شاید کسی اور گناہ کیلئے ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ❶

ترجمہ

"اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو! (لہٰذا غیبت کرنے سے بچو!)"

تشریح

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں غیبت کو ایسا قرار دیا ہے جیسا کہ اپنے مردار

❶ الحجرات: ۱۲

بھائی کا گوشت کھانا، جس میں کئی طرح سے خرابیاں ہیں، ایک تو انسان کا گوشت، پھر انسان بھی بھائی، اور بھائی مُردہ، کوئی بھی انسان جس کے اندر ذرہ برابر بھی انسانیت ہوگی وہ اس کا ارتکاب نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے بارے میں سوچ سکتا ہے، لہٰذا مردار بھائی کا گوشت کھانا جس قدر مکروہ اور بُرا ہے اور گناہ ہے، ایسے ہی غیبت کرنا بھی نہایت برا ہے، اور گناہ ہے، لہٰذا جس طرح مردار بھائی کے گوشت سے طبعاً نفرت ہوتی ہے ایسے ہی غیبت سے بھی سخت نفرت ہونی چاہئے۔

متعدد احادیث میں غیبت کرنے اور سننے پر شدید وعیدیں بیان کی گئی ہیں، ذیل میں کچھ احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں:۔

غیبت کی مذمت سے متعلق چند احادیثِ طیبہ

غیبت کرنا زنا سے زیادہ بُرا ہے

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنهما قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قِيلَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: الرَّجُلُ يَزْنِي ثُمَّ يَتُوبُ، فَيَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِ، وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتَّى يَغْفِرَ لَهُ صَاحِبُهُ.[1]

ترجمہ

حضرت جابر اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت (گناہ اور وبال کی چیز) ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتے ہیں (اور اسے بخش دیتے ہیں)، اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں ہوگی جب تک وہ شخص خود معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے۔

---

[1] (المعجم الأوسط ٦/٣٤٨) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٨/ ١٧٣) رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عباد بن كثير الثقفي وهو متروك.

غیبت کرنے والے کا چہرہ لہولہان ہونا

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ.[1]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے ہیں، اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے کا گوشت نوچ رہے ہیں، (جس کی وجہ سے ان کا چہرہ لہولہان ہوگیا ہے، اور چہرہ کی ہڈیاں نکل رہی ہیں اور چہرہ خوفناک ہوگیا ہے)، میں نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو (غیبت کرکے) لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔

غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی جائے اُسے ملنا

حدیث

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيُعْطَى كِتَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْشُورًا، فَيَرِيهِ فِيهِ حَسَنَاتٍ لَمْ يَعْمَلْهَا فَيَقُولُ: رَبِّ، لَمْ أَعْمَلْ هَذِهِ الْحَسَنَاتِ فَيَقُولُ: إِنَّهَا كُتِبَتْ بِاغْتِيَابِ النَّاسِ إِيَّاكَ. وَإِنَّ الْعَبْدَ يُعْطَى كِتَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْشُورًا، فَيَقُولُ: رَبِّ، أَعْمَلُ حَسَنَةً يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيُقَالُ لَهُ: مُحِيَتْ عَنْكَ بِاغْتِيَابِكَ النَّاسَ.[2]

---

[1] (سنن أبي داؤد: ۳۹۲/ ۵) وقال العراقي في "تخريج الإحياء" (۱۸٦/ ۲): أخرجه أبو داؤد مسندًا ومرسلاً والمسند أصحّ.

[2] (مساوئ الأخلاق للخرائطي: ص۹۹) والحديث أخرجه الأصبهاني في "الترغيب" ۳/ ۱٤۱. وذكره المنذري في "الترغيب" ۳/ ۳۳۲ بصيغة التمريض وعزاه إلى الأصبهاني.

ترجمہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن بندے کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا جو پھیلا ہوا ہوگا، اس میں اس کی وہ نیکیاں بھی درج ہوں گی جو اس نے نہیں کی ہوں گی، بندہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے تو یہ نیکیاں نہیں کی ہیں، (پھر میرے نامہ اعمال میں کیسے درج ہوگئیں؟) اسے جواب ملے گا: لوگوں نے تمہاری غیبت کی تھی اس وجہ سے (ان کی نیکیاں تمہارے نامہ اعمال میں) درج کردی گئیں ہیں، اور ایک دوسرے بندے کو بھی اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا جو پھیلا ہوا ہوگا، وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! کیا میں نے فلاں فلاں دن وہ نیکی نہیں کی تھی (وہ نیکی آج مجھے میرے نامہ اعمال میں نظر نہیں آرہی؟) اسے جواب دیا جائے گا کہ تم نے لوگوں کی غیبت کی تھی اس لئے تمہاری نیکیاں تمہارے نامہ اعمال سے مٹادی گئیں (اور اس کے نامہ اعمال میں درج کردی گئیں جس کی تم نے غیبت کی تھی)۔

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ غیبت کرنے سے انسان کی قیمتی نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں، کیونکہ جس شخص کی غیبت کی جائے اگر وہ دنیا میں معاف نہ کرے تو آخرت میں ادائیگی کرنی ہوگی، اور آخرت میں حقوق العباد کی ادائیگی نیکیوں کے ذریعہ ہوگی، لہٰذا جس کی غیبت کی ہوگی آخرت میں اس کو نیکیوں کے ذریعہ بدلہ دیا جائے گا، اور غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال سے مٹادی جائیں گی۔ اس کی تفصیل درجِ ذیل حدیث میں بھی بیان فرمائی گئی ہے۔

غیبت کرنے کی معافی وتلافی دنیا میں کرلینی چاہیے

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ اليَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لاَ يَكُونَ دِينَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. [1]

---

[1] صحیح البخاری: ۳/۱۲۹

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق رکھتا ہو خواہ وہ حق (غیبت و بُرائی کرنے یا روحانی و جسمانی ایذاء رسانی وغیرہ کی صورت میں) آبرو ریزی کا ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو (جیسے کوئی مالی مطالبہ و معاملہ یا ناحق خون وغیرہ) تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کو آج ہی کے دن (یعنی اس دنیا میں) معاف کرالے اس سے پہلے پہلے کہ وہ دن آئے (یعنی قیامت کا دن کہ جس دن اس کے پاس) نہ کوئی درہم ہوگا اور نہ دینار (جس سے وہ اپنا دنیاوی حق ادا کرسکے، لہٰذا اگر اس نے اپنا حق دنیا میں معاف کرالیا تو بہتر، ورنہ پھر) ظالم کے نامۂ اعمال میں جو کچھ نیکیاں ہوں گی ان میں سے ظلم کے برابر نیکیاں لے لی جائیں گی، اور اگر اس (ظالم) کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو پھر مظلوم کی بُرائیاں لے کر ظالم (کی گردن) پر لاد دی جائیں گی۔

غیبت کرنے سے پیٹ میں خون بھرنا

حدیث

عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ صَامَتَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَلَسَتْ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَتَا تَأْكُلَانِ لُحُومَ النَّاسِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هَاهُنَا امْرَأَتَيْنِ صَامَتَا وَقَدْ كَادَتَا أَنْ تَمُوتَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اِئْتُونِي بِهِمَا فَجَاءَتَا، فَدَعَا بِطَسْتٍ -أَوْ قَدَحٍ- قَالَ لِإِحْدَاهُمَا: قِيئِي فَقَاءَتْ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ وَصَدِيدٍ حَتَّى مَلَأَتْ نِصْفَ الْقَدَحِ، وَقَالَ لِلْأُخْرَى: قِيئِي فَقَاءَتْ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ وَصَدِيدٍ حَتَّى مَلَأَتِ الْقَدَحَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ هَاتَيْنِ صَامَتَا عَلَى مَا أَحَلَّ اللهُ، وَأَفْطَرَتَا عَلَى مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمَا، جَلَسَتْ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَتَا تَأْكُلَانِ لُحُومَ النَّاسِ. [1]

ترجمہ

حضرت عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا (اور وہ جمع ہو کر

[1] (مسند ابن أبي شيبة:٢/ ١٧٧) ذكره البوصيري في "إتحاف الخيرة" ٣/ ١٠٥ (٢٣٠٦) وقال: وفي سنده راوٍ لم يُسَمَّ.

اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگیں، باتوں باتوں میں ان سے غیبت بھی ہوگئی اور کچھ دیر کے بعد ان کی حالت خراب ہونے لگی) کسی نے حضور ﷺ کو بتایا کہ دو عورتیں روزے سے ہیں اور ان کی حالت خراب ہے، وہ مرنے کے قریب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ، وہ دونوں عورتیں آگئیں، پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا، ایک سے کہا کہ قے کرو، اس نے قے کی تو خون کے لوتھڑے، گوشت کے ٹکڑے اور پیپ نکلا، یہاں تک کہ آدھا پیالہ بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری عورت سے کہا کہ قے کرو، تو اس کے منہ سے بھی یہی کچھ نکلا، پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں عورتوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں (یعنی کھانے پینے) سے اپنے آپ کو روک کر روزہ رکھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز (یعنی غیبت) سے اپنے آپ کو نہیں روکا، (جس کے نتیجہ میں پیٹ میں خون، پیپ اور گوشت بھر گیا تھا)۔

کسی گناہگار کی غیبت بھی گناہ ہے

حدیث

عَنِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: جَاءَ الْأَسْلَمِيُّ إِلىٰ نَبِيِّ اللهِ ﷺ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ فَأَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: أَنِكْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ ... فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ نبيّ الله ﷺ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: انْظُرْ إِلَى هَذَا الَّذِي سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ، فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟ فَقَالَا: نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هَذَا الْحِمَارِ، فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللهِ، مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا؟ قَالَ: فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ الْآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْقَمِسُ فِيهَا.[1]

---

[1] سنن أبي داود: ١٢٧٤/ ٥

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ماعز اسلمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زنا کا اقرار کیا (بہر حال آپ ﷺ نے چار مرتبہ اعراض کرنے اور کچھ سوال و جواب کے بعد رجم کرنے کا حکم دیدیا) جب انہیں رجم کیا گیا تو آپ ﷺ نے دو آدمیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عیب پر پردہ رکھا تھا مگر انہوں نے اسے ہٹا دیا اور آخر کار انہیں کتے کی طرح رجم کر دیا گیا، آپ ﷺ آگے چلتے رہے، تھوڑا چلنے کے بعد ایک مردار گدھے پر گزر ہوا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: وہ دو آدمی کہاں ہیں جنہوں نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہ جملہ کہا تھا؟ (انہوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:) سواری سے اترو اور یہ مردار گدھا کھاؤ، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ مردار گدھا کون کھا سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ماعز کے بارے میں جو جملہ کہا تھا وہ اس سے بدتر تھا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ماعز رضی اللہ عنہ جنت کی نہروں میں غوطے کھا رہے ہیں۔

غیبت کرنے کی وجہ سے مردار کی بدبو آنا

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَارْتَفَعَتْ رِيحُ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ هَذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ. [1]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک ایک بدبودار مردار کی بدبو اٹھی، آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کس چیز کی بدبو ہے؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا:) یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مومنین کی غیبت کر رہے ہیں۔

[1] (مسند أحمد: ۲۳/ ۹۷) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۸/ ۱۷۲ رواه أحمد ورجاله ثقات.

معمولی غیبت بھی گناہ ہے

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَخْدُمُ بَعْضَهَا بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ وَكَانَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَجُلٌ يَخْدُمُهُمَا، فَنَامَا فَاسْتَيْقَظَا، وَلَم يُهَيِّءْ لَهُمَا طَعَامًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ، إِنَّ هٰذَا لَيُوَائِمُ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ، فَأَيْقَظَاهُ، فَقَالَا: ائْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقْرِئَانِكَ السَّلَامَ، وَهُمَا يَسْتَأْدِمَانِكَ، فَقَالَ: أَقْرِأْهُمَا السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمَا أَنَّهُمَا قَدِ ائْتَدَمَا فَفَزِعَا، فَجَاءَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْدِمُكَ، فَقُلْتَ: قَدْ ائْتَدَمَا، فَبِأَيِّ شَيْءٍ ائْتَدَمْنَا؟ قَالَ: بِلَحْمِ أَخِيكُمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى لَحْمَهُ بَيْنَ أَنْيَابِكُمَا قَالَا: فَاسْتَغْفِرْ لَنَا، قَالَ: هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمَا۔[1]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب کی عادت یہ تھی کہ وہ سفر میں ایک دوسرے سے خدمت لیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی سفر میں خدمت کیلئے ایک شخص ساتھ تھا، (اس کے ذمہ کھانا پکانے کی خدمت تھی)، یہ حضرات آرام فرما کر جب بیدار ہوئے تو خادم نے کھانا تیار نہیں کیا تھا، (خادم بھی اس طرح سو گیا تھا کہ کھانا نہیں پکا سکا اور تاخیر سے بیدار ہوا تھا)، ان حضرات میں سے ایک نے دوسرے ساتھی سے اس خادم کے بارے میں فرمایا کہ یہ تو ایسے سو رہا ہے جیسے گھر میں سوتا ہے، (یعنی بے فکری سے سو رہا ہے، گویا اسکے بہت زیادہ سونے کی برائی بیان کی) پھر جب ان حضرات نے اس خادم کو جگایا تو اس سے فرمایا: تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ہمارا سلام عرض کردو اور اگر حضور

---

[1] (الأحاديث المختارة للضياء المقدسى ۷۱/ ۵) قال المقدسي بعد أن ذكر الحديث: لَفْظُ ابْنِ صَاعِدٍ، وَفِي رِوَايَةِ السَّامَرِيِّ: (يَخْدُمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا) وَعِنْدَهُ (يَخْدُمُهُمَا فَنَامَ)، وَعِنْدَهُ (فَقَالا إِنْ هَذَا لَيُوَائِمُ نَوْمَ بَيْتِكُمْ) وَعِنْدَهُ بَعْدَ يَسْتَأْدِمَانِكَ (فَأَتَاهُ فَقَالَ ﷺ أَخْبِرْهُمَا) وَعِنْدَهُ (قَالَ بِأَكْلِ لَحْمِ أَخِيكُمَا إِنِّي لأَرَى لَحْمَهُ بَيْنَ ثَنَايَاكُمَا) وَقَدْ رَوَاهُ عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ الْعَرَبَ كَانَتْ تَخْدُمُ بَعْضَهُمْ بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ فَذَكَرَهُ قِيلَ الْمُوَائَمَةُ الْمُوَافَقَةُ وَمَعْنَاهُ إِنَّ هَذَا النَّوْمَ يُشْبِهُ نَوْمَ الْبَيْتِ لَا نَوْمَ السفر عابوه بِكَثْرَةِ النوم.

ﷺ کے پاس کچھ سالن ہو تو وہ لے آؤ، وہ خادم حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کر کے کہا کہ وہ حضرات آپ سے سالن مانگ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو میرا سلام پیش کرنا اور یہ کہنا کہ سالن آپ کھا چکے ہیں، جب ان حضرات نے یہ سنا تو گھبراتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ سے سالن مانگا تھا اور آپ نے فرمایا کہ ہم سالن کھا چکے، تو ہم نے کس چیز کا سالن کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے دانتوں کے درمیان اس کا گوشت دیکھ رہا ہوں، ان دو حضرات نے عرض کیا کہ ہمارے لئے بخشش کی دعا فرمادیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تم نے برائی کی ہے، اُسے چاہئے کہ وہ بخشش کی دعا کرے۔

تشریح

دیکھئے! کسی کے بارے میں یہ کہنا کہ زیادہ سوتا ہے یا سفر میں بھی ایسے سویا ہوا ہے جیسے گھر میں سوتا ہے، آجکل معمول کی بات ہے، اور معاشرے میں اس کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی اور نہ ہی اس کو غیبت سمجھا جاتا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کو بھی غیبت قرار دیا اور چونکہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس لئے معافی کیلئے اسی شخص سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا۔ اس واقعہ سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کسی مسلمان کے بارے میں کوئی ناگوار بات کہنا کس قدر بُرا ہے۔

بہرحال مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ غیبت کا وبال اور اس کی وعیدیں بہت زیادہ ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے ڈرنا چاہئے اور اس سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے، اور یہ عزم کر لینا چاہئے کہ آئندہ نہ کسی کی غیبت کریں گے نہ سُنیں گے، کیونکہ جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے اسی طرح اپنے اختیار سے غیبت سننا بھی گناہ ہے، لہٰذا اب تک اگر کسی کی غیبت کی ہو تو اس سے مل کر معاف کرالینا چاہئے، اور آئندہ بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس گناہ سے بچے گا اس کیلئے حدیث شریف میں بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَلَّ مَالُهُ، وَكَثُرَ عِيَالُهُ، وَحَسُنَ صَلَاتُهُ، وَلَمْ يَغْتَبِ الْمُسْلِمِينَ، جَاءَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَهُوَ مَعِي كَهَاتَيْنِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا مال کم ہو اور اہل و عیال زیادہ ہوں، نماز اچھی طرح سے پڑھتا ہو اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ہونگے جیسے دو انگلیاں۔

تشریح

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور بیچ کی انگلی قریب قریب کر کے ارشاد فرمایا کہ جیسے یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں، اسی طرح میں اور وہ شخص نزدیک ہوں گے جو درجِ ذیل چار کام کرے:

(۱)... مال کم ہو تو صبر سے کام لے۔

(۲)... عیال زیادہ ہوں تو مانگنے سے پرہیز کرے۔

(۳)... خشوع و خضوع کے ساتھ سنت کے مطابق نماز پڑھنے کا اہتمام کرے۔

(۴)... غیبت کرنے سے اپنی زبان کو بچائے۔

اسی طرح جو شخص خود بھی غیبت نہ کرے اور جہاں کسی مسلمان کی غیبت ہو رہی ہو وہاں اس کا دفاع کرے تو ایسے شخص کیلئے بھی عظیم اجر و ثواب ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:۔

غیبت سے روکنا، دوزخ سے بری ہونا ہے

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْغِيبَةِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ.[2]

ترجمہ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے گوشت کی حفاظت کرے (یعنی

---

[1] (مسند أبي يعلى: ٢/ ٢٧٦) وأورده الهيثمي في "مجمع الزوائد" ١٠/ ٤٤٩ (١٨٧٦٨) وقال: وفيه مسلمة بن علي الخشني وهو متروك.

[2] (مسند أحمد: ٤٥/ ٥٨٣) ذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٨/ ١٨٩ (١٣١٥٠) وعزاه إلى أحمد والطبراني وقال: وإسناد أحمد حسن.

کوئی اس کی برائی کرے تو وہ اس کا دفاع کرے) تو اللہ تعالیٰ پر یہ اس کا حق ہے کہ اس کو دوزخ سے آزاد فرمائیں گے۔ (شعب الایمان)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:۔

کسی کی آبرو بچانا دوزخ سے بچنا ہے

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي هَذَا ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [1]

ترجمہ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی عزت و آبرو کا دفاع کرتا ہے اللہ پاک قیامت کے دن اس کے چہرے کے سامنے سے دوزخ کی آگ کو ہٹانا اپنے ذمہ لے لیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ [2]

ترجمہ

اور ہم نے یہ ذمہ داری لی تھی کہ ایمان والوں کی مدد کریں۔

غیبت سے بچنے کا طریقہ

بہر حال غیبت کرنے اور سننے سے مکمل اجتناب کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے، اور اس کیلئے یہ تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے کہ خاموش رہنے کی عادت بنائی جائے، غیبت کرنے سننے کی وعیدیں اور اس گناہ سے بچنے کے فضائل ذہن میں مستحضر رکھے جائیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے کہ اپنے فضل و کرم سے اس گناہ سے محفوظ رکھے۔

---

[1] (مكارم الأخلاق للطبراني ص ٣٦٢) وقال العراقي في "تخريج أحاديث الإحياء" (١/٥١٠): أخرجه أحمد من حديث أسماء بنت يزيد بنحوه والخرائطي في مكارم الأخلاق وهو عند الطبراني بهذا اللفظ من حديث أبي الدرداء وفيهما شهر بن حوشب.

[2] روم: ٤٧

غیبت کے گناہ سے توبہ

اگر کسی شخص کی غیبت ہوجائے اور ہماری غیبت کرنے کا اس کو علم بھی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس شخص سے بھی معافی مانگنا ضروری ہے، اس کے بغیر توبہ مکمل نہ ہوگی، اور اگر اس کو ہماری غیبت کرنے کا علم نہ ہوتو صرف اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلینا کافی ہے۔ [1]

ان صورتوں میں غیبت کرنا جائز ہے

البتہ شریعت نے انسان کی فطرت کی بھی رعایت کی ہے اور انسان کی جائز ضروریات کا بھی لحاظ رکھا ہے، اس لئے بعض مواقع ایسے بھی ہیں جہاں غیبت کرنا جائز ہے، مثلاً:

(۱)... مظلوم کیلئے ظالم کی غیبت ایسے شخص کے سامنے جائز ہے جو اسے ظلم سے نجات دے سکتا ہو، مثلاً اگر مظلوم کو کوئی تکلیف اور اذیتیں پہنچا رہا ہے تو وہ اپنا مقدمہ حاکم یا جج کے پاس عدالت میں دائر کرسکتا ہے اور اپنے سارے حالات حاکم، جج یا افسرِ اعلیٰ یا ڈی آئی جی یا آئی جی کو سنا سکتا ہے۔ اسی طرح وہ مظلوم جس کی حکام تک رسائی نہ ہوتو وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے ظلم کی داستان اور ظالم کے ظلم کا تذکرہ ایسے شخص کے سامنے بھی کرسکتا ہے جو اسے اگرچہ ظلم سے نجات تو نہیں دے سکتا، لیکن کم از کم اسے تسلی دے سکتا ہے، لیکن شرط یہ ہیکہ اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کرے اور اپنی طرف سے مبالغہ آرائی نہ کرے۔ لقولہ تعالیٰ:

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ [2]

(۲)... کوئی شخص بدعت کی اشاعت میں مشغول ہے یا کسی اور ناجائز خلافِ شرع

---

[1] وعن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: "إن من كفارة الغيبة) أي: بعد تحقيق التوبة (أن تستغفر) أي أنت أيها المخاطب خطايا عاما (لمن اغتبته، تقول): بدل أو بيان أو حال (اللهم اغفرلنا) أى: إذا كانوا جماعة، أو لنا معشر المسلمين عموما (وله) أي: لمن اغتبته خصوصا، والظاهر أن هذا إذا لم تصل الغيبة إليه، وأما إذا وصلت إليه فلا بد من الاستحلال بأن تخبر صاحبها بما قال فيه و يتحللها منه، فإن تعذر ذلك فليعزم على أنه متى وجده تحلل منه، فإذا حلله سقط عنه ما وجب عليه له من الحق، فإن عجز عن ذلك كله بأن كان صاحب الغيبة ميتا أو غائبا، فليستغفر الله تعالىٰ، والمرجو من فضله وكرمه أن يرضى خصمه من إحسانه، فإن جواد كريم رؤوف رحيم. (مرقاة المفاتيح:۹۹/ ۹)

[2] (اصلاحی خطبات: از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)

بات کے پھیلانے میں مشہور ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی اس میں مبتلا ہوسکتے ہیں تو لوگوں کے سامنے اس کی خلافِ شرع بات یا بدعت کو ظاہر کرنا جائز ہے، تا کہ دوسرے لوگ اس کی باتوں میں آ کر بدعت اور ناجائز کاموں میں مبتلا نہ ہوں۔

(۳)... کسی شخص کا بیٹا یا کسی شیخ کا مرید یا کسی استاد کا شاگرد کسی ناجائز خلاف شرع بات میں مبتلا ہو رہا ہے تو اس کی اصلاح کی خاطر اس کے باپ، شیخ اور استاد کو یہ بتانا کہ تمہارا بیٹا، مرید یا شاگرد ایسا کر رہا ہے، جائز ہے۔

(۴)... کوئی شخص ایسا ہے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اب اگر اس کے بارے میں دوسروں کو نہ بتایا گیا تو وہ اس کے ہاتھوں سے نقصان کا شکار ہو جائیں گے، ایسے موقع پر دوسروں کو اس سے ہوشیار رہنے کیلئے کہنا جائز ہے۔

(۵)... کسی کو کسی سے کوئی معاملہ مثلاً خریداری یا کرایہ داری یا رشتہ لینے دینے کا کرنا ہے تو وہاں اگر کوئی پوچھے کہ فلاں دکاندار کیسا ہے، فلاں پارٹی یا لڑکا کیسا ہے تو اس صورت میں اگر برائی یا کوئی عیب اس میں پایا جاتا ہو تو اس کا بیان کرنا جائز ہے، یہ ممنوع نہیں، تا کہ دوسرا شخص دھوکہ میں مبتلا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو غیبت کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

گُناہ نمبر ۴۰ چغل خوری کا گناہ

چغلی کی حقیقت

ایک اور گناہ جو غیبت سے ملتا جلتا ہے اور بہت ہی سنگین ہے بلکہ اس سے زیادہ خطرناک ہے وہ ''چغلی'' ہے۔

چغلی کی حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کی کوئی برائی دوسرے کے سامنے اس نیت سے بیان کی جائے کہ سننے والا اس کو کوئی تکلیف پہنچائے، اور یہ شخص اس کو تکلیف پہنچنے پر خوش ہو۔ اس میں یہ ضروری نہیں کہ جو برائی بیان کی جائے وہ حقیقت میں اس کے اندر موجود ہو، بلکہ صرف تکلیف پہنچانے کی غرض سے برائی بیان کی جائے خواہ وہ برائی اس کے اندر ہو یا نہ ہو۔

چغلی متعدد گناہوں کا مجموعہ ہے

چغل خوری درحقیقت لوگوں میں فتنہ وفساد پھیلانا ہے، جس کے نتائج بعض اوقات نہایت خطرناک صورت میں ظاہر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ قتل اور خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ متعدد گناہوں کا مجموعہ بھی ہے، کیونکہ اس میں غیبت، بہتان، تجسس، جھوٹ وفریب اور طرح طرح کی بداخلاقیاں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ غیبت سے بھی زیادہ شدید ہے، کیونکہ غیبت میں نیت کا بُرا ہونا ضروری نہیں، کہ جس کی غیبت کی جائے اس کو تکلیف پہنچے، لیکن چغلی میں بدنیتی کا ہونا ضروری ہے، گویا چغلی میں مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی خواہش اور نیت بھی ہوتی ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ یہ اخلاقی مرض معاشرہ میں اس قدر کثرت سے پھیل گیا ہے کہ وہ ایک معمولی چیز بن گیا ہے اور لوگ اس کو گناہِ کبیرہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں اسکی بہت زیادہ مذمت بیان کی گئی ہے، اور اس پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ کافروں کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

چغل خور کی مذمت قرآنِ کریم میں

آیت

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ۝١١ [1]

ترجمہ

"اور کسی بھی ایسے شخص کی باتوں میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھانے والا، بے وقعت شخص ہے۔ طعنے دینے کا عادی ہے، چغلیاں لگاتا پھرتا ہے"۔

تشریح

چغل خور کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان جھوٹی سچی باتیں بیان کر کے ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکاتا ہے، اور ایسی بات دوسرے کو پہنچاتا ہے جس سے دوسرے کو غصہ آئے اور نفرت پیدا ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بات ماننے سے منع

---

[1] القلم: ۱۰ - ۱۱

فرمادیا ہے، اور یہ اُصول مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کوئی خبر لے کر آئے تو پہلے اس بات کی تحقیق کرلی جائے کہ وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور پھر یہ دیکھ لیا جائے کہ خبر لانے والا شخص کیسا ہے؟ اگر وہ سچا مؤمن نہیں ہے تو اس کی بات نہ مانی جائے، خاص طور پر ایسی خبر جس کے نتیجہ میں کسی دوسرے کو نقصان پہنچ سکتا ہو، ایسا نہ ہو کہ بلاتحقیق اس کی بات مان کر جلدی میں کوئی ایسی حرکت کرلی جائے جس پر بعد میں پچھتاوا اور افسوس ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ ۝٦ [1]

ترجمہ

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ“۔

تشریح

چغلی جیسی بداخلاقی کرنے والے کا مقصد عموماً یہ ہوتا ہے کہ دو شخصوں بالخصوص عزیز واقارب اور دوست واحباب میں نا اتفاقی پیدا ہو اور ان کے درمیان لڑائی جھگڑا پیدا ہو، اس لئے حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کو ”بُرے لوگ“ فرمایا ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو:۔

چغل خوری کی مذمت کے متعلق احادیثِ طیبہ

حدیث

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا، ذُكِرَ اللهُ تَعَالَى ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ الْمَشَّاءُونَ بِالنَّمِيمَةِ، الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُونَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ. [2]

---

[1] الحجرات: ٦

[2] (مسند أحمد: ٤٥/ ٥٧٥) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٨/ ١٧٦ رواه أحمد وفيه شهر بن حوشب وبقية رجاله رجال الصحيح.

ترجمہ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اچھے لوگ نہ بتاوں؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ کے اچھے بندے) وہ لوگ ہیں کہ جب اُنہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آئیں، پھر فرمایا کہ میں تمہیں برے لوگ نہ بتاوں؟ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتائیں فرمایا: یہ) وہ لوگ ہیں جو چغلی لیکر چلتے پھرتے ہیں (اور چغلی کی وجہ سے) محبت کرنے والوں میں جدائی کرنے والے ہوتے ہیں (اور) جو لوگ برائی سے پاک ہیں ان کے لئے فساد کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یعنی ان پر مختلف گناہوں اور برائیوں کا بہتان لگاتے ہیں اور اس طرح ان کو ہلاکت ومشقت اور دشواریوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

اس حدیث کے علاوہ متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گناہ کی مذمت اور اس پر شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور اس گناہ سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً:۔

حدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنِمُّ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ.[1]

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ چغلیاں کرتا ہے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ النَّمِيمَةَ وَالْحِقْدَ فِي النَّارِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ مُسْلِمٍ.[2]

---

[1] صحيح مسلم:١/ ١٠١

[2] (المعجم الأوسط:٥/ ٥٤) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ١/ ٢٩٠ (٣٧٧): رواه الطبراني في "الأوسط" وفيه عفير بن معدان أجمعوا على ضعفه.

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چغل خوری اور کینہ جہنم میں جانے کا باعث ہیں۔ کسی مؤمن کے دل میں یہ (بری خصلتیں) جمع نہیں ہوسکتیں۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ان دونوں قبروالوں پر عذاب ہورہا ہے۔ پھر فرمایا کہ ان کو کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہورہا، (یعنی ایسی دو باتوں کی وجہ سے عذاب ہورہا ہے کہ ان باتوں سے بچنا ان کے لئے مشکل نہ تھا، اگر یہ لوگ بچنا چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے، لیکن یہ بچے نہیں)۔ ان میں سے ایک شخص پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، اور احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرے شخص کو اس لئے عذاب ہورہا ہے کہ وہ دوسروں کی چغلی بہت کیا کرتا تھا۔

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چغلی کو قبر کے عذاب کا سبب قرار دیا ہے، اس کے علاوہ دیگر احادیث میں منجملہ دیگر گناہوں کے "چُغل خوری" کے گناہ کو بھی عذابِ قبر کا سبب بتایا گیا ہے۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ النَّمِيمَةِ، وَالاِسْتِمَاعِ إِلَى النَّمِيمَةِ.[2]

---

[1] صحیح البخاری:۱/ ٥٤

[2] (المعجم الکبیر للطبرانی:١٤/٣٣٢) قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ٨/ ١٧٢(١٣١٢٣) فیه فرات ابن السائب، وهو متروك.

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چغلی کرنے اور چغلی سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح چغلی کرنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح چغلی سننے سے بھی منع فرمایا ہے، تاکہ سننے والے کے دل میں کسی قسم کی برائی اور میل نہ آئے، اور ایک دوسرے کے لئے دل صاف رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی منع فرمایا تھا کہ کسی کی بات یا شکایت مجھ تک نہ پہنچائی جائے تاکہ میرا دل صاف رہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو:۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی کے بارے میں مجھ تک کوئی (ایسی) بات نہ پہنچائے (جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہو، یعنی میرے پاس آکر کسی کے بارے میں یہ نہ کہے کہ فلاں آدمی نے یہ برا کام کیا ہے یا یہ بری بات کہی ہے یا وہ اس بری عادت میں مبتلا ہے۔) کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میں (گھر سے) نکل کر تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو (کہ میرے دل میں تم میں سے کسی کی طرف سے کوئی ناراضگی، غصہ اور بغض نہ ہو)۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ چغل خوری نہایت سنگین اور خطرناک گناہ ہے، ہر مسلمان کو اس گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے، اور اس سے محفوظ رہنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ لوگوں کے حالات دیکھنے یا سننے کے بعد جب تک کوئی جائز

---

[1] أخرجه أبو داؤد في سننه (٥/ ٣٨٤) وسكت عنه. وأخرجه الترمذي في سننه (٦/ ١٨٩) وقال: هذا حديث غريب من هذا الوجه.

ضرورت نہ ہو اس وقت تک کسی سے ظاہر نہ کیا جائے، اور نبی کریم ﷺ کی اُس ہدایت پر عمل کیا جائے جس میں آپ نے مسلمانوں کو لایعنی اور بے فائدہ کام چھوڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور اگر کسی جائز ضرورت کی وجہ سے ظاہر کرنے کی نوبت آجائے تو ظاہر کرنے سے پہلے اس کے صحیح ہونے کی تحقیق کر لی جائے پھر اس کو ظاہر کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس بڑے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گناہ نمبر ۴۱ بخل اور کنجوسی کرنے کا گناہ

جب انسان کے دل میں مال کی اتنی محبت ہوجائے کہ پیسے ہاتھ سے جاتے ہوئے جان نکلنے لگے تو یہ بخل ہے، جسے عُرفِ عام میں کنجوسی کہتے ہیں۔ اور بخل کے شرعی معنیٰ یہ ہیں کہ جہاں مال خرچ کرنا فرض یا واجب ہے وہاں خرچ نہ کیا جائے۔ یہ حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اور جہاں خرچ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب اور بہتر ہے، وہاں خرچ نہ کرنا ثواب سے محرومی ہے۔ عام معنیٰ کے اعتبار سے اگرچہ اس کو بھی بخل کہہ دیا جاتا ہے لیکن اس قسم کا بخل حرام نہیں، مگر پسندیدہ بھی نہیں۔

اور بخل ہی کے معنیٰ میں ایک دوسرا لفظ بھی احادیث میں آیا ہے اور وہ "شُحّ" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ذمہ جو خرچ کرنا واجب ہو وہ خرچ نہ کیا جائے اور اس پر مزید یہ کہ مال بڑھانے کی حرص میں مبتلا رہے، یہ بخل سے بھی زیادہ شدید جرم ہے اور بدترین کنجوسی ہے۔ [1]

بخل حقوقِ واجبہ کی ادائیگی میں رکاوٹ اور گناہوں کا سبب ہے

بخل بھی باطنی بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے، اور نہ صرف یہ کہ بداخلاقی ہے، بلکہ دوسری بداخلاقیوں کی بھی جڑ ہے۔ کیونکہ بخل انسان کے اندر یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ جو مال آگیا ہے وہ اب کہیں نہ جائے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں شرعی اعتبار سے خرچ کرنا ضروری ہے وہاں بھی انسان صحیح طور پر خرچ نہیں کرتا، اور دوسری طرف اس فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح اور بھی میرے پاس پیسہ آجائے، پھر اسی جذبہ کے تحت انسان جائز اور ناجائز کی پرواہ کئے بغیر مال جمع کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ بخل ایک طرف حقوقِ واجبہ کی

[1] تفسیر معارف القرآن بتصرف یسیر

ادائیگی میں رکاوٹ بنتا ہے، دوسری طرف متعدد گناہوں کے ارتکاب کا سبب بھی بنتا ہے۔ اسی لئے یہ بڑا گناہ ہے، قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں اس کی بہت بُرائی آئی ہے۔ ذیل میں چند آیات اور احادیث لکھی جاتی ہیں:۔

بخل کی مذمت کے بارے میں آیاتِ مبارکہ

آیت

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾ [1]

ترجمہ

"اور جو لوگ اس (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اُنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کیلئے کوئی اچھی بات ہے۔ بلکہ یہ ان کے حق میں بہت بُری بات ہے۔ جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا، قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ اور سارے آسمان اور زمین کی میراث صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے، اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے"۔

آیت

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿٨﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿١٠﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴿١١﴾ [2]

ترجمہ

"وہ شخص جس نے بخل سے کام لیا اور (اللہ تعالیٰ سے) بے نیازی اختیار کی، اور سب سے اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرا دیں گے۔ اور جب ایسا شخص تباہی کے گڑھے میں گرے گا تو اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہیں آئے گا"۔

---

[1] ال عمران: ۱۸۰ [2] اللیل: ۸- ۱۱

تشریح

تکلیف کی منزل سے مراد دوزخ ہے، کیونکہ حقیقی تکلیف دوزخ کی تکلیف ہے۔ اور تیاری کرانے سے مراد یہ ہے کہ اس کو ڈھیل دی جائے گی اور وہ جس جس گناہ میں مبتلا ہونا چاہے گا اُسے مبتلا ہونے دیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے نیکی کی توفیق نہیں ہوگی یہاں تک کہ آخر اُس کی پکڑ ہوگی اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

بخل کی مذمت کے بارے میں چند احادیثِ طیبہ

متعدد احادیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے بخل اور کنجوسی کی مذمت بیان فرما کر اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:

حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ. [1]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم کرنے سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں بن کر سامنے آئے گا۔ اور شح (انتہائی گھٹیا قسم کے بخل) سے بچو، کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے، اِسی نے اُن کو اس پر آمادہ کیا کہ خون بہائیں اور حرام کاموں کا ارتکاب کریں۔

تشریح

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دو چیزوں سے منع فرمایا اور ان کا بُرا انجام بتایا ہے۔

(۱) ... ظلم سے بچنے کی تلقین فرمائی، اور اس کا انجام یہ بتایا کہ وہ قیامت کے دن اندھیریوں کی شکل میں سامنے آئے گا، یعنی جس طرح اچھے اعمال قیامت کے دن روشنی کا ذریعہ ہوں گے، اسی طرح ظلم اندھیری اور تاریکی کا سبب بنے گا اور جیسے اندھیرے میں انسان کو راستہ نہیں ملتا، اِسی طرح ظلم کرنے والے کو قیامت کے دن نجات کا راستہ نہیں ملے گا

[1] صحیح مسلم: ۱۹۹۶/۴

جب تک کہ وہ مظلوم کے حقوق ادا نہ کردے۔

(۲)... کنجوسی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ کنجوسی کی وجہ سے پہلی اُمت کے لوگوں نے خون ریزیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام قرار دیا تھا، اُن کی خلاف ورزی کرکے حرام کاموں کے مرتکب ہوئے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ کنجوسی مال کی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے، اور بعض اوقات مال کی محبت میں انسان اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت تک نوبت آجاتی ہے، اور انسان بڑی لاپروائی سے یہ گناہ کرتا چلا جاتا ہے، پھر یہ چیزیں اس کی ہلاکت اور بربادی کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے ظلم اور بخل دونوں سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ.[1]

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچے مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ (۱) بخل اور (۲) بداخلاقی۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ، قَرِيبٌ مِنَ الجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ، وَالبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ، بَعِيدٌ مِنَ الجَنَّةِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ، وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ.[2]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سخی آدمی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے، جنت کے بھی قریب ہوتا ہے اور لوگوں کے بھی قریب ہوتا ہے، اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔ اور بخیل آدمی اللہ تعالیٰ سے دور، لوگوں سے دور،

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (۳/ ۵۱۱) وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث صدقة بن موسى.

[2] أخرجه الترمذي في سننه (۳/ ۵۱۰) وقال: هذا حديث غريب .... الخ.

جنت سے بھی دور، اور جہنم سے قریب ہوتا ہے۔ اور جاہل سخی۔

اللہ تعالیٰ کو سخاوت اور درگزر کرنا محبوب ہے۔

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خُلُقَانِ يُحِبُّهُمَا اللهُ، وَخُلُقَانِ يَبْغَضُهُمَا اللهُ، فَأَمَّا اللَّذَانِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: فَالسَّخَاءُ وَالسَّمَاحَةُ، وَأَمَّا اللَّذَانِ يَبْغَضُهُمَا اللهُ فَسُوءُ الْخُلُقِ وَالْبُخْلُ.. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ دو خصلتیں اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اور دو خصلتیں اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں۔ جن کو پسند فرماتے ہیں وہ سخاوت اور درگزر ہیں۔ اور جن دو خصلتوں سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے وہ ہیں: بداخلاقی اور بخل (کنجوسی)۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَفَى بِالْمَرْءِ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَكُونَ فَاجِرًا. أَوْ قَالَ: يَكُونَ بَخِيلاً. ❷

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: آدمی کے بُرا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ بدکار ہو اور بخیل ہو۔

حدیث

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا بَخِيلٌ. ❸

---

❶ (شعب الإيمان: ١٠/١١٦) قال العزيزي في "السراج المنير" ٢٣٠/٢ (فالسخاء والسماحة) يحتمل أن المراد بالسماحة حسن الخلق وفي رواية للديلمي "والشجاعة" وهي أولى إذ السخاء السماحة.... قال الشيخ حديث حسن

❷ تهذيب الآثار: ٣/٧٢

❸ أخرجه الترمذي في سننه (٣/٥١١) وقال: هذا حديث غريب.

ترجمہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دھوکہ دینے والا، احسان جتلانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوں گے (یعنی جب تک اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لیں جنت میں نہ جاسکیں گے)۔

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ بخل اور کنجوسی بہت بُری عادت ہے اور بڑا گناہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ناپسند ہے، جنت سے دور اور جہنم سے قریب کرنے والا ہے، اس بخل کے نتیجہ میں انسان اپنے فرائض و واجبات میں غفلت برتتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے جن بُرائیوں سے بچنے کی دعائیں مانگی ہیں ان میں سے ایک "بخل" بھی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کو اُس کی رضا کے موافق خرچ کرنا چاہئے، خاص طور پر جو حقوق ذمہ میں واجب ہوں اُن کی ادائیگی کیلئے مال خرچ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

مال خرچ ہونے پر دل رنجیدہ ہونا مذموم نہیں

بعض اوقات پیسے خرچ ہونے سے غیر اختیاری طور پر دل میں غم اور رنج ہوتا ہے، یہ غم بذاتِ خود کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ یہ غیر اختیاری معاملہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بنیادی طور پر بخل کا مادہ پیدا کیا ہے اور مال کی محبت بھی رکھی ہے، لہٰذا محض بخل کا مادہ ہونا کوئی گناہ نہیں، اور اس پر مؤاخذہ بھی نہیں۔ لیکن اگر مال کی محبت اتنی زیادہ ہوجائے کہ وہ انسان کو گناہ پر آمادہ کردے، یا کسی واجب حق کی ادائیگی میں رکاوٹ بن جائے اور صحیح جگہ خرچ کرنے سے روک دے تو پھر یہ گناہ ہے۔ مثلاً زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر ادا نہیں کیا، بیوی بچوں کو جتنا نان ونفقہ دینا واجب ہے اتنا نہیں دیا، یا ملازم کے پورے حقوق ادا نہیں کئے، یا بلا عذر معتبر ادائیگی میں تاخیر کی جس سے انہیں تکلیف ہو تو یہ ان کی حق تلفی ہے اور گناہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بخل اور کنجوسی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گناہ نمبر ۴۲ اِسراف اور فضول خرچی کرنے کا گناہ

بخل کی ضد ''اِسراف'' ہے جسے عُرفِ عام میں فضول خرچی کہتے ہیں۔قرآنِ کریم میں اس کیلئے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں، ''اسراف''،اور''تبذیر''۔بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ دونوں لفظ ہم معنیٰ ہیں، لیکن بعض حضرات نے ان دونوں میں فرق بیان کیا ہے کہ تبذیر ناجائز اور گناہ کے کام میں مال خرچ کرنے کو کہتے ہیں، جبکہ اِسراف یہ ہے کہ مال جائز کام میں خرچ کیا جائے لیکن ضرورت سے زیادہ یا اعتدال سے زیادہ خرچ کیا جائے۔ ❶

حاصل یہ ہے کہ انسان اپنا مال ایسی جگہ خرچ کرے جہاں خرچ کرنے میں گناہ ہو، یا دین یا دنیا کا کوئی جائز فائدہ نہ ہو، یا فائدہ تو ہو لیکن اپنی حیثیت اور موقع کی ضرورت سے زیادہ خرچ کرے تو یہ فضول خرچی ہے۔

اسلام میں جس طرح بخل منع ہے اِسی طرح فضول خرچی کرنا بھی منع ہے، بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرنے کا حکم ہے۔

اسراف اور فضول خرچی کی مذمت کے بارے میں چند آیاتِ مبارکہ

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ''عباد الرحمٰن'' (یعنی رحمن کے خاص بندوں) کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مال خرچ کرتے وقت نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

آیت

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴿۶۷﴾ ❷

ترجمہ

''اور وہ جو (مال) خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ اُن کا طریقہ اس (کمی و زیادتی) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے''۔

آیت

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴿۲۶﴾

❶ تفسیر معارف القرآن ❷ الفرقان: ٦٧

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ ❶

ترجمہ

"اور رشتہ دار کو اُس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو (اُن کا حق ادا کرو) اور اپنے مال کو بے ہودہ کاموں میں نہ اُڑاؤ۔ یقین جانو کہ جو لوگ بے ہودہ کاموں میں مال اُڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے"۔

آیت

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ ❷

ترجمہ

"اے آدم کی اولاد! جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان یعنی اچھا لباس وغیرہ پہن کر آؤ، اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچ کرنے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا"۔

تشریح

اس آیت میں اللہ ربُّ العزت نے جس طرح ہماری جسمانی نشو ونما اور صحت کو تندرست رکھنے کیلئے ہمیں کھانے پینے کا حکم دیا ہے، اِسی طرح ہماری روحانی نشو ونما اور باطن کے فائدے کیلئے ہمیں فضول خرچی سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے، اور آخر میں فضول خرچ لوگوں سے اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر کے واضح کر دیا کہ فضول خرچی ناجائز ہے۔

آیت

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾ ❸

ترجمہ

"اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو (کہ کچھ خرچ نہ

❶ الإسراء: ٢٦ - ٢٧ ❷ الأعراف: ٣١ ❸ الإسرا: ٢٩

کرو)، اور نہ (ایسے فضول خرچ کرو کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجہ میں تمہیں قابلِ ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے"۔

تشریح

اس آیت میں میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور اسراف وتبذیر اور بد نظمی کے ساتھ خرچ کرنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی آگے آنے والے حالات سے قطعِ نظر کر کے جو کچھ انسان کے پاس ہو وہ اسے خرچ کر ڈالے، اس سے منع کیا گیا ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ کوئی اور اہم ضرورت پیش آجائے تو اس کی قدرت نہ رہے یا اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے سے عاجز ہو جائے۔

واضح رہے کہ میانہ روی کا یہ حکم صرف کھانے پینے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ پہننے اور رہنے سہنے کے ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی پسندیدہ اور محبوب ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: كُلْ مَا شِئْتَ، وَالبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ. [1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو۔ صرف دو باتوں سے بچو، ایک یہ کہ اس میں اسراف نہ ہو، دوسرے فخر وغرور نہ ہو۔

بہر حال! فضول خرچی کرنا نہایت ناپسندیدہ ہے، فضول خرچی کی عادت سے سرمایہ برباد ہو کر ختم ہو جاتا ہے، نیز فضول خرچی میں عموماً فخر وغرور اور نمائش کا عنصر پایا جاتا ہے جو بذاتِ خود بھی گناہ ہیں۔

البتہ یہ واضح رہے کہ انسان اگر اپنی جائز راحت اور سہولت کیلئے اپنی استطاعت کے مطابق کچھ زیادہ خرچ کرے اور فخر وغرور مقصود نہ ہو تو وہ فضول خرچی نہیں ہے، ہاں اگر اپنی استطاعت سے زیادہ خرچ کرے جس کیلئے اُسے بلا ضرورت قرض لینا پڑے یا مال حاصل کرنے کیلئے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پڑیں تو بلاشبہ وہ فضول خرچی ہے جو کہ گناہ ہے۔

---

[1] صحيح البخاري: ٧/ ١٤٠

اِسراف اور فضول خرچی کی مختلف صورتیں

عموماً لوگوں کے ذہنوں میں یہ تصور ہے کہ اسراف کا تعلق صرف مال کے ساتھ ہے۔ بیشک کسی دینی یا دنیوی جائز مقصد کے بغیر محض دوسروں کو دکھانے کی خاطر اپنا مال خرچ کرنا اسراف ہے اور اس میں نہ صرف فضول خرچی کا گناہ ہے بلکہ ریا کاری کا بھی گناہ ہوتا ہے، لیکن اسراف کی صرف یہی ایک صورت نہیں ہے، کیونکہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کو کسی خاص چیز کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا، بلکہ مطلقاً فرمادیا کہ تم اسراف نہ کرو۔ نیز حدیث شریف میں بھی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "فِي كُلِّ شَيْءٍ إِسْرَافٌ" [1] یعنی ہر چیز میں اسراف ہوتا ہے۔ اب اس حکم کے تحت ہر چیز میں فضول خرچی اور اسراف کرنا ناجائز ہے، جس کی چند معروف مثالیں درجِ ذیل ہیں:

وقت کا اسراف

وقت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اس کی قدر کرنا بہت ضروری ہے، اور وقت کا ضائع کرنا اور اُسے بیجا کاموں میں خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔ آجکل عموماً لوگوں کو اس کا احساس نہیں ہے، اپنے اوقات کو فضول اور لایعنی باتوں اور کاموں میں ضائع کرتے ہیں، اس سے بچنا چاہئے اور سوچ سمجھ کر اپنے اوقات کو دین یا دنیا کے کسی جائز کام میں صَرف کرنا چاہئے، کیونکہ آخرت میں اس وقت کا بھی حساب ہے۔

زبان کا اسراف

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک عظیم نعمت زبان عطا فرمائی ہے، انسان اس پر جتنا غور کرتا جائے اس کی کارکردگی پر مزید حیران ہوگا، ذہن میں جونہی کوئی بات آئی وہ زبان سے ادا ہوجاتی ہے، اب اگر اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے اس کو گناہ کے کاموں میں یا بیہودہ اور لغو باتوں میں مشغول رکھا جائے تو یہ زبان کا اسراف ہے، اور پھر زبان کی فضول خرچی سے انسان اور بھی متعدد گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے زبان کو اچھی باتوں میں استعمال کرنا چاہئے یا پھر خاموش رہنا چاہئے، کیونکہ منہ سے نکلی ہوئی ہر ہر بات کا حساب ہے۔

---

[1] أمالي ابن بشران ٨٣/١ (١٥٦).

پانی کا اسراف

پانی بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، لیکن اس میں بھی فضول خرچی کرنے کی لوگوں میں عادت ہوگئی ہے، ہاتھ دھوتے وقت پورا نلکا کھول کر بے تحاشہ پانی بہانے کا رواج ہے، حالانکہ نلکا حسبِ ضرورت کھولنا اور بقدرِ ضرورت پانی استعمال کرنا چاہئے۔ برتن دھونے اور کپڑے دھونے میں بھی یہی صورتحال ہے جو کہ درست نہیں، بلکہ وضو کے وقت خصوصاً اس سے لاپرواہی کی جاتی ہے، مسواک کرتے وقت، اعضاءِ وضو کو رگڑتے وقت عموماً نل کھلا رکھا جاتا ہے جس سے بلا ضرورت پانی نالی میں گرتا رہتا ہے، یہ طریقہ ہرگز صحیح نہیں، ایسے موقع پر نل بند کردینا چاہئے یا بقدرِ ضرورت کھولنا چاہئے، ورنہ اسراف کا گناہ ہوگا، اگرچہ پانی زیادہ مقدار میں بھی ہو۔ جیسے کہ ایک حدیث شریف میں نبیِ کریم ﷺ نے ایک صحابی کو اس پر تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے اگرچہ تم بہتی ہوئی نہر پر ہو۔

بجلی کا اسراف

اسی طرح آجکل بجلی ضائع کرنے کی بھی عام عادت ہوگئی ہے، لوگ بعض اوقات بلا وجہ اور بغیر ضرورت کے بجلی جلائے رکھتے ہیں، لائٹیں اور پنکھے کھلے چھوڑ دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ بجلی بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اس کا بے جا استعمال کرنا اور اسے ضائع کرنا ناشکری بھی ہے اور اسراف بھی۔

دعوتوں میں اسراف

دعوتوں میں ایسے مناظر بکثرت دیکھنے میں آتے ہیں جن میں بے انتہا فضول خرچی اور رزق کی ناقدری کی جاتی ہے، اور وہ آجکل ہماری دعوتوں کا فیشن بن گیا ہے۔ اول تو دعوت کا اہتمام کرنے والے میزبان فضول خرچی کرتے ہیں، پھر آنے والے مہمان بڑی بے دردی سے کھانا ضائع کرتے ہیں، وہ پیٹ کی حرص میں ضرورت سے زیادہ کھانا اپنی پلیٹوں میں بھر لیتے ہیں، جب کھایا نہیں جاتا تو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، پھر وہ کھانا پھینکنے میں جاتا ہے، اور خاص طور پر کھانا وہاں ضائع ہوتا ہے جہاں میزبان کی طرف سے مہمانوں کو کھلانے کی سروس نہ ہو، بلکہ بُفے سسٹم ہو، ایسے موقع پر ہر آدمی سوچتا ہے کہ ایک ہی مرتبہ میں اتنا کھانا

لے آئے کہ دوبارہ اُسے اٹھانا نہ پڑے۔ یاد رکھیں یہ سراسر فضول خرچی اور رزق کی ناقدری ہے جس کا وبال بہت خطرناک ہے۔

بہر حال فضول خرچی کے نتائج نہایت خطرناک ہیں، اس کا اُخروی نقصان تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس کی وجہ سے دنیا بھی برباد ہوجاتی ہے، اور انسان مفلسی کا شکار ہوکر محتاج ہوجاتا ہے، جس کی طرف قرآنِ کریم کی مذکورہ بالا آیت میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔اس لئے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر اس بُرائی سے بچنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فضول خرچی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین!

لعنت والے گناہ
اور
ناجائز معاملات

قطع رحمی کرنا لعنت والے گناہ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (۲۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ (۲۳) (محمد:۲۲ - ۲۳)

ترجمہ

پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور خونی رشتے کاٹ ڈالو، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔

حدیث

عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ." (سنن الترمذی: ۴۹۵/ ۳)

ترجمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو کسی مؤمن کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب اور دھوکہ کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لعنت والے گناہ

قرآن وسنت میں بعض ایسے اعمال کا ذکر ہے جن کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں جس لعنت کا ذکر ہے وہ مسلمان اور کافر کے حق میں یکساں نہیں ہے، بلکہ دونوں میں فرق ہے۔ مسلمان کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے محروم ہوگا جو رحمت اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرمانبردار بندوں کے ساتھ خاص ہے، اور عدالت وشرافت کا مرتبہ اس سے ختم ہوجائے گا، اور مؤمنین کی زبان سے اس کے حق میں اچھی بات نہیں نکلے گی، نیز جنت میں شروع ہی میں داخل ہونے سے محروم ہوگا، اگر چہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایمان کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت جنت میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں آجائے گا۔ جبکہ کافر کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور جنت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دور اور محروم ہوجائے گا۔

ذیل میں ایسے چند گناہ لکھے جاتے ہیں، تاکہ ان سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

① ... سود کھانا اور کھلانا

حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.[1]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔

[1] صحیح مسلم: ۳/ ۱۲۱۹

(۲) ...شراب پینا، پلانا اور خرید و فروخت کرنا

حدیث

عَنِ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ. (۱)

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر اور جو شراب کو کسی کے پاس لے جائے اس پر اور جس کے پاس لے جائے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

تشریح

جو لوگ اپنی دکانوں میں شراب بیچتے ہیں، یا اپنی ہوٹلوں میں شراب پلاتے ہیں وہ اپنے بارے میں غور کر لیں کہ روزانہ کتنی لعنتوں کے مستحق ہوتے ہیں، شراب کا بنانے والا تو مستحقِ لعنت ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ شراب کا بیچنے والا، پینے والا، پلانے والا، اُٹھا کر لے جانے والا، سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(۳) ...مرد و عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. (۲)

---

(۱) (سنن أبي داؤد: ٣٢٨/ ٤) وعزاه الحافظ في "التلخيص الحبير" (١٩٩/ ٤) إلى أبي داؤد، وقال: وفيه عبد الرحمن بن عبد الله الغافقي، وصحّحه ابنُ السكن، ورواه ابنُ ماجه وزاد: "وَآكِلَ ثَمَنِهَا".

(۲) البخاري: ٧/ ١٥٩

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

④ ...تصویر کشی کرنا

حدیث

حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الكَلْبِ، وَكَسْبِ البَغِيِّ، وَلَعَنَ المُصَوِّرِينَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو جُحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جسم گودنے اور گدوانے والیوں پر، اور سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ اور تصویر بنانے والے پر بھی آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

⑤ ... غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

⑥ ...بدعت ایجاد کرنے والے کی پشت پناہی کرنا

⑦ ... والدین کو بُرا کہنا

⑧ ... زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹانا

حدیث

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ أَسَرَّهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا أَسَرَّ إِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ، وَلَكِنِّي

---

[1] صحيح البخاري: ٧/ ٦١

سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ. [1]

ترجمہ

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آپ کو راز کی باتیں بتائی ہیں وہ تو ہمیں بتایئے، تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے چھپا کر مجھے کوئی راز کی بات نہیں ارشاد فرمائی، لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی بدعت کے ایجاد کرنے والے کو سہارا دے (یعنی پشت پناہی کرے)۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے والدین کو برا بھلا کہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹائے۔

تشریح

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور ذبح کیا جائے جیسے کسی بُت کے نام پر، یا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر، یا کعبۃ اللہ کے نام پر وغیرہ۔ یہ حرام ہے اور اس طرح جو جانور ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں ہوتا، چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی وعیسائی ہو۔

بدعت کرنے والے کو سہارا دینا یعنی اس کی حمایت اور پشت پناہی کرنا بھی ایسے ہی گناہ اور لعنت کا سبب ہے جیسے کہ خود بدعت کا ارتکاب کرنا گناہ ہے۔

والدین کو بُرا بھلا کہنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ صراحۃً واضح طور پر براہِ راست والدین کو بُرا بھلا کہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص کے والدین کو بُرا بھلا کہے جس کے جواب میں بدلہ لیتے ہوئے وہ اس کے والدین کو لعن وطعن کرے۔

زمین کے حد بندی کے نشانات کو مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ملکیتی حدود میں تبدیلی کرکے دوسرے کی زمین کو اپنی ملکیت میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے، تو یہ

---

[1] مسلم: ۳/۱۵٦۷

دوسرے کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے کی صورت ہے، اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو دوسرے کی زمین کا ایک بالشت بھی ناحق لے گا قیامت کے دن اس کو سات زمینوں سے نکال کر اس کی گردن میں ہار بنا کر ڈالا جائے گا۔

⑨ ...لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: قَالَ: لَعَنَ اللهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، لَعَنَ اللهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، لَعَنَ اللهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ.[1]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قومِ لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قومِ لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قومِ لوط والا عمل کرے۔

⑩ ...صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہنا

حدیث

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ.[2]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے شر اور برائی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

---

[1] السنن الكبرى للنسائي: ٦/ ٤٨٥) وأخرجه الحاكم في "المستدرك" (٤/ ٣٩٦) (٨٠٥٢) وصحّحه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي في "التلخيص".

[2] أخرجه الترمذي في سننه (٦/١٧٢) وقال: هذا حديث منكر لا نعرفه من حديث عبيد الله بن عمر إلا من هذا الوجه.

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي.①

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، اللہ کی لعنت ہو اس پر جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے۔

(۱۱) ...رشوت لینا، دینا اور رشوت کے لین دین کا واسطہ بننا

حدیث

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ، يَعْنِي: الَّذِي يَمْشِي بَيْنَهُمَا.②

ترجمہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے پر، اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(۱۲) ...مومن کو تکلیف پہنچانا یا دھوکہ دینا

حدیث

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ.③

ترجمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی پر

---

① (المعجم الأوسط: ٥/ ٩٤) أورده الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٩/ ٧٤٦ بلفظ: "مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ" وقال: رواه البزار والطبراني في "الكبير والأوسط" ... وفي إسناد البزار سيف بن عمر، وهو متروك، وفي إسنادَي الطبراني عبد الله بن سيف الخوارزمي، وهو ضعيف.

② (مسند أحمد: ٣٧/ ٨٥) قال الهيثمي في "المجمع" ٤/ ٣٥٨ فيه أبو االخطاب وهو مجهو ل.

③ أخرجه الترمذي فى سننه (٤٩٥/ ٣) وقال: هذا حديث غر يب.

لعنت ہے جو کسی مومن کو تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ دھوکہ کرے۔

(۱۳) ...عورتوں کا قبرستان جانا

(۱۴) ...قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور وہاں چراغ رکھنا

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ. ❶

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور وہاں چراغ رکھیں۔

تشریح

عورتوں کا قبروں پر جانے کے بارے میں اکثر اہلِ علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے، کیونکہ عورتیں ایک تو شرعی مسائل سے کم واقف ہوتی ہیں، دوسرے ان میں صبر، حوصلہ اور برداشت کم ہوتا ہے، ان کے حق میں غالب اندیشہ یہی ہے کہ وہ قبرستان جا کر رونا دھونا کریں گی یا کوئی بدعت کریں گی اسی لئے انہیں قبرستان جانے سے منع کر دیا گیا ہے۔

(۱۵) ...پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا

آیتِ مبارکہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ ❷

ترجمہ

"یاد رکھو جو لوگ پاک دامن، بھولی بھالی، مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر

❶ (سنن أبي داؤد: ٨٩/ ٤) وأخرجه الترمذي في "سننه" ٢/ ٣٢٥ (٣٢٠) وقال: حديث حسن.
❷ النور: ٢٣

دنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اور ان کو اس دن زبردست عذاب ہوگا"۔

(۱۶) ...قطع رحمی کرنا

آیتِ مبارکہ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ○ [1]

ترجمہ

"پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور خونی رشتے کاٹ ڈالو، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں"۔

(۱۷) ...چوری کرنا

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ قَالَ الْأَعْمَشُ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الحَدِيدِ، وَالحَبْلُ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوَى دَرَاهِمَ . [2]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت فرمائی ہے جو ایک لوہے کی ٹوپی (خود) چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور (قیمتی) رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

(۱۸) ...نابینا کو راستہ سے بھٹکانا

(۱۹) ...جانور کے ساتھ بدفعلی کرنا

---

[1] محمد:۲۳ [2] صحیح البخاری: ۸/ ۱۵۹

حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ، مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ، مَلْعُونٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، مَلْعُونٌ مَنْ غَيَّرَ تُخُومَ الْأَرْضِ، مَلْعُونٌ مَنْ كَمَهَ أَعْمَى عَنِ الطَّرِيقِ، مَلْعُونٌ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ، مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ . قَالَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِرَارًا ثَلاثًا فِي اللُّوطِيَّةِ. (1)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنے باپ کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو اپنی ماں کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے، وہ شخص ملعون ہے جو زمین کی حدود بدل دے، وہ شخص ملعون ہے جو اندھے کو راستے سے بھٹکا دے، وہ شخص ملعون ہے جو جانور کے ساتھ جماع کرے، وہ شخص ملعون ہے جو قومِ لوط والا عمل کرے، قومِ لوط والی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

(۲۰) ...بیوی سے پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرنا

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا. (2)

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر لعنت ہے جو بیوی سے پائخانہ کے مقام میں ہمبستری کرے۔

(1) (مسند أحمد: ٥/ ٨٣) وأخرجه الحاكم في "المستدرك" ٤/ ٣٩٦ (٨٠٥٢) وقال صحيح الإسناد ولم يخرجاه وأقره الذهبي.
(2) أخرجه أبو داؤد (٢/ ٧٠) و سكت عنه.

(۲۱) ...بلا عذر شوہر کو صحبت سے انکار کرنا

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا المَلائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کو ہم بستری کی طرف بلائے اور بیوی (بلا کسی عذر کے) انکار کرے جس کی وجہ سے شوہر غصہ ہو کر سو جائے تو ایسی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

(۲۲) ...حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ الْمُتَتَابِعَةُ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[2]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا جس غلام اور باندی نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، اُس پر قیامت تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

---

[1] صحيح البخاري: ٤/ ١١٦

[2] (سنن أبي داؤد: ٥٢٣/ ٥) وللحديث شاهد من حديث سعد بن أبي وقاص وأبي بكرة رواه البخاري في صحيحه (١٥٦/ ٥) بلفظ: "مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ".

(۲۳)... لوگوں کی ناپسندیدگی کے باوجود امام بننا

(۲۴)... بیوی کا خاوند کو ناراض کرنا

(۲۵)... اذان کی آواز سن کر جواب نہ دینا

حدیث

عَنْ الحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ.[1]

ترجمہ

حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے:

(۱) ایک وہ شخص جس کو لوگ (کسی معتبر وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں اور وہ ان کی امامت کرائے۔ (۲) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (۳) تیسرے وہ آدمی جو حی علی الفلاح کی آواز سنے اور جواب نہ دے۔

تشریح

امام سے متعلق مذکورہ حدیث کا حکم اس وقت ہے جب لوگ کسی دینی وجہ سے مثلاً اس کی بدعت، جہالت یا فسق کی وجہ سے ناپسند کرتے ہوں۔ لیکن اگر ان کی ناپسندیدگی کسی دنیوی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ہو تو یہ حکم نہیں۔

اذان کا جواب دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اذان کی آواز سُن کر مسجد کی طرف چل دیا جائے، اسے اجابت بالقدم کہتے ہیں اور یہ واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے

---

[1] أخرجه الترمذي في سننه (۳۸۵/ ۱) وقال: حديث أنس لا يصح، لأنه قد روي هذا الحديث عن الحسن عن النبي مرسل، ومحمد بن القاسم تكلم فيه أحمد بن حنبل وضعّفه، وليس بالحافظ، انتهى. وفي "تحفة الأحوذي" (۳۴۵/ ۲) في شرح قوله: "وَرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ": أي لم يذهب إلى المسجد للصلاة مع الجماعة من غير عذر.

مؤذن کی طرح الفاظ کہے جائیں، اسے اجابت باللسان کہتے ہیں، اور راجح قول کے مطابق یہ مستحب ہے۔ مذکورہ حدیث کا تعلق اجابت بالقدم سے ہے، یعنی جو آدمی اذان سننے کے بعد کسی معتبر عذر کے بغیر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کیلئے حاضر نہ ہو اُس پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

(۲۶) ... بدنظری کرنا

حدیث

عَنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ.❶

ترجمہ

حضرت حسن بصریؒ سے بلاغاً روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (غیر محرم کی طرف) دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا جائے دونوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (یعنی وہ عورت جو بے پردہ ہو اور بدنظری کا سبب بنے۔)

(۲۷) ... اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی کرنا

حدیث

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى كِتَابٍ عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ: لِفَتًى مَعَهُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: بِسْمِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا، وَلَا تَضَعُوا اسْمَ اللهِ إِلَّا فِي مَوْضِعِهِ.❷

ترجمہ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک جگہ سے گزر ہوا جہاں زمین پر کوئی لکھا ہوا کاغذ تھا، آپ ﷺ نے اپنے ساتھ ایک نوجوان سے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ نوجوان نے کہا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے آپ ﷺ نے

---

❶ (السنن الكبرى للبيهقي ۱۵۹/ ۷) قال البيهقي: هذا مرسل، والله سبحانه أعلم.

❷ المراسيل لأبي داؤد (ص:۳٤۲) وفي إسناده محمد بن الزبير الحنظلي قال الحافظ في "التقريب" ص ۸٤٥: متروك.

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس آدمی پر جس نے یہ کام کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کو زمین پر ڈال دیا)، (پھر فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کا نام اس کے رکھنے کی جگہ میں رکھا کرو۔ (یعنی ایسی جگہ رکھا کرو جہاں اس کی بے حرمتی نہ ہو)

(۲۸) و (۲۹) ...نوحہ کرنا اور سننا

حدیث

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ. ❶

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا، وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا، وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ. ❷

ترجمہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ نوچنے والی، اپنا گریبان چاک کرنے والی، اور واویلا اور موت مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

(۳۰) ...راستہ میں یا سایہ دار جگہ میں پیشاب و پاخانہ پھیلانا

حدیث

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: مَنْ سَلَّ سَخِيمَةً عَلَى طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ

---

❶ (سنن أبي داؤد: ٣١/ ٤) وذكره النووي في "خلاصة الأحكام" ٢/ ١٠٥٣ وعزاه إلى أبي داؤد وقال: بإسناد ضعيف.

❷ (سنن ابن ماجه: ٣/ ١٠٥) قال البوصيري في "مصباح الزجاجة" ٢/ ٤٦ هذا إسناد صحيح ... الخ.

الْمُسْلِمِينَ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.[1]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جس نے مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستے پر پاخانہ پھیلایا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ فِي ظِلِّهِمْ.[2]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسی دو چیزوں سے بچو جو لعنت کا باعث ہیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کونسی دو چیزیں ہیں جو لعنت کا باعث ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) لوگوں کے راستہ میں پیشاب کرنا (۲) لوگوں کے سایہ کی جگہ میں پیشاب کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو لعنت والے کاموں سے بچنے کی توفیق دیں آمین ثم آمین۔

ناجائز معاملات کی فہرست

ہمارے دین کا ایک اہم حصہ اور شعبہ معاملات کا ہے، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اُس کے سارے معاملات جیسے خرید و فروخت، کرایہ پر دینا اور لینا، اور کھیتی باڑی کرنا وغیرہ سب شریعت کے مطابق جائز اور درست ہوں، تاکہ حلال روزی ملے۔ حرام اور ناجائز معاملات سے بچنا ضروری ہے۔ ذیل میں چند ناجائز معاملات لکھے جارہے ہیں جو آج کل ہمارے

[1] (المعجم الأوسط للطبراني ٥/ ٣٢٠) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ١/ ٤٨٣: رواه الطبراني في الأوسط -وله في الصحيح: اتَّقُوا اللَّعَّانِينَ- وفيه محمد بن عمرو الأنصاري ضعفه يحيى بن معين ووثقه ابن حبان و بقية رجاله ثقات.

[2] صحيح مسلم ١/ ٢٢٦

بازاروں اور مارکیٹوں میں رائج ہیں، یہ سراسر گناہ ہیں، انہیں پڑھیں، سنیں اور بچیں!

محنت سے حلال کمانا بہتر ہے حرام کمانے سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿١٨٨﴾ [1]

ترجمہ

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، اِلّا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضا مندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے"

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَذْهَبَ إِلَى الْجَبَلِ، فَيَحْتَطِبَ، ثُمَّ يَأْتِيَ بِهِ يَحْمِلُهُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعَهُ فَيَأْكُلَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، وَلَأَنْ يَأْخُذَ تُرَابًا فَيَجْعَلَهُ فِي فِيهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْعَلَ فِي فِيهِ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ. [2]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنی رسی لیکر پہاڑ کی طرف جائے اور وہاں سے لکڑیاں جمع کر کے اپنی پشت پر لاد کر لے آئے، پھر اسے بیچ کر کھائے، یہ اس کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے، اور تم میں سے کوئی آدمی اپنے منہ میں مٹی ڈالے، یہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے منہ میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز ڈالے۔

---

[1] النساء: ١٨٨

[2] (مسند أحمد: ١٢/ ٤٥٩) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ١٠/ ٥٢٣: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن إسحاق وقد وثق.

فائدہ

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ حلال روزی کمانا اور استعمال کرنا ضروری ہے، حرام وناجائز روزی حاصل کرنا اور استعمال کرنا جائز نہیں۔

ضروری وضاحت

آگے جو ناجائز معاملات لکھے جا رہے ہیں ان میں بعض معاملات تو ایسے ہیں جن کا ناجائز ہونا بالکل واضح ہے، اس کے لئے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ اور کچھ ناجائز معاملات وہ ہیں جو عموماً پیش آتے رہتے ہیں، اورآج کل بکثرت رائج بھی ہیں،اُن کی تفصیل،معاشرت اورمعاملات کے گناہوں کے تحت گذشتہ صفحات میں آچکی ہے،بوقت ِضرورت وہاں دیکھ لیں! یہاں سہولت اوراختصار کے پیشِ نظراُن کی فہرست دی جارہی ہے۔

① ...سود کا لین ودین حرام ہے

ہمارے کاروبار اور معاملات میں درجِ ذیل معاملات سودی ہیں جوحرام وناجائز ہیں، ان سے بچنا واجب ہے۔

(۱) ... سودی بینک میں سیونگ اکاؤنٹ یا فکسڈ ڈیپازٹ میں رقم رکھواکر نفع لینا۔

(۲) ... ذاتی ضرورت یا تجارتی مقاصد کے لئے بینک سے یا کسی ادارہ/شخص سے سودی قرض لینا۔

(۳) ... سودی بینک سے گاڑی لیز پر لینا۔

(۴) ... لائف انشورنس (Life insurance) یعنی زندگی کی بیمہ پالیس لینا۔

(۵) ... آڑھتیوں کا کسانوں/زمینداروں کو قرض دے کر اُن کی پیداوار اپنے پاس لانے اور اپنے ذریعہ فروخت کرانے کا پابند بنانا اور مارکیٹ ویلیو سے زیادہ کمیشن لینا۔

(۶) ... سیکورٹی کے لئے کسی کے پاس رہن یعنی گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ حاصل کرنا اور اسے استعمال کرنا۔ اگرچہ مالک یعنی سیکورٹی رکھوانے والے کی طرف سے اجازت ہو، تب بھی استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سود کے

حکم میں ہے۔

(۷)... مکان یا دوکان کی ایڈوانس کی رقم عام معمول سے زیادہ دے کر مکان یا دکان کا معمول سے کم کرایہ لینا اور دینا۔

(۸)... موبائل اکاؤنٹ میں مخصوص بیلنس رکھ کر فری منٹس، فری ایس ایم ایس اور مفت انٹرنیٹ کی سہولت لینا۔

(۹) ... قسطوں پر خرید وفروخت کے معاملہ میں بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ/سرچارج دینا اور لینا۔

(۱۰)... کسی کو اس کی ذاتی ضرورت یا تجارتی مقصد کے لئے رقم اس طرح قرض دینا کہ اصل رقم بھی محفوظ رہے اور اُس پر معین نفع بھی ملتا رہے۔ یہ حرام اور سودی معاملہ ہے جس سے بچنا واجب ہے۔

۲ ... رشوت لینا اور دینا حرام ہے

ہمارے معاملات میں درجِ ذیل صورتیں رشوت کی ہیں اور رشوت لینا دینا حرام ہے جس سے بچنا واجب ہے۔

(۱) ... عام حالات میں رشوت دیکر نوکری حاصل کرنا۔

(۲) ... سرکاری ملازمین کا مثلاً شناختی کارڈ یا پاسپورٹ آفس وغیرہ میں اپنی ذمہ داری کا کام کرنے پر لوگوں سے پیسوں کا مطالبہ کرنا اور بغیر پیسہ لئے کام نہ کرنا یا بہت دیر لگانا اور پیسے لیکر کام جلدی کرنا۔

(۳)... عصری تعلیمی اداروں میں امتحان میں نقل کرنے کے لئے پیسے دینا۔

(۴)... امتحان میں پاس ہونے کے لئے پرچوں کی چیکنگ کے دفتر میں پیسے دیکر اچھے نمبر لگوانا۔

(۵)... پلاٹ پر خلافِ قانون تعمیر کی منظوری کے لئے حکومت کے لوگوں کو پیسے دے کر بلڈنگ یا گھر وغیرہ بنانا۔

(۶) ... بعض سرکاری اداروں میں ملازمین کا ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک یونٹ سے دوسرے یونٹ ٹرانسفر ہونے سے بچنے کے لئے اپنے سینئر افسروں کو

پیسے دینا۔

(۷) ... ادارہ سے خلافِ ضابطہ جلدی چھٹی کے لئے سینئر آفیسر کو پیسے دینا اور خلافِ ضابطہ کام کروانا۔

(۸) ... پرچیز آفیسر اور مینیجر کا مال کی خریداری کا آرڈر دینے کے لئے رقم لینا اور سپلائر کا آرڈر لینے کے لئے اُسے رقم دینا۔

(۹) ... غیر قانونی طریقہ سے حج وعمرہ ادا کرنے کے لئے مثلاً وزٹ ویزہ، بزنس ویزہ، اور تعلیمی ویزہ پر جاکر حج وعمرہ کرنے کے لئے رشوت دینا۔

(۱۰) ... مکان یا دوکان کسی کو دیتے وقت پگڑی کی رقم لینا اور مالک کا رسید بدلائی کے نام سے کچھ رقم لینا۔

کاروبار اور ملازمت میں جھوٹ بولنا، خیانت کرنا اور دھوکہ دینا حرام ہے

آج کل ہمارے کاروبار اور ملازمتوں میں جھوٹ، دھوکہ اور خیانت کا گناہ عام ہے، ذیل میں اس کی چند معروف صورتیں لکھی گئی ہیں، ان سے بچنا واجب ہے۔

(۱) ... اُوپر اچھا مال رکھ کر نیچے گھٹیا مال رکھنا اور پورے عمدہ مال کے برابر قیمت لیکر مال بیچنا۔ جیسے آم کی پیٹی میں اوپر بڑے اور اچھے آم رکھنا اور نیچے چھوٹے اور خراب آم رکھ کر بیچنا۔ اسی طرح سیب، امرود اور انگور وغیرہ بیچنا۔

(۲) ... نقلی اور دو نمبر چیز کو اصلی اور ایک نمبر بتا کر بیچنا جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

(۳) ... ٹیکسی/ رکشہ والوں کا میٹر تیز کر کے زیادہ کرایہ وصول کرنا۔

(۴) ... بیچے جانے والے سامان میں کوئی عیب اور نقص ہو تو وہ عیب خریدار کو بتائے بغیر چھپا کر سامان فروخت کرنا۔

(۵) ... کمپنیوں اور اداروں کے ملازمین کا سستا مال خرید کر زیادہ کا بل بنوانا اور خفیہ کمیشن رکھنا۔

(۶) ... بعض ملازمین کا اپنے تعلق والے گاہک کو مالک کی چیز اُس کی اجازت کے بغیر مفت میں دینا یا اس کی حقیقی قیمت سے کم قیمت پر دینا۔

(۷) ... بیماری کی چھٹیاں لینے کے لئے جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنانا اور اس سرٹیفکیٹ

کی بنیاد پر بیماری کی چھٹیاں منظور کروانا تاکہ تنخواہ کی کٹوتی نہ ہو۔ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے جو حرام ہے۔

(۸) ... ملازمت کے لئے یا مدرسہ/کالج میں داخلہ کے لئے جعلی سند بنوانا جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

(۹) ... سرکاری ملازمین کا کسی دوسرے کے مکان کے کاغذات جمع کرواکر ماہانہ کرایہ لینا۔

(۱۰) ... دوسرے کی گاڑی کے کاغذات دفتر میں جمع کرواکر سواری الاؤنس لینا۔

ناپ تول میں کمی کرنا، اور فرائضِ ملازمت میں کوتاہی کرنا جائز نہیں

ہمارے کاروبار اور ملازمت میں کم تولنے، کم ناپنے، ڈیوٹی پوری نہ دینے اور اجرت پوری لینے کا گناہ بھی عام ہے جو حرام وناجائز ہے جس سے بچنا واجب ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) ... مال فروخت کرتے وقت ناپ تول میں کمی کرنا اور خریدار کو اس کی مطلوبہ مقدار سے کم مال دیکر پورے مال کی قیمت وصول کرنا۔

(۲) ... ملازمت کے اوقات میں کام صحیح نہ کرنا، یا اس وقت کو مالک کی مرضی کے خلاف اپنے ذاتی کاموں میں صَرف کرنا یا ڈیوٹی کے وقت میں فرائضِ منصبی پوری طرح انجام نہ دینا اور تنخواہ پوری لینا، یا اوورٹائم میں کام نہ کرنا لیکن اس کی اُجرت وصول کرنا۔

(۳) ... مالک کا ملازم کو معاہدہ کے مطابق طے شدہ تنخواہ مقررہ وقت پر نہ دینا یا بلاوجہ کچھ کم کرکے دینا۔

(۳) ... چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا حرام ہے

ہمارے معاشرہ میں چوری، ڈاکہ تو عام ہے ہی جو حرام ہے، لیکن اس کی ایسی صورتیں بھی پائی جاتی ہیں جنہیں چوری نہیں سمجھا جاتا اور معیوب نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ یہ بھی چوری میں داخل ہوکر حرام وناجائز ہیں جن سے بچنا واجب ہے۔ اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

(۱) ... کسی کا مال، پیسہ اور موبائل وغیرہ چھیننا، یا کسی کی زمین، مکان اور دکان پر ناحق قبضہ کرلینا۔

(۲) ... بجلی چوری کر کے استعمال کرنا، یا دوسرے کے میٹر میں تار لگا کر بجلی استعمال کرنا، یا اپنا میٹر معمول کی رفتار سے آہستہ کروالینا۔ اسی طرح گیس کی چوری کرنا۔

(۳) ... ریل یا بس میں ٹکٹ کے بغیر سفر کرنا، اسی طرح ایک ٹکٹ میں جتنا سامان ساتھ لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ مقدار میں سامان چوری چھپے ساتھ لے جانا۔

(۴) ... ٹیلیفون ایکسچینج کے کسی ملازم یا افسر سے دوستی کے نتیجہ میں فون کا مفت استعمال کرنا۔

(۵) ... دفتری استعمال کیلئے رکھی ہوئی اشیاء مثلاً کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، دفتری موبائل، انٹرنیٹ ڈیوائس، چارجر، لیٹر پیڈ اور قلم وغیرہ، مالک کی اجازت کے بغیر اپنے گھر لے جانا اور ذاتی استعمال میں لانا۔

(۶) ... کسی دوسرے کا وائی فائی کنکشن اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا۔

(۷) ... جس چیز کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ چوری کی ہے یا کسی سے چھینی ہوئی ہے اُس کی خرید وفروخت کرنا اور نفع کمانا۔

④ ...کسی کا مال ناحق لینا حرام ہے

ہمارے کاروبار اور میراث وغیرہ کے معاملات میں ناحق دوسرے کا مال لینے کی متعدد صورتیں پائی جاتی ہیں جو سراسر ناجائز ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے، اور وہ یہ ہیں:

(۱) ... خریدار کا سودے سے انکار کرنے کی صورت میں فروخت کنندہ کا بیعانہ کی رقم پوری یا کچھ ضبط کرلینا۔

(۲) ... بیچنے والے کا سودے سے انکار کرنے کی صورت میں خریدار کا اُس سے بیعانہ کی رقم دُگنی واپس لینا۔

یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں، اگر اس طرح بیعانہ لے لیا ہو تو واپس کرنا اور آئندہ اس سے بچنا ضروری ہے۔

(۳) ... والدِ مرحوم کے ساتھ اُن کی زندگی میں کاروبار میں معاونت کرنے والے اور کاروبار سنبھالنے والے بیٹوں کا اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے کاروبار پر قبضہ کرلینا اور مالک بن کر بیٹھ جانا اور دیگر وارثوں کو اُن کا حق نہ دینا حرام و ناجائز ہے۔

(۴) ... شوہر کے انتقال کے بعد گھر کے ساز و سامان پر بیوہ کا قبضہ کرنا اور ورثاء کو حصہ نہ دینا۔

(۵) ... شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ کو شوہر کی میراث میں سے حصہ نہ دینا۔

(۶) ... بیوہ اگر دوسرا نکاح کرلے تو اُسے شوہر کی میراث سے محروم کرنا۔

(۷) ... جو عورت شوہر کے قبیلہ سے نہ ہو اُسے میراث کا حصہ نہ دینا۔

(۸) ... بہنوں کو میراث سے محروم کرنا اور زبردستی کسی نہ کسی طرح بہنوں سے ان کا حصہ معاف کروانا۔

(۹) ... شادی شدہ بہنوں کو یہ کہہ کر میراث میں حصہ نہ دینا کہ والد صاحب نے تمہاری شادی کے موقع پر تمہارا جو جہیز تیار کر کے دیا تھا اس سے تمہارا حق ادا ہوگیا۔

⑤ ... قمار اور جُوا حرام ہے

(۱) ... موٹر سائیکل اور گاڑیوں کی ریس میں جیتنے والے آدمی کا ہارنے والے سے طے شدہ رقم لینا۔

(۲) ... پتنگ بازی اور کبوتر بازی پر روپیہ کی ہار جیت پر کھیلنا۔ آج کل کرکٹ وغیرہ کے کھیلوں کی ہار جیت پر لاکھوں روپے کے جوے کھیلے جاتے ہیں جو سراسر حرام ہیں۔

(۳) ... اشیاء کا بیمہ (General Insirnce) کروانا۔ کیونکہ یہ سود اور قمار پر مشتمل ہوتا ہے۔

نمونہ کے طور پر یہ چند مشہور ناجائز معاملات لکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی ناجائز صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اس لئے حلال روزی حاصل کرنے اور حرام روزی سے

بچنے کے لئے اپنا ہر معاملہ مستند مفتیانِ کرام کو بتا کر اور اس کے جائز اور حلال ہونے کا اطمینان کر کے اس کو اختیار کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جائز معاملات کرنے اور ناجائز معاملات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

صغیرہ و کبیرہ
گناہوں کی فہرست

گناہِ کبیرہ اور صغیرہ کی تعریف

گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ کی تعریف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، مگر اُن میں جو سب سے زیادہ جامع اور سلفِ صالحین، صحابہؓ وتابعینؒ سے منقول ہے، وہ یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن وحدیث میں آگ اور جہنم کی صراحۃً وعید آئی ہو وہ گناہِ کبیرہ ہے۔ اور جس گناہ پر صراحۃً جہنم کی وعید نہ ہو، بلکہ محض ممانعت وارد ہوئی ہو، وہ صغیرہ ہے۔ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس گناہ کا انسان بے پروائی کے ساتھ ڈھیٹ ہو کر ارتکاب کرے تو وہ کبیرہ ہے خواہ کتنا ہی چھوٹا گناہ ہو، اور جو گناہ اتفاقی طور پر سر زد ہو گیا ہو، اور اس کے ساتھ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ندامت و افسوس ہو تو وہ صغیرہ ہے خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی فہرست

اس سے پہلے بہت سے کبیرہ اور لعنت والے گناہوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے، اب ذیل میں گناہوں کی مختصر فہرست لکھی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مختصر وقت میں چھوٹے بڑے گناہ ایک نظر میں سامنے آجائیں اور ان کو پڑھنے سننے سے کم از کم گناہ کا گناہ ہونا معلوم ہوجائے، کیونکہ اگر مسلمان گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے تو اسے اس گناہ سے توبہ کی توفیق نہیں ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی مریض کو اگر اپنے مرض کا علم نہ ہو تو وہ علاج کی طرف توجہ نہیں دیتا، اور جب اُسے اپنا مرض معلوم ہوجائے تو پھر وہ علاج کیلئے کوشش کرتا ہے، اسی طرح مسلمان کو جب معلوم ہوگا کہ یہ کام گناہ ہے تو اس پر ندامت ہوگی جو توبہ کا بڑا اور بنیادی رکن ہے اور افسوس ہوگا، ورنہ کم از کم اتنا تو ہوگا کہ گناہ کو گناہ سمجھنے کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ تعالیٰ توبہ کی اور اس گناہ سے بچنے کی توفیق ہوجائے گی۔

گناہوں کی فہرست سے پہلے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی تقسیم اور تعریف جان لینا مناسب ہے۔

گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کی تقسیم

بعض علماء کا کہنا ہے کہ ہر گناہ کبیرہ ہی ہے، کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔ کیونکہ ہر گناہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پائی جاتی ہے اور اس کے رسول ﷺ کے ارشاد کی مخالفت ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی مخالفت خواہ کتنی ہی کم ہو لیکن سخت اور بڑا گناہ ہے، اس لئے اس کو گناہِ صغیرہ نہیں کہہ سکتے۔ اور جو صغیرہ و کبیرہ کی تقسیم مشہور و معروف ہے یہ محض ایک دوسرے گناہ کے مقابلہ کے لحاظ سے ہے، یعنی بعض گناہ دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں صغیرہ ہیں، ورنہ اپنی ذات کے لحاظ سے وہ بھی کبیرہ ہیں، اس طرح کوئی گناہِ صغیرہ نہیں، سب کے سب گناہِ کبیرہ ہیں جن سے بچنا چاہئے۔

لیکن جمہورِ علماءؒ کا مذہب یہ ہے کہ واقعۃً بعض گناہِ صغیرہ ہیں اور بعض گناہ کبیرہ ہیں۔ کیونکہ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کے کرنے والے کو فاسق سمجھا جاتا ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی، یہ گناہِ کبیرہ ہیں۔ جبکہ بعض گناہ

ایسے ہیں کہ ان کے کرنے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا اور اس کی گواہی بھی رَد نہیں کی جاتی، یہ صغیرہ کہلاتے ہیں۔

البتہ یہ واضح رہے کہ جمہور علماءِ کرام جن بعض گناہوں کو صغیرہ کہتے ہیں، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان گناہوں کے کرنے میں کوئی بُرائی نہیں یا معمولی خرابی ہے یا اس سے بچنے کی زیادہ فکر کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ یہ فرق محض ایک علمی اور اصطلاحی فرق ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی حیثیت سے ہر گناہ بڑا اور سخت وبال اور بڑی مصیبت کی چیز ہے۔ جیسے آگ کا بڑا انگارہ اور شعلہ جلانے اور تباہ کرنے کیلئے کافی ہے، اسی طرح چھوٹی چنگاری بھی کافی ہے، اور جیسے چھوٹا اور بڑا بچھو انسان کے ڈسنے میں یکساں موذی اور ہلاکت کیلئے کافی ہیں۔

گناہِ کبیرہ اور صغیرہ کی تعریف

گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ کی تعریف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، مگر اُن میں جو سب سے زیادہ جامع اور سلفِ صالحین، صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول ہے، وہ یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن وحدیث میں آگ اور جہنم کی صراحۃً وعید آئی ہو وہ گناہِ کبیرہ ہے۔ اور جس گناہ پر صراحۃً جہنم کی وعید نہ ہو، بلکہ محض ممانعت وارد ہوئی ہو، وہ صغیرہ ہے۔ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس گناہ کا انسان بے پروائی کے ساتھ ڈھیٹ ہو کر ارتکاب کرے تو وہ کبیرہ ہے خواہ کتنا ہی چھوٹا گناہ ہو، اور جو گناہ اتفاقی طور پر سرزد ہو گیا ہو، اور اس کے ساتھ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ندامت وافسوس ہو تو وہ صغیرہ ہے خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو۔ [1]

گناہِ صغیرہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے

اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس گناہ کو صغیرہ کہا جاتا ہے وہ اسی وقت صغیرہ ہے جب تک اس پر اصرار اور دوام نہ ہو، یعنی مسلسل اور مستقل نہ کرے، کبھی کبھی سرزد ہو جائے۔ ورنہ اگر کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کیا جائے اور ہمیشہ کیا جائے تو اس کا کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کبیرہ گناہ کرنے والا۔

[1] انذار العشائر، ملحقہ گناہ بے لذت

کبیرہ گناہوں کی فہرست

کبیرہ گناہوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) ... زنا کرنا، یعنی اپنی بیوی کے علاوہ کسی اجنبی عورت کے ساتھ صحبت کرنا۔

(۲) ... لواطت کرنا، یعنی کسی لڑکے کے ساتھ بدفعلی کرنا۔

(۳) ... شراب پینا اگرچہ ایک قطرہ ہی ہو۔ اسی طرح ہر نشہ لانے والی چیز استعمال کرنا مثلاً ہیروئن، چرس، افیون، بھنگ وغیرہ پینا۔

(۴) ... چوری اور ڈاکہ زنی کرنا۔

(۵) ... پاکدامن عورت پر زنا کا الزام لگانا۔

(۶) ... ناحق کسی کو قتل کرنا۔

(۷) ... گواہی چھپانا، یعنی جب کسی کا حق ثابت کرنے کیلئے یا ظلم دور کرنے کیلئے گواہی کی ضرورت پڑے اور دوسرا کوئی گواہ نہ ہو اُس وقت گواہی نہ دینا۔

(۸) ... جھوٹی گواہی دینا۔

(۹) ... جھوٹی قسم کھانا۔

(۱۰) ... کسی کا مال ناحق چھیننا اور غصب کرنا۔ (اسی میں بھتہ لینا، روپے پیسے موبائل اور قیمتی اشیاء جیسے زیور وغیرہ لوٹنا اور چھیننا، اسی طرح موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ لے لینا شامل ہیں)۔

(۱۱) ... میدانِ جہاد سے بھاگنا، یعنی جب دشمنوں سے مقابلہ کی طاقت ہو اُس وقت میدان چھوڑ کر لڑائی سے بھاگنا۔

(۱۲) ... سود کھانا۔ (جیسے انعامی بانڈز کا انعام لینا، سودی بینکوں سے نفع لینا، انشورنس میں اصل جمع کردہ رقم سے زیادہ لینا، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ اور قومی بچت اسکیم میں اضافی رقم لینا سود ہے جو حرام ہے)۔

(۱۳) ... یتیم کا مال ناحق کھانا۔

(۱۴) ... رشوت لینا (آجکل سرکاری اداروں میں رشوت لینا عام ہے جس کے نام بدل کر ہدیہ، تحفہ، عیدی اور کمیشن کے نام سے رشوت لی جاتی ہے۔ نام بدلنے سے حرام، حلال نہیں ہوتا، حرام ہی رہتا ہے)۔

(۱۵)... ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (یعنی جائز امور میں ان کی اطاعت نہ کرنا یا ان کو ستانا، ڈانٹنا، خدانخواستہ مارنا اور ان کو ایذا دینا، اونچی آواز سے بولنا اور اپنے کسی بھی انداز سے ان کو تکلیف پہنچانا وغیرہ)۔

(۱۶)... قطع رحمی کرنا یعنی قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا۔

(۱۷)... جان بوجھ کر نبی کریم ﷺ کی طرف کسی بات یا عمل کی غلط نسبت کرنا، یعنی جو بات آپ ﷺ نے ارشاد نہ فرمائی ہو یا جو کام آپ ﷺ نے نہ کیا ہو اُس کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے یا ایسا کیا ہے۔

(۱۸)... کسی معتبر عذر کے بغیر رمضان میں روزہ توڑنا۔

(۱۹)... ناپ تول میں کمی کرنا۔

(۲۰)... کسی فرض نماز کو وقت سے پہلے ادا کرنا یا (بلا عذرِ معتبر) قضا کرنا یعنی وقتِ مقررہ سے مؤخر کر کے پڑھنا۔

(۲۱)... زکوٰۃ یا روزہ کو وقت پر ادا نہ کرنا۔ (عذر اور بیماری کی حالت مستثنیٰ ہے، اس صورت میں تاخیر کرنا گناہ نہیں)۔

(۲۲)... حجِ فرض ادا کئے بغیر مرجانا۔ (البتہ اگر موت کے وقت وصیت کر دی اور اتنا مال چھوڑا کہ جس سے حج ادا ہو سکے تو اس گناہ سے نکل گیا)

(۲۳)... کسی مسلمان پر ظلم کرنا اور اسے نقصان پہنچانا۔ (مثلاً اس کو مارنا، لڑنا، گالی دینا، اس کی آبرو خراب کرنا، اس پر تہمت لگانا، اور اس کا جانی اور مالی نقصان کرنا وغیرہ)۔

(۲۴)... کسی صحابی کو بُرا کہنا۔ (مثلاً ان پر لعن وطعن کرنا، ان پر کوئی تہمت لگانا، اور ان کی آبرو خراب کرنا وغیرہ جیسا کہ روافض کیا کرتے ہیں)۔

(۲۵)... علماء اور حفاظِ قرآن کو بُرا کہنا اور ان کو بدنام کرنے کیلئے پیچھے پڑ جانا۔

(۲۶)... کسی ظالم کے پاس کسی کی چغل خوری کرنا۔ (البتہ اگر اصلاح کی غرض سے کسی ایسے شخص کے پاس شکایت لگائی جائے جو اصلاح کر سکتا ہو، مثلاً والد/ استاذ/ شیخ وغیرہ تو یہ گناہ نہیں)۔

(۲۷) ... دیوث بننا، یعنی اپنی بیوی/بیٹی کو اپنے اختیار سے حرام میں مبتلا کرنا یا ان کے مبتلا ہونے پر راضی ہونا۔

(۲۸) ... قیادت، یعنی کسی اجنبی مرد وعورت کو حرام زنا پر آمادہ کرنا اور اس کیلئے دلالی کرنا یعنی واسطہ بننا۔ (جیسے بعض بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب نوشی کے ساتھ بدکاری کیلئے لڑکیاں بھی فراہم کی جاتی ہیں جس کی فیس لی جاتی ہے، یہ حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اسی میں اجنبی مرد وعورت کا آپس میں ناجائز تعلق قائم کرنا خواہ موبائل اور نیٹ کے ذریعہ ہو اور ان کا بدکاری کرنا سب اس میں شامل ہے)۔

(۲۹) ... قدرت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا، یعنی جہاں نیکی کا حکم دے سکتا ہو وہاں حکم نہ دینا یا جہاں بُرائی سے روک سکتا ہو اس کے باوجود نہ روکنا۔

(۳۰) ... جادو سیکھنا اور سکھانا یا اس پر عمل کرنا۔

(۳۱) ... قرآنِ کریم کو یاد کر کے بھلا دینا، (یعنی اپنے اختیار سے بے فکری اور لاپروائی کی وجہ سے بھلا دیا جائے، اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے دماغ کمزور ہوجائے تو وہ اس میں داخل نہیں)۔ اور بعض علماءِ کرام نے فرمایا کہ قرآنِ کریم بھولنے سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھول جائے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔

(۳۲) ... کسی جاندار کو آگ میں جلانا۔ (البتہ سانپ، بچھو اور دوسرے تکلیف دہ جانوروں کی تکلیف سے بچنے کیلئے جلانے کے علاوہ کوئی اور صورت نہ ہو تو جلانے میں مضائقہ نہیں)۔

(۳۳) ... کسی عورت کو اس کے شوہر کے پاس جانے اور میاں بیوی کے حقوق ادا کرنے سے روکنا۔

(۳۴) ... اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور نااُمید ہونا۔

(۳۵) ... اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔

(۳۶) ... مردار جانور یا خنزیر کا گوشت کھانا۔ (حالتِ اضطرار یعنی جب بھوک کی وجہ

سے جان نکلنے کا خطرہ ہو اور کچھ کھانے کو میسر نہ ہو تو بقدرِ ضرورت کھانا مستثنٰی ہے)۔

(۳۷)... کسی مسلمان یا غیر مسلم کی غیبت کرنا۔ (البتہ بعض مخصوص صورتوں میں گناہ نہیں)۔

(۳۸)... جوا کھیلنا۔ (آجکل بڑے بڑے ٹورنامنٹ اور کھیلوں میں بھی جوا کھیلا جاتا ہے وہ بھی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے)۔

(۳۹)... مال میں اِسراف اور فضول خرچی کرنا یعنی ضرورت اور مصلحت سے زائد خرچ کرنا۔

(۴۰)... زمین میں فساد پھیلانا۔

(۴۱)... کسی حاکم/بادشاہ کا حق سے روگردانی کرنا۔

(۴۲)... اپنی بیوی کو ماں، بیٹی کی طرح کہنا، مثلاً یہ کہنا کہ "تو میری ماں کی طرح ہے، تو میری بہن کی طرح ہے"۔ اس کو عربی میں "ظہار" کہا جاتا ہے۔

(۴۳)... کسی صغیرہ گناہ پر مداومت کرنا، (یعنی ہمیشہ کرتے رہنا)۔

(۴۴)... گناہ کے کاموں میں کسی کی مدد کرنا یا گناہ پر آمادہ کرنا۔

(۴۵)... گانا سننا اور سنانا، اور گانا بجانے کے ساتھ رقص کرنا۔ (اسی میں رقص دیکھنا جیسے ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ دیکھا جاتا ہے وہ بھی اسی میں شامل ہے)۔

(۴۶)... لوگوں کے سامنے ستر کھولنا۔ (البتہ علاج کی غرض سے طبیب کے سامنے بقدرِ ضرورت کھولنا مستثنٰی ہے)۔

(۴۷)... اپنے ذمہ واجب حق کے ادا کرنے میں بخل کرنا۔ (جیسے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی اور حجِ فرض ادا نہ کرنا یا بیوی بچوں کا واجب نفقہ نہ دینا)۔

(۴۸)... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل کہنا۔

(۴۹)... خودکشی کرنا یا اپنے اختیار سے اپنے کسی عضو کو ہلاک کرنا۔

(۵۰)... پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا۔

(۵۱)... صدقہ/ہدیہ دیکر احسان جتلانا اور تکلیف پہنچانا۔

(۵۲)... قضاء وقدر (یعنی تقدیر) کا انکار کرنا۔

(۵۳)... اپنے امیر سے غداری کرنا۔

(۵۴)... نجومی یا کاہن کی تصدیق کرنا۔ (جیسے ہمارے زمانہ میں بڑے بڑے نجومی زائچہ بنا کر یا ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر غیب کی باتیں بتاتے ہیں یا طوطے کے ذریعہ لفافہ نکلوا کر قسمت بتاتے ہیں، یہ سب اس گناہ میں داخل ہیں)۔

(۵۵)... لوگوں کے نسب پر طعنے دینا، (یعنی جو ادنیٰ نسب والے ہوں اُن کو طعنہ دینا اور ذلیل وگھٹیا کہنا)۔

(۵۶)... کسی مخلوق کے تقرب کیلئے جانور کی قربانی کرنا، (جیسے بعض علاقوں میں رواج ہے کہ سربراہوں کو خوش کرنے کیلئے اُن کی آمد پر ان کے سامنے جانور ذبح کئے جاتے ہیں)۔

(۵۷)... شلوار/ تہبند/ پاجامہ/ پینٹ وغیرہ کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔

(۵۸)... لوگوں کو کسی گمراہی/ بدعت کی طرف دعوت دینا یا کوئی بُری رسم ایجاد کرنا۔ (جیسے تیجہ کرنا، چالیسواں کرنا، برسی منانا، اور مروجہ سالگرہ منانا، اور اجتماعی قرآن خوانی پر زیادہ زور دینا وغیرہ)۔

(۵۹)... اپنے مسلمان بھائی کی طرف پستول، تلوار یا چاقو وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا۔

(۶۰)... لڑائی جھگڑے کا عادی ہونا۔

(۶۱)... غلام کو خصی کروانا یا اس کے عضو کو کٹوانا یا اس کو سخت تکلیف دینا۔

(۶۲)... احسان کرنے والے کی ناشکری کرنا۔

(۶۳)... ضرورت سے زیادہ پانی کو (پلانے یا دینے میں) بخل کرنا۔

(۶۴)... حرم شریف میں بے دینی اور گمراہی پھیلانا۔ (یہ ہر جگہ گناہ ہے، لیکن حرم شریف میں اس گناہ کی بُرائی اور بڑھ جاتی ہے)۔

(۶۵)... لوگوں کے چھپے ہوئے عیبوں کو تلاش کرنا اور ان کے پیچھے پڑ جانا۔

(۶۶)... چوسر کھیلنا یا طبلہ سارنگی وغیرہ بجانا۔ (اور ہر ایسا کھیل کھیلنا جس کے حرام ہونے پر علماء کا اتفاق ہے گناہِ کبیرہ میں داخل ہے)۔

(۶۷)... مسلمان کا کسی مسلمان کو کافر کہنا۔

(۶۸)... ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے حقوق میں برابری نہ کرنا۔

(۶۹)... استمناء بالید، (یعنی اپنے ہاتھ سے مشت زنی کرکے شہوت پوری کرنا)۔

(۷۰)... حیض کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا۔

(۷۱)... مسلمانوں پر اشیاء کے مہنگے ہونے کی وجہ سے خوش ہونا، (یعنی مسلمانوں کی اس پریشانی پر خوشی کا اظہار کرنا)۔

(۷۲)... کسی جانور (گائے، بکری وغیرہ) سے بدفعلی کرنا۔

(۷۳)... عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔

(۷۴)... کسی کھانے (رزق) کو بُرا کہنا۔ (البتہ اگر کسی کھانے میں بنانے یا پکانے کی کوئی خرابی بیان کی جائے تو وہ اس میں داخل نہیں)۔

(۷۵)... دنیا کی محبت رکھنا (یعنی دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا)۔

(۷۶)... بے ریش لڑکے کی طرف شہوت سے دیکھنا۔

(۷۷)... کسی دوسرے کے گھر میں جھانکنا اور اجازت کے بغیر داخل ہونا۔

فائدہ: نمونہ کے طور پر یہ سب گناہِ کبیرہ ہیں، ان سب سے بچنا ضروری ہے اور اگر غلطی سے یا دانستہ طور پر ہو گئے ہوں تو ان سے سچی توبہ کرنا ضروری ہے اور آئندہ ان سے بچتے رہنے کی کوشش کرنا لازم ہے۔

صغیرہ گناہوں کی فہرست

(۱) ... غیر محرم کی طرف اپنے اختیار اور ارادہ سے دیکھنا۔

(۲) ... اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں بیٹھنا۔ یا اس کو ہاتھ لگانا۔ (یا بوس وکنار کرنا)

(۳) ... کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا۔

(۴) ... وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ (نقصان پہنچانا گناہِ کبیرہ ہے)

(۵) ... کسی مسلمان کی برائی کرنا، اگرچہ اشارہ اور کنایہ سے ہو اور بات سچی ہو۔

(۶) ... بالا خانہ وغیرہ پر بلا ضرورت چڑھنا، جس سے لوگوں کے مکانات سامنے پڑیں۔ اور بے پردگی کا خطرہ ہو۔

(۷) ... کسی مسلمان سے بلا عذر، تین دن سے زائد تعلق نہ رکھنا۔

(۸) ... بغیر علم وتحقیق کے کسی کی طرف سے جھگڑا کرنا، اور علم وتحقیق کے بعد خلاف حق پر جھگڑا کرنا۔

(۹) ... نماز میں اپنے اختیار سے ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔

(۱۰) ... مرد کو اصلی ریشم کا لباس پہننا۔ (مصنوعی ریشم یا وہ کپڑا جس میں اصلی ریشم تانے میں ہو اور بانا کاٹن یا اُون وغیرہ کا ہو وہ جائز ہے)

(۱۱) ... اَکڑ کر اور اِترا کر چلنا۔

(۱۲) ... کسی فاسق کے پاس بیٹھنا، اٹھنا۔

(۱۳) ... مکروہ اوقات (طلوع وغروب اور نصف النہار یعنی زوال کے وقت) میں نماز پڑھنا۔

(۱۴) ... ممنوع ایام یعنی جن میں روزہ رکھنا منع ہے مثلاً عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔

(۱۵) ... کسی مسجد میں نجاست داخل کرنا۔ (جیسے پیشاب و پاخانہ یا کوئی اور ناپاکی مسجد میں ڈالنا)

(۱۶) ... مسجد میں کسی مجنون یا اتنے چھوٹے بچے کو لے جانا جس سے مسجد کے خراب ہونے کا خطرہ ہو۔

(۱۷) ... پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا۔

(۱۸) ... حمام میں یعنی غسل خانہ میں بالکل ننگا ہو جانا، اگرچہ لوگوں کے سامنے نہ ہو۔ (لیکن بے پردگی کا اندیشہ ہو۔ اور اگر غسل خانہ بالکل بند ہو تو مضائقہ نہیں) (کیونکہ لوگوں کے سامنے ستر کھولنا گناہِ کبیرہ ہے جیسے ہمارے زمانہ میں بعض لوگ سوئمنگ پول میں اور سمندر کے کنارے نہانے میں ستر کھول دیتے ہیں۔ یہ اسی گناہ میں داخل ہے)

(۱۹) ... صومِ وصال یعنی اس طرح روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔

(۲۰) ... جس عورت سے ظہار کرلیا ہو، (یعنی اس کو ماں، بہن کی طرح کہا ہو) کفارۂ ظہار ادا کرنے سے پہلے اس سے جماع کرنا۔

(۲۱) ... عورت کا شوہر یا محرم کے بغیر تنہا سفر کرنا۔ بہ مجبوری ہجرت کرنا پڑے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

(۲۲) ... کھانے پینے کی ضروری چیزیں اناج وغیرہ کو مہنگائی کے انتظار میں روکنا۔

تا کہ زیادہ مہنگا فروخت ہو۔

(۲۳) ... کسی چیز کا معاملہ دو شخصوں میں خرید و فروخت کا ہو رہا ہے، یا کسی کی منگنی کسی جگہ لگی ہے اس کا جواب ہونے سے پہلے اس کی خریداری یا اس پیغام میں رکاوٹ ڈالنا۔

(۲۴) ... گاؤں والے جو مال شہر میں بیچنے کے لئے لائیں، اس کو بطور آڑھت کے فروخت کرنا۔

(۲۵) ... شہر میں آنے والے مالِ تجارت کو بازار میں آنے سے پہلے شہر سے باہر جا کر خریدنا۔

(۲۶) ... جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا۔

(۲۷) ... خرید و فروخت کے وقت بیچی جانے والی چیز کے عیب کو قصداً چھپانا۔

(۲۸) ... شوقیہ کتا پالنا (البتہ شکار کے لئے یا کھیت، باغ، گھر کی حفاظت کے لئے کتا پالا جائے تو جائز ہے)۔

(۲۹) ... شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔

(۳۰) ... شطرنج کھیلنا۔

(۳۱) ... شراب کی خرید و فروخت کرنا۔

(۳۲) ... معمولی چیزیں مثلاً ایک دو لقمہ کی چوری کرنا۔

(۳۳) ... حدیث سنانے یا بتلانے پر اجرت ٹھہرانا۔

(۳۴) ... (بلا عذر) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۳۵) ... غسل خانے یا پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا۔

(۳۶) ... نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی طبعی وضع کے خلاف لٹکانا۔ (مثلاً رومال سر پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے دونوں کنارے کندھوں پر لٹکے ہوئے ہوں یا چادر سر پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے دونوں پٹ لٹکے ہوئے ہوں اور اگر ایک کنارہ دوسرے کندھے پر ڈال لیا جائے تو پھر گناہ نہیں۔)

(۳۷) ... بحالت جنابت (یعنی جب بڑی ناپاکی لاحق ہو اور غسل کرنا واجب ہو) اذان دینا۔

(۳۸) ... بحالت جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا۔

(۳۹) ... نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔

(۴۰) ... نماز میں ایک لمبی چادر میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ نکالنا مشکل ہو۔

(۴۱) ... نماز میں کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیل کرنا۔ یعنی بلاضرورت کسی عضو کو حرکت دینا یا کپڑے کو الٹ پلٹ کرنا۔

(۴۲) ... کسی نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رخ کر کے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔ (البتہ نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑے ہونے یا بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں)۔

(۴۳) ... نماز میں دائیں بائیں یا آسمان کی طرف دیکھنا۔

(۴۴) ... مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

(۴۵) ... مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں۔

(۴۶) ... روزہ کی حالت میں اپنی بی بی کے ساتھ مباشرت (ننگے ہو کر لپٹنا)۔

(۴۷) ... روزہ میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا، جبکہ اس کو حد سے بڑھنے کا خطرہ ہو۔

(۴۸) ... زکوٰۃ گھٹیا مال سے ادا کرنا۔

(۴۹) ... جانور کو پشت (یعنی گدی) کی طرف سے ذبح کرنا۔ (کیونکہ اس میں جانور کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے)

(۵۰) ... حکومت کی طرف سے بلاضرورت، چیزوں کا بھاؤ مقرر کرنا۔ (البتہ اگر تاجر قیمتوں میں حد سے زیادہ اتنا اضافہ کریں کہ جس سے عوام کو نقصان ہو تو عوام کی مصلحت کی خاطر حکومت قیمت مقرر کر سکتی ہے)

(۵۱) ... عاقلہ بالغہ لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرنا (جب کہ ولی بلاوجہ نکاح میں رکاوٹ نہ ہو)

(۵۲) ... نکاحِ شغار یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا اور وہ صورت جس کو ہمارے عرف میں وٹہ سٹہ کہتے ہیں، اس میں دونوں لڑکیوں کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر ہوتا ہے وہ اس میں داخل نہیں، وہ جائز ہے۔

(۵۳) ... بیوی کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دینا۔

(۵۴) ... بیوی کو بلاضرورت بائن طلاق دینا (بلکہ رجعی طلاق دینا چاہئے)

(۵۵) ... حیض (یعنی ماہواری) کی حالت میں طلاق دینا (خلع کی صورت مستثنیٰ ہے)
(۵۶) ... جس طہر (پاکی) میں شوہر بیوی سے جماع کر چکا ہو اس میں طلاق دینا۔
(۵۷) ... جس بیوی کو طلاق دی ہو اس سے بذریعہ فعل (یعنی جماع وغیرہ کے ذریعہ) رجوع کرنا (بلکہ رجوع زبانی کرنا چاہئے)۔
(۵۸) ... عورت کو تکلیف پہنچانے اور عدت طویل کرنے کے خیال سے رجوع کرنا۔ (پھر طلاق دینا)
(۵۹) ... عوت کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے ایلاء کرنا (یعنی اسکے پاس نہ جانے کی قسم کھانا)۔
(۶۰) ... اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا (ہاں کسی لڑکے میں علم وصلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دے دیں تو مضائقہ نہیں)۔
(۶۱) ... قاضی وحاکم کا مقدمہ کے فریقین کے ساتھ نشست میں یا اپنی توجہ میں برابری نہ کرنا۔
(۶۲) ... بادشاہ کا انعام قبول کرنا۔
(۶۳) ... جس شخص کے پاس مالِ حرام زیادہ، حلال کم ہو، اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا۔
(۶۴) ... غصب کی ہوئی زمین کی پیداوار سے کھانا۔
(۶۵) ... غصب کی ہوئی زمین میں داخل ہونا، اگر چہ نمازی ہی کے لئے ہو۔
(۶۶) ... دوسرے کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر چلنا۔
(۶۷) ... کسی جانور کا مثلہ کرنا، یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹنا۔
(۶۸) ... کسی حربی کافر یا مرتد کو تین روز تک توبہ کر کے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کر دینا۔ (کیونکہ اصل حکم اس کو تین دن تک توبہ کی مہلت دینے کا ہے)
(۶۹) ... مرتد ہونے والی عورت کو قتل کرنا۔ (کیونکہ اس کا حکم عمر قید کرنا ہے۔)
(۷۰) ... نماز میں جو سجدۂ تلاوت واجب ہو اس کو مؤخر کرنا یا چھوڑ دینا۔
(۷۱) ... نماز کے لئے کسی خاص سورت کی قرأت کو مقرر کرنا (اور ضروری سمجھنا)۔

(۷۲) ... جنازہ کی چارپائی کو (بلا عذر) ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا۔
(۷۳) ... بغیر ضرورت دو آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا۔
(۷۴) ... (بلا عذرِ معتبر) جنازہ کی نماز مسجد کے اندر پڑھنا۔ (علی روایۃ التحریم)
(۷۵) ... کسی تصویر کے سامنے یا دائیں بائیں ہوتے ہوئے نماز پڑھنا، یا اس پر سجدہ کرنا۔
(۷۶) ... دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھنا۔
(۷۷) ... سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔
(۷۸) ... مردہ کے چہرے کو بوسہ دینا۔
(۷۹) ... کافر کو بلا ضرورت خود سلام کرنا (ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں "وَعَلَیْكَ" یا "هَدَاكَ الله" کہنا چاہئے)۔
(۸۰) ... اسلام اور مسلمانوں کے مخالف لوگوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا۔
(۸۱) ... بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے۔
(۸۲) ... اپنا دل بہلانے کے لئے گانا (معتمد قول کے موافق)۔
(۸۳) ... کسی عبادت کو شروع کر کے باطل کرنا۔ (یعنی درمیان میں چھوڑ دینا اور ضائع کرنا جیسے دو رکعت نفل کی نیت باندھ کر ایک رکعت پر نیت توڑ دینا)۔
(۸۴) ... بیوی کے ساتھ کسی ایسے شخص کے سامنے جماع کرنا جو عقل و ہوش رکھتا ہو، اگرچہ سو رہا ہو (بہت چھوٹا بچہ مستثنیٰ ہے۔)
(۸۵) ... کسی آمر و حاکم کے استقبال کے لئے نکلنا۔ جو تعظیم کے لائق نہ ہو۔
(۸۶) ... لوگوں کا راستہ تنگ کر کے کھڑا ہونا یا راستہ پر بیٹھ جانا۔
(۸۷) ... اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت کا انتظار کرتے رہنا۔
(۸۸) ... پیٹ بھرنے کے بعد زیادہ کھانا (روزہ یا مہمان کی وجہ سے کچھ زیادہ کھایا جائے وہ (جائز اور مستثنیٰ ہے)۔
(۸۹) ... بغیر بھوک کے کھانا (کسی مرض کے سبب بھوک نہ لگے اور قوت کے لئے غذا ضروری ہو تو وہ مستثنیٰ ہے)۔
(۹۰) ... عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کے ہاتھ چومنا۔

(۹۱) ... محض ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا (مخاطب کے بہرہ ہونے یا دور ہونے کے سبب زبان کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی کردے تو مضائقہ نہیں)۔

(۹۲) ... تلاوت قرآنِ کریم کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا۔

نوٹ:۔

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل گناہ بھی صغائر میں داخل ہیں۔

(۹۳) ... مسلمان سے بدگمانی کرنا۔

(۹۴) ... حسد کرنا۔

(۹۵) ... تکبر وخود پسندی کرنا۔

(۹۶) ... گانا سننا۔

(۹۷) ... جنابت (غسل کی حاجت) والے کو مسجد میں بلا عذر بیٹھنا۔

(۹۸) ... کسی مسلمان کی غیبت سن کر خاموش رہنا۔

(۹۹) ... مصیبت پر آواز کے ساتھ چلا کر رونا۔ اور سینہ پیٹنا۔

(۱۰۰) ... جو لوگ کسی شخص کی امامت سے ناراض ہوں، اس کی امامت کرنا، اگرچہ ان کی ناراضی بے وجہ ہو اور اس میں عیب نہ ہو۔

(۱۰۱) ... خطبہ کے وقت بات کرنا۔

(۱۰۲) ... مسجد میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنا۔

(۱۰۳) ... مسجد کی چھت پر نجاست ڈالنا۔

(۱۰۴) ... راستہ میں نجاست ڈالنا۔ (جیسے آج کل گلی کوچوں اور راستوں میں کوڑا اور کچرہ ڈالنا اسی حکم میں ہے)

(۱۰۵) ... اپنا لڑکا جس کی عمر سات سال سے زائد ہو اسکے ساتھ ایک بستر میں سونا۔

(۱۰۶) ... جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا۔

(۱۰۷) ... لغو اور فضول چیزوں میں وقت ضائع کرنا۔ مثلاً بادشاہوں کے ناز ونعمت کا تذکرہ کرنا۔

(۱۰۸) ... بے فائدہ کلام کرنا۔

(۱۰۹) ... کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔

(۱۱۰) ... کلام میں بتکلّف قافیہ بندی یا زوردار بنانے کے لئے بناوٹ کرنا۔

(۱۱۱) ... گالی گلوچ اور زبان درازی کرنا۔

(۱۱۲) ... ہنسی دل لگی میں زیادتی کرنا۔

(۱۱۳) ... کسی کے راز کو ظاہر کرنا۔

(۱۱۴) ... احباب واصحاب کے حق میں کوتاہی کرنا۔

(۱۱۵) ... وعدہ کرتے وقت ہی دل میں وعدہ پورا کرنے کا ارادہ نہ ہونا۔

(۱۱۶) ... دینی امور کی بے حرمتی کے بغیر زیادہ غصہ کرنا۔

(۱۱۷) ... بے حمیتی کرنا یعنی اپنے عزیز وقریب دوست کو باوجود قدرت کے ظلم سے نہ بچانا۔

(۱۱۸) ... زکوٰۃ یا حج کے ادا کرنے میں بلا عذر تاخیر کرنا، (اور بعض کے نزدیک یہ کبائر میں داخل ہے)۔

(۱۱۹) ... سستی کی وجہ سے جماعت چھوڑنا۔ (معتبر عذر میں ترکِ جماعت گناہ نہیں)

(۱۲۰) ... ناحق کسی کی طرف داری کرنا۔

(۱۲۱) ... کسی ذمی غیر مسلم کو "اے کافر" کہہ کر خطاب کرنا، جبکہ اس کو اس سے تکلیف ہوتی ہو۔

نوٹ:۔

مذکورہ بالا بڑے اور چھوٹے گناہوں کی فہرست میں ہم نے مفتیٔ اعظم پاکستان سیدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرتب کردہ رسالہ "انذار العشائر" کو جو "گناہِ بے لذت" کے ساتھ ملحق ہے، سامنے رکھا ہے اور حسبِ ضرورت اس میں ترمیم اور تسہیل کی ہے۔

اور حضرت والاؒ نے اپنے رسالہ میں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ کو ماخذ بنایا ہے۔ یہ فہرست اسی کے مطابق ہے۔ اسکے علاوہ دیگر علماء نے بھی صغائر اور کبائر کی فہرست مرتب کی ہے مثلاً علامہ ابن حجرؒ وغیرہ نے۔ اور فہرست میں بعض گناہوں میں ظاہراً اختلاف بھی ہے کہ بعض کے نزدیک وہ کبائر میں ہے اور بعض کے نزدیک صغائر میں، اس اختلاف کی وجہ بظاہر صغیرہ وکبیرہ کی تعریف کا اختلاف ہے۔ اور یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ کسی گناہ کے صغیرہ ہونے کا

یہ مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کا کرنا معمولی بات ہے۔ بلکہ نافرمانی ہونے کی حیثیت سے ہر گناہ مصیبتِ عظیمہ ہے۔اس لئے ان گناہوں کی فہرست کو پڑھنے اور سننے والے اس بحث میں نہ پڑیں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے، اس کو صغیرہ گناہوں کی فہرست میں کیوں لکھا گیا ہے؟ یا یہ گناہ صغیرہ ہے اس کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں کیوں لکھا گیا ہے؟ بلکہ گناہ خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اس نیت سے پڑھیں کہ ہر حال میں اس سے بچنا ہے اور اگر ہو گیا ہو خواہ جان بوجھ کر یا غلطی سے یا بھول چوک سے، اُس سے توبہ کریں اور آئندہ بچیں، اللہ تعالیٰ ہمیں سب گناہوں سے بچنے کی توفیق دیں۔آمین،

وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِ الكَائِنَاتِ وَأَكْرَمِ المَخْلُوقَاتِ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا
أَبَدًا إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ

گناہوں کا
شافی علاج

ہر پریشانی سے نجات

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بندہ استغفار کو لازم کر لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ہر مشکل اور تنگی سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دیں گے اور اُس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرمائیں گے، اور اس کو اُن طریقوں سے رزق دیں گے جن کا اس کو خیال وگمان بھی نہ ہوگا۔ (سنن ابی داؤد)

(ف) استغفار کا معمول بنانا ہر مشکل، تنگی اور فکر و پریشانی سے نجات کا ذریعہ ہے، اور بآسانی روزی ملنے کا باعث ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گناہوں کا شافی علاج

آپ نے چالیس بڑے بڑے گناہ پڑھ لئے اور چھوٹے بڑے گناہوں کی فہرست بھی آپ کے سامنے آگئی اور وہ گناہ بھی پڑھ لئے جن پر لعنت آئی ہے، اب ان گناہوں کی دوا اور علاج بھی معلوم ہونا چاہئے جسے ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى دَائِكُمْ وَدَوَائِكُمْ، أَلَا إِنَّ دَاءَكُمُ الذُّنُوبُ، وَدَوَاؤُكُمُ الِاسْتِغْفَارُ. ❶

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو تمہاری بیماری اور اس کی دواء وعلاج نہ بتاؤں؟ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتایئے!) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن لو! تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار کرنا) ہے۔

تشریح

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا تمام گناہوں کا حل اور علاج سچی توبہ کرنا ہے، اور استغفار کرنا ہے، ان سے بڑے سے بڑا گناہ بھی معاف ہوجاتا ہے، اور آدمی گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟ اس کی کیا شرطیں ہیں؟ استغفار کسے کہتے ہیں؟ اس کے کیا معنیٰ ہیں؟ توبہ واستغفار کس طرح کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی کوتاہیوں سے کس طرح توبہ ہوتی ہے؟ اور ان کے کیا فضائل ہیں، آخر میں اُنہیں لکھا جاتا ہے، توجہ سے پڑھیں، سمجھیں اور عمل کریں!

توبہ کے معنیٰ

عربی زبان میں ''توبہ'' کے معنیٰ رجوع کرنے کے آتے ہیں اور شریعت میں اس کا

❶ (شعب الإيمان للبيهقي:٩/٣٤٨) وذكر المنذري في الترغيب والترهيب (٢/٣٠٩) بصيغة التمريض، وقال: رواه البيهقي وقد روي عن قتادة من قوله وهو أشبه بالصواب.

مفہوم یہ ہے کہ بندہ گناہ کی معافی مانگنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

توبہ کی شرطیں

حضراتِ علماء کرامؒ کا ارشاد ہے کہ توبہ ہر قسم کے گناہ سے واجب ہے، خواہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حق سے ہو، جیسے کسی شخص نے نماز نہیں پڑھی، روزہ نہ رکھا تو اس نے گناہ کیا، یا گناہ کسی بندہ کے حق سے متعلق ہو جیسے ناحق کسی کو مارا یا طعنہ دیا، یا اس کا مال کھالیا، یا دبالیا وغیرہ، اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حق سے ہو تو توبہ کے معتبر اور مقبول ہونے کی تین شرطیں ہیں:۔

(۱)...اس گناہ کو بالکل چھوڑ دیں۔

(۲)... اپنے کئے پر نام اور شرمندہ ہوجائیں۔

(۳)... دوبارہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کریں۔

اگر ان تین شرطوں میں سے کوئی بھی شرط فوت ہوجائے گی تو، توبہ صحیح نہیں ہوگی، اور اگر گناہ بندہ کے حق سے متعلق ہے تو اس سے توبہ کے لئے چار شرطیں ہیں، تین شرطیں تو وہی ہیں جو اُوپر مذکور ہوئیں۔

(۴)... چوتھی شرط یہ ہے کہ جس بندہ کی حق تلفی ہوئی ہے اس بندہ کا حق ادا کریں یا اس سے معاف کرائیں مثلاً کسی شخص کے ناحق پیسے کھالئے تو یہ حرام ہے اور سخت گناہ ہے، اس گناہ سے توبہ کے صحیح ہونے کے لئے اُوپر کی تین شرطیں پوری کرنے کے ساتھ وہ پیسے بھی اس کو ادا کریں یا اس سے معاف کرائیں، اگر وہ اپنی خوشی سے معاف کردے یا اپنے پیسے لے لے تو، توبہ درست اور صحیح ہے ورنہ درست نہیں۔

توبہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں نہ کہ حقوق

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، فرائض اور حقوق معاف نہیں ہوتے، بلکہ فرائض اور حقوق ادا کئے بغیر توبہ مکمل بھی نہیں ہوتی اس لئے توبہ کرنے کے بعد ان کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، مثلاً کسی شخص نے پانچ سال تک نمازیں ادا نہ کیں اور رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے، جس کی وجہ سے گناہگار ہوا اور توبہ کی طرف متوجہ ہوا تو، توبہ کرنے سے ان نمازوں کو وقت پر ادا نہ کرنے اور روزے نہ رکھنے کا جو گناہ

ہوا تھا وہ معاف ہوجائے گا، لیکن یہ نمازیں اور روزے توبہ سے معاف نہیں ہوں گے، پانچ سال کی نمازیں اور روزے قضا رکھنے ہوں گے، اس کے بعد توبہ مکمل ہوگی۔

اسی طرح کسی انسان کو ناحق مارا یا اس کا مال چھینا یا چوری کی، یا رشوت لی تو اس نے یہ حرام کام کیا جو بڑا سنگین گناہ ہے، اس کے بعد اس نے اس گناہ سے توبہ کرلی تو، توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا جو گناہ ہوا تھا وہ معاف ہوجائے گا، لیکن بندہ کا جو حق اور بدلہ اس پر واجب ہوا، توبہ سے وہ معاف نہیں ہوگا، وہ ادا کرنا ہوگا، یا صاحبِ حق سے معاف کرانا ہوگا، اس کے بغیر توبہ مکمل اور صحیح نہیں ہوگی۔

گناہ گار شخص جتنے گناہوں سے توبہ کرے گا، ان کی توبہ ہوجائے گی اور جن گناہوں سے توبہ نہیں کرے گا، ان کی توبہ نہیں ہوگی، ہاں! اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو بھی معاف کردیں تو ان کی رحمت ہے اور ان کی رحمت ان کے غضب سے بڑھی ہوئی ہے، بہر حال! تاہم تمام گناہوں سے سچی توبہ کرنی چاہئے۔

اِستغفار کے معنیٰ

عربی زبان میں ''اِستغفار'' کے معنیٰ آتے ہیں مغفرت مانگنا اور بخشش طلب کرنا، جب کسی بندہ سے کوئی گناہ ہوتا ہے یا کوئی نافرمانی ہوتی ہے تو وہ اپنے دل میں اس پر نادم اور شرمندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگتا ہے، تاکہ اس کے برے انجام سے بچ سکے، اس کو استغفار کہتے ہیں اور یہی استغفار کی حقیقت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار دونوں ساتھ ساتھ ہیں، دونوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوسکتے ہیں۔

ہر کوتاہی پر استغفار کرنا چاہئے

استغفار جس طرح گناہوں سے ہوتا ہے، اسی طرح غفلتوں، کوتاہیوں، کمزوریوں اور خامیوں سے بھی ہوتا ہے، مثلاً عبادات کے انجام دینے میں طرح طرح کی کوتاہیاں ہوگئیں، سستی اور لاپرواہی سے ان کو انجام دیا، سنت کے مطابق ادا نہ کیا، اختیاری توجہ سے ادائیگی نہ کی یا دِکھاوا اور رِیاکاری ہوگئی تو ان سب سے بھی استغفار کیا جاتا ہے، جیسے گناہوں سے بچنے میں جو محنت اور کوشش درکار تھی، وہ نہ کی، یا جو اَن گنت نعمتیں حق تعالیٰ نے بے حساب عطا فرمارکھی ہیں، ان کا صحیح استعمال نہیں کیا یا ان کا پورا شکر ادا نہ کیا، یا جہاں صبر کرنے کا

موقع تھا بے صبری ہوگئی یا صبر میں کمی کوتاہی ہوگئی یا کم از کم یہ بات تو یقینی ہے کہ کوئی شخص خواہ کیسی ہی عمدہ نیکی کرلے اور کتنی ہی اچھی عبادت کرلے، لیکن ہرگز وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور ہرگز اس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو اس سے بھی استغفار کی ضرورت ہے۔ بہر حال ماضی کی کوتاہیاں ہوں یا حال کی، عبادات کے اندر ہوں یا دوسرے نیک کاموں میں یا گناہوں سے بچنے میں، ہر حال میں ان سب سے استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔

کثرتِ استغفار

توبہ واستغفار جس طرح گناہوں سے ہوتا ہے اسی طرح اللہ جل شانہ کا حقِ عبادت ادا نہ ہوسکنے پر بھی ہوتا ہے، چنانچہ اللہ پاک کے خاص اور نیک بندے یہاں تک کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام جو گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، اُن کا یہ حال ہوتا ہے کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا نہ ہوسکا، اس لئے وہ برابر توبہ واستغفار کرتے ہیں، چنانچہ فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ تین مرتبہ کہتے تھے:۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ،اَسْتَغْفِرُ الله،اَسْتَغْفِرُ الله

اے اللہ میں آپ سے بخشش اور معافی چاہتا ہوں۔ (مسلم شریف)

ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

(بخاری)

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو! میں خود دن میں سو سو دفعہ اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

ان احادیث میں سو دفعہ اور ستر مرتبہ سے خاص یہ تعداد مراد نہیں ہے، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ حضور ﷺ توبہ واستغفار کثرت سے کرتے تھے، چنانچہ حضورِ اقدس ﷺ کے توبہ واستغفار کی تعداد مذکورہ مقدار سے یقیناً زیادہ ہوتی تھی، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ہم لوگ رسولِ اکرم ﷺ کی ایک ایک نشست میں آپ کے

سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے توبہ واستغفار شمار کرلیا کرتے تھے کہ:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

یعنی اے میرے رب مجھے معاف کردیجئے اور میری توبہ قبول فرمایئے مجھ پر عنایت فرمایئے بیشک آپ بہت ہی عنایت فرمانے والے اور بہت ہی بخشنے والے ہیں۔ [1]

توبہ واستغفار کے کلمات

توبہ واستغفار ہر زبان میں کرسکتے ہیں، ہر زبان میں توبہ ہوجاتی ہے اور استغفار ہوجاتا ہے، عربی زبان میں اس کے لئے مختلف الفاظ ہیں، احادیث طیبہ سے بھی توبہ واستغفار کے متعدد کلمات ثابت ہیں، سب سے چھوٹا کلمہ "اَستَغفِرُ اللّٰہ" ہے (مسلم) (یعنی اے اللہ! میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں) اور "اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِیْ" ہے (مسلم) (یعنی (اے اللہ! مجھے بخش دیجئے) اور "رَبِّ اغْفِرلِیْ" ہے۔ (یعنی اے میرے رب مجھے معاف کردیجئے)۔ (ترمذی)

توبہ اور استغفار کے فضائل

بے شمار گناہوں کی معافی

أَسْتَغْفِرُ اللہ الَّذِی لَا إِلٰہ إِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّومُ وَأَتُوبُ إِلَیْہِ

ترجمہ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور ساری مخلوق کو قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (ترمذی)

مذکورہ کلمات کے ذریعہ توبہ واستغفار کرنے کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:۔

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جس بندہ نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخشا جائے گا، اگرچہ اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔ (ترمذی)

---

[1] أخرجه الترمذی فی سننه (٥/ ٤٣٣) و قال: هذا حديث حسن صحيح غريب.

دوسری حدیث میں ہے:۔
رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر (آرام کرنے کے لئے) آئے اور ان کلمات کے ساتھ توبہ واستغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں، مقامِ عالج کے ریت کے ذروں کے برابر ہوں اور اگرچہ دنیا کے لیل ونہار کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

تیسری حدیث میں ہے:۔
سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ان کلمات کے ذریعہ توبہ واستغفار کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے (یعنی پاک ہوجاتا ہے) جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ (طبرانی)

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ بھی معاف

رَبِّ اغْفِرْ لِی، وَتُبْ عَلَیَّ، إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیمُ

ترجمہ

اے میرے رب مجھے بخش دیجئے اور میری توبہ قبول فرما کر مجھ پر عنایت فرمایئے! بے شک آپ بہت ہی کرم فرما اور بہت ہی بخشنے والے ہیں۔ (ترمذی)

أَسْتَغْفِرُ اللہ الَّذِی لَا إِلٰه إِلَّا هوَ الحَیَّ القَیُّومَ وَأَتُوبُ إِلیه

ترجمہ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جو عظیم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور ساری مخلوق کو قائم رکھنے والا ہے اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ (ابن السنی)

ان الفاظ کے ذریعہ توبہ واستغفار کرنے کی احادیث میں جو خاص فضیلت آئی ہے وہ یہ ہے:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے فجر کے بعد اور عصر کے بعد تین تین بار ان کلمات کے ذریعہ توبہ واستغفار کیا تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ابن السنی)

سَیِّدُ الاِسْتِغْفَارِ

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ

اے اللہ! آپ ہی میرے رب (اور مالک) ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا، اور میں آپ کا بندہ ہوں، جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا، میں آپ سے کئے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق پر قائم رہوں گا، میں اپنے عمل کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے (اے میرے اللہ!) آپ مجھے معاف کر دیجئے اور میرے گناہ بخش دیجئے، کیونکہ آپ کے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

(ف) حدیث میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:۔
جو شخص صبح کے وقت صدقِ واخلاص کے ساتھ سیّدُ الاستغفار کے مذکورہ کلمات کہے اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے تو بلاشبہ وہ جنتی ہے اور جو شخص شام کے وقت پڑھ لے اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات اس کا انتقال ہو جائے تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح بخاری)

اس لئے صبح و شام ایک ایک مرتبہ سیّدُ الاستغفار پڑھنے کا معمول بنالینا چاہئے۔

گناہوں کی معافی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ گار بندہ، اس بندے کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

(ف) معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے گناہ بالکل معاف ہو جاتا ہے۔

کثرتِ استغفار کا فائدہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) اگر وہ دن میں ستر دفعہ بھی وہی گناہ کرے تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ (سنن ابی داود)

(ف) معلوم ہوا کہ گناہ سے بار بار توبہ کرنا بلاشبہ مفید ہے۔

ہر پریشانی سے نجات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بندہ استغفار کو لازم کر لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ہر مشکل اور تنگی سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنادیں گے اور اُس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرمائیں گے، اور اس کو اُن طریقوں سے رزق دیں گے جن کا اس کو خیال وگمان بھی نہ ہوگا۔ (سنن ابی داوٗد)

(ف) استغفار کا معمول بنانا ہر مشکل، تنگی اور فکر و پریشانی سے نجات کا ذریعہ ہے، اور بآسانی روزی ملنے کا باعث ہے۔

دو اَمانیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امانیں مجھ پر نازل فرمائی ہیں۔

(سورۂ انفال میں ارشاد فرمایا گیا):

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝۳۳ [1]

ترجمہ

"اور (اے پیغمبر!) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے کہ آپ اُن کے درمیان موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ انہیں (اس وقت بھی) عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں اور معافی ومغفرت مانگتے ہوں۔"

---

[1] الأنفال: ۳۳

(آپ ﷺ نے فرمایا) پھر جب میں (دنیا سے) گذر جاؤں گا تو قیامت تک کے لئے تمہارے درمیان استغفار کو (بطورِ امان) چھوڑ جاؤں گا۔ (جامع الترمذی)

(ف) معلوم ہوا کہ استغفار کا معمول جاری رکھنا عذابِ الٰہی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

حق تعالیٰ کا خوش ہونا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے:

> خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو (دورانِ سفر) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامانِ حیات سے خالی اور اسبابِ ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس سواری کی اونٹنی ہو اُسی پر اُس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام کے لئے) سر رکھ کر لیٹ جائے، پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے، پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو، یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے کہ) میں اُسی جگہ جاکر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ موت آجائے، پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کے لئے لیٹ جائے، پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے تو جتنا یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے خوش ہوگا، خدا کی قسم! مؤمن بندے کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(ف) واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے توبہ واستغفار کی کثرت کرنی چاہیے۔

بہترین تحفہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ وپکار کر رہا ہو، وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست اور آشنا کی

طرف سے دعائے رحمت ومغفرت کا تحفہ پہونچے، جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا ومافیہا سے زیادہ عزیز اور محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے اور مردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ اُن کے لئے دعاءِ مغفرت ہے۔ (شعب الایمان للبیهقی)

(ف) لہٰذا استغفار کرنا زندوں کے لئے آسان ہے اور مرحومین کے لئے عظیم تحفہ ہے چنانچہ زندوں کو اس عظیم تحفہ سے مرنے والوں کو محروم نہیں کرنا چاہئے اور اپنے مرحومین کو اس تحفہ سے نوازتے رہنا چاہئے۔

نیکیوں میں اضافہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لئے ہر مومن اور ہر مومنہ عورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔ (معجم کبیر للطبرانی)

(ف) لہٰذا عام مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے استغفار کر کے خوب نیکیاں کمانی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ:

میں نے ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور تم سے اب تک چھپائی تھی (اب جب کہ میرا آخری وقت ہے وہ میں تم کو بتاتا ہوں اور وہ امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: اگر بالفرض تم سب (ملائکہ کی طرح) بے گناہ ہوجاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اور مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ سرزد ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا (اور اس طرح اُس کی شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا) (صحیح مسلم)

(ف) اس حدیث کا مطلب گناہ کرنے کی ترغیب دینا نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ توبہ واستغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کے ظاہر ہونے کا محل بنتا ہے، لہٰذا اس عمل کو جاری رکھنا چاہئے۔

بے انتہا بخشش

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ تمہارے گناہوں سے آسمان اور زمین بھر جائیں اور پھر تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری مغفرت فرمادیں گے۔ (مسند احمد)

(ف) واضح ہوا کہ بندوں کے گناہ محدود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت لامحدود ہے، لہٰذا اپنے گناہوں کی مغفرت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

توبہ کا انتظار

حضرت اُمّ علقمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب کوئی مسلمان بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ فرشتہ جو اس گناہ کو لکھنے پر مقرر ہے، وہ تین گھڑی ٹھہر جاتا ہے (اور گناہ کو نہیں لکھتا) اگر بندہ نے ان ساعتوں میں سے کسی ساعت میں اس گناہ سے معافی مانگ لی تو اللہ تعالیٰ اس گناہ کی اس فرشتہ کو بھی اطلاع نہیں کرتے اور قیامت کے روز اس بندہ کو اس گناہ پر عذاب بھی نہ ہوگا۔ (مستدرک حاکم)

(ف) لہٰذا توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔

توبہ پر مغفرت کا وعدہ

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ! آپ کی عزت اور جلال کی قسم میں آدم رضی اللہ عنہ کی اولاد کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ ان کے جسموں میں جان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے بھی میری عزت اور جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے میں بھی معاف کرتا رہوں گا۔ (مسند ابو یعلیٰ)

(ف) معلوم ہوا کہ توبہ استغفار مرتے دم تک کرتے رہنا چاہئے۔

توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا حرام ہے

یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ جس طرح توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا حرام ہے، اسی طرح یہ سمجھ کر توبہ میں دیر لگانا کہ چونکہ مجھ سے پکی توبہ نہیں ہوتی، اس لئے ابھی گناہ کرتا رہوں، پھر بڑھاپے میں توبہ کرلوں گا، یہ بھی اپنے نفس پر بہت بڑا ظلم ہے، نفس اپنے مزہ کے لئے اور شیطان اپنی دشمنی کی وجہ سے توبہ کرنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آئندہ توبہ کرلینا، ان دونوں دشمنوں کی بات کبھی نہ مانے اور آئندہ کا کیا پتہ ہے کہ کتنی زندگی ہے؟ موت کب آجائے؟ بے توبہ مرگیا تو عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا، یہاں کے معمولی مزے کو نہ دیکھے، نفس کو آخرت کا عذاب یاد دلائے اور وہاں کی آگ اور دوسرے عذابوں کا یقین دلائے اور جلد سے جلد توبہ کرے۔

توبہ بہر صورت پکی ہو، ہاں! بالفرض! اگر پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کرلے اور اس مرتبہ بھی پکی ہی توبہ ہو، اگر چند بار ایسا ہوا تو اِن شاء اللہ تعالیٰ گناہ بالکل ہی چھوٹ جائیں گے۔

یاد رکھیں! سچی توبہ میں بلاشبہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرنا شامل اور ضروری ہے، اس لئے سابقہ چالیس بڑے گناہوں کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کوتاہیوں سے توبہ اور ان کی معافی وتلافی کی ضروری تفصیل لکھی جاتی ہے، اس کو بار بار پڑھیں اور اپنی توبہ مکمل کریں!

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی

جو چیزیں حقوق اللہ یا حقوق العباد میں سے اپنے ذمہ لازم ہوں اُن کی تلافی کرنا توبہ کا ایک اہم حصہ ہے، بہت سے لوگ توبہ کرلیتے ہیں، لیکن اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، حالانکہ اسکے بغیر توبہ، حقیقی توبہ نہیں ہوتی، حقوق ادا نہ کرنا اور صرف زبانی توبہ کرکے مطمئن ہوجانا اپنے نفس پر ظلم ہے اور آخرت کے حساب سے نڈر ہونا ہے، لہٰذا حقوق کی تلافی کی کچھ تفصیل اور طریق کار ہم ذیل میں لکھتے ہیں!

حقوق اللہ کی ادائیگی

حقوق اللہ کی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض جیسے نماز

اور روزہ وغیرہ کو ترک کیا ہو اور جن واجبات کو چھوڑا ہو جیسے وتر کی نماز اور قربانی وغیرہ، ان کی ادائیگی کی جائے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ سب کی ادائیگی کرنا لازم ہے۔

قضا نمازیں

زندگی میں جو نمازیں قصداً یا سہواً چھوٹ گئی ہوں یا مرض اور سفر وغیرہ میں رہ گئی ہوں (حالانکہ نماز کسی بھی حال میں چھوڑنا سخت گناہ ہے) ان سب کو اہتمام سے ادا کرنا لازم ہے اور اُن کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ یوں حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی؟ ان نمازوں کا اس قدر اندازہ لگائے کہ دل گواہی دیدے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوں گی، پھر ان سب نمازوں کی قضا پڑھے، عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ حرم شریف، یا جمعۃ الوداع یا کسی اور دن یا رات میں قضائے عمری کے نام سے دو رکعت پڑھنے سے سب چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں، بالکل غلط ہے۔

قضا نمازوں کا وقت

قضا نمازوں کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، بس! یہ دیکھ لے کہ سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو، سورج نکل کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے، جس کا اندازہ سورج نکلنے سے کم از کم دس منٹ ہے، تو قضا نمازیں اور نوافل سب پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور نمازِ فجر کے بعد اور نمازِ عصر کے بعد بھی قضا پڑھنا درست ہے، البتہ سورج غروب ہونے سے پہلے جب آفتاب میں زردی آجائے اُس وقت قضا نہ پڑھے۔

ہر ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور تین رکعت نمازِ وتر یعنی کل بیس رکعت بطورِ قضا پڑھ لے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ لمبے سفر میں (جو کم از کم اَڑتالیس میل کا ہو) جو چار رکعت والی نمازیں قضا ہوئیں ہوں، اُن کی قضا دو ہی رکعت ہے، جیسا کہ سفر میں دو ہی رکعت واجب تھیں، اگرچہ گھر میں ادا کر رہا ہو۔

جتنی نمازیں قضا ہوں ان کو ادا کریں

یہ بھی سمجھ لیں کہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں قضا ہوئی ہوں، تعداد میں سب برابر ہوں، کیونکہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے بھی رہتے ہیں، چھوڑتے بھی رہتے ہیں، بہت سے لوگ سفر

میں نماز نہیں پڑھتے، عام حالات میں پڑھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ مرض میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں، کچھ لوگوں کی فجر کی نماز زیادہ قضا ہوجاتی ہے، کچھ لوگ عصر کی نمازیں زیادہ قضا کردیتے ہیں، پس جو نماز جس قدر قضا ہوئی ہو، اس کا زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے۔

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ ظہر کی قضا نماز ظہر ہی میں پڑھی جائے، یہ درست نہیں ہے، جس وقت کی جس وقت چاہیں، ادا کرسکتے ہیں اور ایک دن میں کئی کئی دن کی نمازیں بھی ادا ہوسکتی ہیں، اگر قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہوجائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی، جونسی نماز پہلے پڑھ لی جائے درست ہوجائے گی، مثلاً اگر عصر کی نماز پہلے پڑھ لی اور ظہر کی بعد میں پڑھی تو اس طرح بھی ادائیگی ہوجائے گی۔

بجائے نفلوں کے قضا نمازیں پڑھیں

بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضا نمازیں اُن کے ذمہ ہیں، اُن کو ادا نہیں کرتے، یہ بہت بڑی بھول ہے اور غلطی ہے، نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضا نمازیں ہی پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی قضا نمازوں کے لئے وقت نکالیں، اگر پوری قضا نمازوں کو ادا کئے بغیر موت آگئی تو مؤاخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

قضا نمازوں کی نیّت

جب نمازوں کی تعداد کا بہت احتیاط کے ساتھ اندازہ لگالیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں ہے اور دن تاریخ یاد نہیں، اس لئے حضرات فقہائے کرامؒ نے آسانی کے لئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز پڑھنے لگے تو یوں نیّت کرلیا کرے کہ میرے ذمّہ (مثلاً) ظہر کی جو سب سے پہلی نماز فرض ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کرتا ہوں، جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کرلیا کرے اور دیگر نمازوں میں بھی اسی طرح نیت کرے، ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی، کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ظہر کی ایک ہزار نمازیں قضا تھیں تو ہزارویں نماز (ابتدا کی جانب) سب سے پہلی نماز تھی اور اس کو پڑھنے کے بعد اُس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی اور جب تیسری بھی پڑھ لی جائے گی تو اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی، اس کو خوب سمجھ لو!

زکوٰۃ کی ادائیگی

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کریں کہ مجھ پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہوئی ہے تو ہر سال پوری ادا ہوئی ہے یا نہیں؟ جتنے سال کی زکوٰۃ بالکل ہی نہ دی ہو یا کچھ دی ہو اور کچھ نہ دی ہو اُن سب کا اس طرح اندازہ لگائے کہ دل گواہی دیدے کہ اس سے زیادہ مالِ زکوٰۃ کی ادائیگی مجھ پر واجب نہیں ہے، پھر اسی قدر مالِ زکوٰۃ مستحقینِ زکوٰۃ کو دیدے، خواہ ایک ہی دن میں دیدے، خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیدے، اگر قدرت میں ہو تو جلد سے جلد سب کی ادائیگی کر دے، ورنہ جس قدر ممکن ہو ادا کرتا رہے، اور پختہ نیت رکھے کہ پوری ادائیگی ضرور کر دوں گا، اور جب بھی مال میسر آجائے، ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور دیر نہ لگائے۔

صدقۂ فطر بھی واجب ہے اور جو کوئی نذر مان لے، وہ بھی واجب ہو جاتی ہے، ان میں سے جس کی بھی ادائیگی نہ کی ہو اس کی ادائیگی کرے، قربانی بھی واجب ہے،
اگر نہ کی ہو تو ایک قربانی کے بدلہ ایک درمیانی درجہ کے بکرے یا بکری کی قیمت صدقہ کرے۔

واضح رہے کہ گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اس کا پورا کرنا بھی گناہ ہے، اگر ایسا کوئی واقعہ ہو تو علماء سے اُس کا حکم معلوم کریں۔

روزوں کی قضا

اسی طرح روزوں کا حساب کرے کہ بالغ ہونے کے بعد سے فرض روزے جو چھوڑے ہیں یا سفر یا مرض کی وجہ سے چھوٹے ہیں، ان سب روزوں کا حساب کر کے سب کی قضا رکھے، عورتوں کے ساتھ ہر مہینے والی قدرتی مجبوری لگی ہوئی ہے، اس مجبوری کے زمانہ کو عام طور پر ''ماہواری کے دن'' کہتے ہیں، ان دنوں میں شرعاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، شریعت نے ان دنوں کی نمازیں بالکل ہی معاف کر دی ہیں، لیکن ان دنوں میں فرض روزے جو چھوڑ دیئے جاتے ہیں، بعد میں اُن کی قضا رکھنا فرض ہے، لیکن بہت سی عورتیں اس میں کمزوری دکھاتی ہیں اور بعد میں مذکورہ روزوں کی قضاء نہیں رکھتیں، جس کی وجہ سے بہت سی عورتوں پر کئی کئی سال کے روزوں کی قضا لازم ہو جاتی ہے، خوب صحیح اندازہ کر کے جس سے یقین ہو جائے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے روزے ہوں گے، ان سب کی قضا رکھ لیں، بالغ

ہونے کے بعد سے اب تک جتنے بھی روزے فرض خواہ کسی بھی وجہ سے رہ گئے ہوں، سب کی قضا رکھے، مرد ہو یا عورت سب کو اس کی ادائیگی لازم ہے۔

حجِ بیت اللہ کی ادائیگی

حج بھی بہت سے مردوں اور عورتوں پر فرض ہو جاتا ہے، لیکن حج نہیں کرتے، جن پر حج فرض ہو یا پہلے کبھی ہو چکا تھا اور مال کو دوسرے کاموں میں لگا دیا وہ حج کرنے کی فکر کریں، جس طرح سے ممکن ہو اس فریضے کا بوجھ اپنے ذمہ سے ساقط کر دیں۔

اگر کسی پر حج فرض ہوا اور اس نے حج نہیں کیا اور اتنی زیادہ عمر ہو گئی کہ سخت مرض یا بہت زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے حج کے سفر سے عاجز ہو اور موت تک سفر کے قابل ہونے کی اُمید نہ ہو تو ایسا شخص کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حجِ بدل کرا دے۔

اگر زندگی میں نہ کرا سکے تو وارثوں کو وصیت کر دے کہ اس کے مال سے حج کرائیں، لیکن اُصولِ شریعت کے مطابق وصیّت مرنے والے کے صرف ایک تہائی مال میں جاری ہو سکتی ہے، ہاں اگر بالغ ورثاء اپنے حصہ میں سے بخوشی مزید دینا گوارا کریں تو ان کو اختیار ہے۔

حقوق العباد کی تفصیل اور اُن کی ادائیگی کا اہتمام

توبہ کے لوازِم میں سے یہ بھی ہے کہ حقوق العباد کی تلافی کرے اور حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں ان سب کی ادائیگی کرے اور یہ حقوق دو قسم کے ہیں:۔

(۱) ... اوّل مالی حقوق

(۲) ... دوسرے آبرو کے حقوق

مالی حقوق کی تلافی

مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مال ناحق قبضہ میں آ گیا ہو اُسے پتہ ہو یا نہ ہو وہ سب واپس کر دیں، مثلاً کسی کا مال چرایا ہو، ڈاکہ ڈالا ہو یا قرض لے کر مار لیا ہو (قرض دینے والے کو یاد ہو یا نہ ہو) یا کسی سے رشوت لی ہو یا کسی کے مال میں خیانت کی

ہو یا کسی کی کوئی چیز مذاق میں لے کر رکھ لی ہو (جبکہ وہ اُس کو دینے پر اپنے نفس کی خوشی سے راضی نہ ہو) یا کسی سے سود لیا ہو تو اس طرح کے سب اموال واپس کر دے، واپس کرنے کے لئے یہ بتانا ضروری نہیں کہ میں نے آپ کی خیانت کی تھی، ہدیہ کے نام سے دینے سے بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

آبرو کے حقوق کی تلافی

آبرو کی حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق مارا ہو یا کسی کی غیبت سنی ہو، گالی دی ہو، تہمت لگائی ہو، یا کسی بھی طرح سے کوئی جسمانی یا روحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اُس سے معافی مانگ لے، اگر وہ دور ہو تو اس کو عذر نہ سمجھے، بلکہ خود جا کر یا خط بھیج کر معافی طلب کرے اور جس طرح ممکن ہو اُس سے معافی مانگ کر اُس کو راضی کرے، اگر ناحق مار پیٹ کا بدلہ مار پیٹ کے ذریعہ دینا پڑے تو اُسے بھی گوارا کرے، البتہ غیبت کے بارے میں اکابر نے یہ لکھا ہے کہ اگر اُس کو غیبت کی اطلاع پہنچ چکی ہو تو اُس سے معافی مانگے، ورنہ اُس کے لئے بہت زیادہ مغفرت کی دعا کرے، جس سے یقین ہو جائے کہ جتنی غیبت کی تھی یا غیبت سنی تھی، اُس کے بدلہ اُس کے لئے اتنی دعا ہو چکی ہے کہ اس دعا کے دیکھتے ہوئے وہ ضرور خوش ہو جائے گا اور غیبت کو معاف کر دے گا تو یہ بھی کافی ہے۔

حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے

یہ بات دل میں بٹھا لینا چاہئے کہ حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے، اور یہ بھی سمجھ لیں کہ نابالغی میں نماز روزہ فرض نہیں ہے، لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں، اگر کسی لڑکے یا لڑکی نے کسی کا مالی نقصان کر دیا تو وارث پر لازم ہے کہ بحیثیتِ ولی خود لڑکے لڑکی کے مال سے اس کی تلافی کرے، اگرچہ صاحبِ حق کو معلوم بھی نہ ہو، اگر ولی نے ادائیگی نہیں کی تو بالغ ہو کر خود ادا کریں یا معافی مانگیں، اس کے بغیر تلافی نہ ہوگی۔

حرام خوری

بہت سے لوگ ظاہری دینداری بھی اختیار کر لیتے ہیں، زبانی توبہ بھی کرتے رہتے ہیں، لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حرام کمائی سے باز نہیں آتے اور لوگوں کی غیبت کو ماں کا دودھ سمجھتے

ہیں، اور ذرا بھی دل میں احساس نہیں ہوتا کہ ہم غیبتیں کر رہے ہیں، پس اب دینداری کُرتہ، ٹوپی اور ڈاڑھی اور نماز پڑھنے کی حد تک رہ گئی ہے، صرف زبانی توبہ کرنا اور گناہ نہ چھوڑنا اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی تلافی نہ کرنا، یہ کوئی توبہ نہیں، جو لوگ رشوت لیتے ہیں یا سود لیتے ہیں یا کاروبار میں فریب دے کر ناجائز طور پر پیسہ کھینچ لیتے ہیں، ایسے لوگوں کا معاملہ بہت کٹھن ہے، کس کس کے حق کی تلافی کرنا ہے، اس کو یاد رکھنا اور تلافی کرنا اور حقوق والوں کو تلاش کر کے پہنچانا پہاڑ کھودنے سے بھی زیادہ سخت ہے، لیکن جن کے دل میں آخرت کی فکر اچھی طرح جاگزیں ہوجائے، ان کے لئے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں، وہ بہرحال حقوق والوں کے حقوق کسی نہ کسی طرح پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

ایک تحصیلدار کی توبہ اور تلافی

ہمارے ایک اُستاد ایک تحصیلدار کا قصہ سناتے تھے کہ جب وہ حضرت حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سُدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگیِ حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانۂ تعیناتی میں جو رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا، عموماً متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں تحصیلداری پر مامور رہے تھے اور جن لوگوں سے رشوتیں لیں تھیں، ان میں زیادہ تر سِکھ قوم کے لوگ تھے، انہوں نے تحصیلوں میں جا کر مقدمات کی فائلیں نکلوائیں اور ان کے ذریعے مقدمات لانے والوں کے پتے لئے، پھر گاؤں گاؤں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی۔

ان تحصیلدار صاحب سے ہمارے اُستاد موصوف کی خود ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ اُن کو خود سنایا تھا۔

حکیم الاُمتؒ کے ادائے حقوق کا اہتمام

حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرُّہ نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ حضرت حکیم الاُمت قدس سرُّہ کے والد کی دو بیویاں تھیں، اپنے والد کی وفات کے بعد انہیں خیال آیا کہ ان بیویوں کے مہر ادا نہیں ہوئے تھے، دونوں بیویاں بھی وفات پا چکی تھیں، حضرت حکیم الاُمت قدس سرُّہ نے ان کے رشتہ داروں کا پتہ چلایا اور ان میں سے جس جس کو میراث پہنچتی

تھی، سب کو ان کا حق پہنچایا، ان میں جو وفات پا گئے تھے ان کی اولاد کو تلاش کیا اور حق دیا، ان میں سے ایک بیوی کاندھلہ کی تھیں، اُن کے کسی عزیز کے حساب میں دو پیسے نکلتے تھے، حضرت والا نے مجھے (یعنی حضرت شیخ کو) وکیل بنایا تاکہ ان کا حق پہنچاؤں۔

حکیم الاُمت کے دو واقعے

حضرت حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور واقعہ یاد آ گیا، وہ سفر میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ساتھ میں سامان بھی تھا، آپ نے ریل کا ٹکٹ تو خرید لیا، لیکن اسٹیشن اسٹاف سے کہا یہ سامان بھی میرے ساتھ ہے، اس کو تول دو، انہوں نے کہا لے جایئے، فکر نہ کیجئے، فرمایا: تم تو چھوڑ دو گے، آگے کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا: آگے جہاں تم کو ٹھہرنا ہوگا، ہمارا یہ ٹکٹ چیکر آپ کو گیٹ سے نکال دے گا، فرمایا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ کہنے لگے: اس کے بعد اور کیا ہے؟ فرمایا! اس کے بعد آخرت ہے، اس خیانت کی گرفت سے وہاں کون چھڑائے گا؟ وہاں کے گیٹ سے کون پار کرائے گا؟

حضرت حکیم الاُمت کا ایک قصہ اور یاد آیا ایک مرتبہ کسی اسٹیشن پر رات کو (غالباً گاڑی کے انتظار میں ٹھہرنا پڑ گیا) اسٹیشن ماسٹر نے جس کمرے میں ٹھہرنے کو کہا، اس میں اندھیرا تھا، اندھیرے سے وحشت ہوئی، جی چاہا کہ روشنی ہو، لیکن یہ خطرہ ہوا کہ یہ شخص ناجائز طور پر ریلوے کا لالٹین نہ لے آئے، خطرہ گزرا ہی تھا کہ اس نے ملازم سے کہا کہ بھئی! ان کے لئے ہمارے گھر سے لالٹین جلاؤ، بات یہ ہے کہ جب فکر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہوتی ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ممکن ہے بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اُنہوں نے حقوق تو مار لئے اور جو ہونا تھا، ہو چکا، اب ان کے پاس پیسے نہیں، لہٰذا حقوق کس طرح ادا کریں؟ اور بہت سے لوگوں کے پاس پیسے تو ہیں، لیکن اصحابِ حقوق یاد نہیں اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے، ان کو پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں، اب یہ لوگ کیا کریں؟

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اس کا حل بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جو اصحابِ حقوق معلوم ہیں، اُن سے جا کر یا بذریعہ خطوط معافی مانگیں اور اُن

کو بالکل خوش کر دیں کہ جس سے اندازہ ہو جائے کہ انہوں نے حقوق معاف کر دیئے، اگر وہ معاف نہ کریں تو اُن سے مہلت لے لیں اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی میں سے بچا کر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے اُن میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی اولاد کو ہی باقی ماندہ حق پہنچا دیں۔

اہلِ حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن اُن کا پتہ معلوم نہ ہو تو ان کی طرف سے ان کے حقوق کے بقدر مسکینوں کو صدقہ دیدیں، جب تک ادائیگی نہ ہو، صدقہ کرتے رہیں، اور تمام حقوق والوں کے لئے خواہ مالی حقوق ہوں اور خواہ آبرو کے حقوق ہوں، بہرحال! دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کریں۔

آخرت میں حقوق العباد کا حساب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو، مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں، جس کے پاس درہم [1] نہ ہو اور مال نہ ہو، یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری اُمت کا (حقیقی) مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اُس نے نمازیں پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے، زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدانِ حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا (اور چونکہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا) اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اُس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی، سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، کچھ اس کی نیکیاں اس حقدار کو دی جائیں گی اور کچھ اس حقدار کو دیدی جائیں گی، پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حق داروں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کسی

---

[1] درہم اس زمانہ میں ایک سکّہ تھا، جو چاندی کا ہوتا تھا، اس کا وزن پاؤ تولہ یعنی تقریباً تین گرام یا تین ماشہ کے قریب تھا۔

بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر) اس دن سے پہلے حلال کرالیوے، جس روز نہ دینار ہوگا، نہ درہم ہوگا (پھر فرمایا کہ) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدرِ ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر کر دی جائیں گی۔

(بخاری شریف)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ، کوڑی دبالینا ہی ظلم نہیں ہے، بلکہ گالی دینا، تہمت لگانا، بے جا مارنا، بے آبروئی کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں مگر ان باتوں سے ذرا نہیں بچتے، یہ یاد رکھو کہ خدا اپنے حقوق کو توبہ و استغفار سے معاف فرما دیتا ہے، مگر بندوں کے حقوق جب ہی معاف ہوں گے جبکہ ان کو ادا کر دے یا اس سے معافی مانگ لے۔

یہ بھی واضح رہے کہ معافی وہ معتبر ہے جو معاف کرنے والا بالکل اپنے نفس کی خوشی سے معاف کر دے، دل کے اُوپر اُوپر کی معافی جو مروّت میں کر دی جائے، یا یہ سمجھتے ہوئے کوئی شخص معاف کر دے کہ ان کو دینا تو ہے ہی نہیں، چلو! ظاہری طور پر معاف ہی کر دیں، تا کہ تعلقات خراب نہ ہوں، تو ایسی معافی کا کچھ اعتبار نہیں۔

احقر سے دہلی کے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میرے ذمّہ بعض عزیزوں کا قرضہ تھا، وہ انہوں نے معاف کر دیا، تو کیا معاف ہوگیا؟ میں نے کہا: جب انہوں نے معاف کر دیا تو آپ کے دل میں تردّد کیوں ہے؟ آپ کے دل میں تردّد کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے خوشی سے معاف نہیں کیا۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ معاف کرنے کے بعد انہوں نے کسی سے اس بات کی شکایت تو نہیں کی کہ ہمارے پیسے فلاں شخص نے دبالئے؟ کہنے لگے: ہاں! ایسا تو ہوا ہے، میں نے کہا: معاف کر دینے کے بعد شکایت کیوں کی؟ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یوں ہی اُوپر اُوپر سے معافی کے الفاظ کہہ دیئے تھے، نفس کی خوشی سے معاف نہیں کیا، اور اس طرح کی معافی معتبر نہیں ہے، لہٰذا آپ ان کا قرضہ ادا کرنے کے لئے فکر کریں۔

حق العباد کے بارے میں چند تنبیہات

(۱)... جس کسی نے اپنا مال تھوڑا ہو یا بہت، خواہ کسی بھی جنس سے ہو، کسی کے پاس حفاظت کے لئے رکھدیا، یہ مال اس کے پاس امانت ہے، اسے خوب اچھی طرح حفاظت سے رکھے اور امانت رکھنے والا جب مانگے تو دے دے، اگر دینے سے انکار کردیا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان لازم ہوگا۔

(۲)... امانت کی چیز اگر خرچ کرلے یا ہلاک کردے تب بھی ضمان لازم ہوگا۔

(۳)... اگر کسی شخص نے کسی سے "عاریۃً" (مانگے کے طور پر) کوئی چیز لی، پھر ہلاک کردی تو اس کا بھی ضمان لازم ہوگا۔

(۴)... اگر کوئی مہمان یا گاہک گھر یا دوکان پر اپنی کوئی چیز بھول جائے تو وہ امانت ہے، اس کا خرچ کرلینا جائز نہیں، صاحبِ مال کے آنے کا انتظار کرے اور آنے جانے والوں سے تلاش بھی کروائے اور پتہ چلوائے کہ یہ شخص کہاں ہے؟ جب نا اُمیدی ہوجائے تو اس کی طرف سے صدقہ کرے، لیکن اگر وہ کبھی آ گیا اور صدقہ پر راضی نہ ہوا تو اس کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگا اور صدقہ اپنی طرف سے ہوجائے گا۔

(۵)... اگر کوئی شخص کوئی گری پڑی چیز کہیں پالے تو مالک کو پہنچانے کی نیت سے اُٹھا سکتا ہے اور اگر ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اُٹھانا واجب ہے، اُٹھا لینے کے بعد اعلان کرے کہ کسی کی کوئی چیز گری پڑی ہو تو لے لے، جس جگہ چیز ملی ہے اس کے قریب جو آبادیاں ہوں، ان میں اعلان کرے اور اتنا عرصہ اعلان کرے کہ یقین ہوجائے کہ اب مالک نہیں آئے گا، اس کے بعد مالک کی طرف سے مستحقینِ زکوٰۃ کو صدقہ کردے، اگر خود صاحب نصاب نہیں تو اپنے اُوپر بھی خرچ کرسکتا ہے، لیکن ہر صورت میں اگر صاحبِ مال آگیا تو مال کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والے کو مل جائے گا۔

جب کوئی چیز اُٹھائے تو بہتر ہے کہ گواہ بنالے کہ حفاظت کرنے کے لئے اور مالک تک پہنچانے کے لئے اُٹھا رہا ہوں، اگر اس جگہ گواہ نہ ملیں تو آبادی میں پہنچ کر گواہ بنالے کہ یہ چیز میں مالک تک پہنچانے کے لئے اُٹھا لایا ہوں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ چوری کرنے یا غصب کرنے کی تہمت نہ رکھیں گے، اگر کوئی ایسی چیز پڑی ملی یا کوئی شخص دوکان یا گھر پر

چھوڑ کر چلا گیا جو زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکتی، جب خراب ہونے لگے تو اس کو صدقہ کردے، زیادہ دیر انتظار کی ضرورت نہیں۔

(۶)... اگر کوئی شخص قرض دیکر بھول جائے یا لحاظ کی وجہ سے طلب نہ کرے یا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے دعویٰ نہ کرسکے، یا کسی بھی طرح کسی کی کوئی چیز اپنے قبضہ میں آجائے اور صاحب مال کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، تب بھی اس کا پہنچانا اور ادا کرنا واجب ہے۔

(۷)... حکومتوں کے قانون کی آڑ لیکر کسی کا حصۂ میراث دبالینا، حرام ہے، نیز جسے شرعاً حصہ نہ پہنچتا ہو، اس کو کسی حکومت کے قانون کی وجہ سے حصہ لینا بھی حرام ہے (مثلاً پوتے کو چچا کی موجودگی میں دادا کی میراث شرعاً نہیں پہنچتی، مگر جو حکومتیں شریعت کے خلاف چلتی ہیں، وہ دلا دیتی ہیں، ان کے دلا دینے سے لے لینا حلال نہ ہوگا۔

(۸)... اگر کوئی شخص وفات پا گیا اور اس کا کوئی قرض کسی کی طرف ہے یا مرنے والے کا اور کوئی مال کسی طرح قبضہ میں آیا ہوا ہے، مثلاً اس نے امانت رکھی تھی یا چوری کر کے اس کا مال لے لیا تھا یا غصب کر کے لیا تھا، تو اس کا وارثوں تک اس کا پہنچانا فرض ہے (جیسا کہ اس کی زندگی میں خود اس کو دینا فرض تھا۔)

(۹)... اوقاف کے مال اور عمارات سب امانت ہوتے ہیں، وقف کرنے والوں کی شرطوں کے خلاف تصرّف کرنا خیانت ہے، بہت سے لوگ جن کا اوقاف پر قبضہ ہوتا ہے، ایسے لوگوں پر بھی اوقاف کا مال خرچ کردیتے ہیں، جن پر واقف کی شرائط کے اعتبار سے خرچ کرنا جائز نہیں ہوتا، یا اپنے ملنے والوں کو شرائط کے خلاف، اوقاف کی عمارتوں میں ٹھہرا دیتے ہیں، یا ان کو مختصر سے کرایہ پر دے دیتے ہیں، یہ سب حرام ہے اور خیانت ہے۔

(۱۰)... بعض لوگوں کے پاس وقف کا مکان کرایہ پر ہوتا ہے اور وہ پرانا کرایہ ہی دیتے رہتے ہیں، حالانکہ ہر دور میں وہی کرایہ دینا لازم ہے جو مکان کے مناسبِ حال ہو، اگر وقف کا ذمہ دار اس میں رعایت دے یا چشم پوشی کرے تب بھی کم کرایہ پر اکتفاء کرنا حلال نہیں ہے، یہ دیکھ لیں کہ اس طرح مکان اگر کسی کی ملکیت میں ہوتا تو وہ کتنے کرایہ پر ملتا؟ اس کے موافق کرایہ پر دیں اور یہ بھی واضح رہے کہ ایک سال سے زیادہ کے لئے وقف مکان کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ (تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ)

یہ چند مثالیں لکھدی ہیں، غور کرنے سے اور بھی بہت سی صورتیں ایسی نکل آئیں گی جن

میں امانت داری کی خلاف ورزی ہوتی رہتی ہے اوران میں عام لوگ مبتلا ہیں۔

گیس، بجلی اور فون کی چوری

ایک بہت بڑی خیانت ٹیلیفون کے محکمہ میں کام کرنے والوں کی طرف سے شروع ہوگئی ہے اوروہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے گھروں اوردوکانوں میں ٹیلیفون ہیں، خاص کروہ لوگ جوشہر سے باہر یا ملک سے باہر ٹیلیفون کرنا چاہتے ہیں،ان سے آپریٹر کہہ دیتا ہے کہ آپ ماہانہ اتنی رقم دیں، پھرجتنی جگہ فون کریں یا جتنی بار کریں،آپ کو آزادی رہے گی اور کلّی اختیار رہے گا، اس میں سراپا خیانت ہے، بہت بڑی خیانت ہے، آپریٹر اور ٹیلیفون کرنے والے سب خیانت کاارتکاب کرتے ہیں اور محکمہ کی بڑی بڑی رقوم ہضم کرجاتے ہیں،ان کو موت کے بعد کا کوئی خیال نہیں۔

اسی طرح گیس، بجلی اور پانی کی چوری عام ہے یہ بھی سراسر خیانت ہے اورحرام ہے اس سے بچنا بھی واجب ہے اور اب تک جو بجلی وگیس مفت استعمال کی ہے اس کا عوض محکمہ میں جمع کرانا واجب ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ عام طور پر آخرت کی فکر ہی نہیں رہی، دل کی لگی بری ہوتی ہے، اگر فکر ہوجائے جسے واقعی فکر کہتے ہیں اوردوزخ کی آگ کا یقین ہوجائے تو نیند ہی نہ آئے، جب تک کہ حقوق العباد ادانہ کردے،فکر تو بعد کی بات ہے،یقین ہی کچا ہے، جو یقین کہنے کے لائق نہیں،اس لئے حقوق کی ادائیگی اورادائیگی فرائض وواجبات اور حرام کاموں سے بچنے کی طرف توجہ نہیں۔

لوگ مال ودولت کواورحکومت وسلطنت کوکامیابی سمجھتے ہیں، دنیا کے عہدے حاصل ہوجانے کو کامیابی جانتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں میں ملوّث ہوکر یہ چیزیں حاصل کرتے ہیں، جو چیزیں گناہوں سے حاصل ہوں گی ان میں خیر کہاں؟ وہ تو مزید گناہوں کا ذریعہ بنیں گی، گناہوں کی گٹھڑی لے کر قیامت میں حاضر ہونا کوئی سمجھداری نہیں ہے، لہٰذا گذشتہ گناہوں سے توبہ کریں، حقوق اللہ اورحقوق العباد کی تلافی کریں اورآئندہ گناہوں سے بچنے کا مکمل اہتمام کریں۔

اللہ جل شانہٗ ہم کو چھوٹے بڑے، ڈھکے چھپے ہرقسم کے گناہوں سے محفوظ فرمائیں اور

اعمالِ صالحہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائیں۔

آمین ثم آمین، وهو على كل شيء قدير و بالإجابة جدير

وهذا آخر السطور من هذا الكتاب

و الحمد لله الملك الوهاب و الصلوة و السلام على من أوتي الحكمة وفصل الخطاب، وعلى آله و صحبه خير آل وأصحاب

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين

○

یکم شعبان المعظم

۱۴۴۰ھ

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ

اُستاذ الحدیث ومفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

سیّدُ الاستغفار

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْٓءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْٓءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ، فَإِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّآ أَنْتَ۔

ترجمہ

اے اللہ! آپ ہی میرے رب (اور مالک) ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا، اور میں آپ کا بندہ ہوں، جہاں تک مجھ سے ہوسکے گا، میں آپ سے کئے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق پر قائم رہوں گا، میں اپنے عمل کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے (اے میرے اللہ!) آپ مجھے معاف کردیجئے اور میرے گناہ بخش دیجئے، کیونکہ آپ کے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

(ف) حدیث میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:۔
جو شخص صبح کے وقت صدقِ واخلاص کے ساتھ سیدُ الاستغفار کے مذکورہ کلمات کہے اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوجائے تو بلاشبہ وہ جنتی ہے اور جو شخص شام کے وقت پڑھ لے اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات اس کا انتقال ہوجائے تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح بخاری)

اس لئے صبح وشام ایک ایک مرتبہ سیدُ الاستغفار پڑھنے کا معمول بنالینا چاہئے۔

فهرس المصادر والمراجع

١. إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة لشهاب الدين البوصيري (المتوفى ٧٦٢ هـ)، الناشر: دار الوطن.

٢. الأحاديث المختارة لضياء الدين المقدسي (المتوفى ٦٤٣ هـ)، الناشر: دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع.

٣. الأدب المفرد للإمام البخاري (المتوفى٢٥٦هـ)، الناشر: دار البشائر الإسلامية.

٤. الإستذكار لابن عبد البر (المتوفى ٤٦٣ هـ) الناشر: دار قتيبة ودار الوعى.

٥. الاعتصام للشاطبي (المتوفى ٧٩٠هـ) الناشر: دار ابن عفان، السعودية.

٦. الأمالي لابن بشران (المتوفى٤٣٠ هـ)، الناشر: دار الوطن، الرياض.

٧. الإمام في معرفة أحاديث الأحكام لابن دقيق العيد (المتوفى ٧٠٢ هـ)، الناشر دار المحقق.

٨. البداية والنهاية لابن كثير (المتوفى ٧٧٤هـ)، الناشر: دار هجر.

٩. البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملقن " (المتوفى ٨٠٤ هـ) طبعة دار الهجرة.

١٠. تخريج أحاديث الإحياء لزين الدين العراقي (المتوفى ٨٠٦هـ)، الناشر: مكتبة دار طبرية.

١١. التدوين في أخبار قزوين لعبد الكريم الرافعي القزويني " (المتوفى ٦٢٣ هـ)، الناشر: دار الكتب العلمية.

١٢. الترغيب والترهيب للمنذري (المتوفى ٦٥٦ هـ)، الناشر: مكتبة روضة القرآن.

١٣. تفسير القرآن العظيم لابن كثير (المتوفى ٧٧٤ هـ) طبعة مؤسسة قرطبة.

١٤. تفسير الطبري (المتوفى٣١٠ هـ)، الناشر دار هجر.

١٥. تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم (المتوفى ٣٢٧ هـ)، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز.

١٦. تفسير القرطبي (المتوفى ٦٧١ هـ) الناشر دار الكتب المصرية القاهرة.

١٧. تقريب التهذيب لابن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢هـ) طبعة دار العاصمة.

١٨. التلخيص الحبير لابن حجر العسقلاني، طبعة دار الكتب العلمية.

١٩. تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة لنور الدين علي بن محمد بن علي ابن عراق الكناني (المتوفى ٩٦٣ هـ)، طبعة دار الكتب العلمية.

٢٠. تهذيب الآثار لمحمد بن جرير الطبري (المتوفى ٣١٠هـ)، الناشر: مطابع الصفا.

٢١. التيسير بشرح الجامع الصغير لعبد الرؤف المناوي (المتوفى ١٠٣١هـ) الناشر: مكتبة الإمام الشافعي- الرياض

٢٢. حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني (المتوفى ٤٣٠هـ)، الناشر: دار الكتاب العربي.

٢٣. الدر المنثور في التفسير المأثور لجلال الدين السيوطي (المتوفى ٩١١ هـ)، الناشر: مركز هجر للبحوث.

٢٤. رسائل ابن أبي الدنيا (المتوفى ٢٨١ هـ)، الناشر: المكتبة العصرية.

٢٥. زهر الفردوس لابن حجر العسقلاني(المتوفى ٨٥٢هـ) الناشر: جمعية دار البر.

٢٦. الزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيتمي (المتوفى ٩٧٤ هـ) الناشر: دار الفكر.

٢٧. سنن ابن ماجه القزويني (المتوفى ٢٧٣ هـ)، طبعة دار الجيل.

٢٨. سنن أبي داود السجستاني (المتوفى ٢٧٥ هـ)، طبعة دار المنهاج ودار اليسر.

٢٩. سنن الترمذي (المتوفى ٢٧٩هـ) طبعة دار الجيل - دار الغرب الإسلامي.

٣٠. سنن الدارقطني (المتوفى ٣٨٥ هـ)، طبعة دار المعرفة.

٣١. سنن الدارمي (المتوفى ٢٥٥هـ) طبعة دار االكتب العلمية.

٣٢. السنن الكبرى للبيهقي (المتوفى ٤٥٨ هـ)، طبعة دار الكتب العلمية.

٣٣. السنن الكبرى للنسائي (المتوفى ٣٠٣ هـ)، طبعة مكتبة الرسالة.

٣٤. السنن المجتبى للنسائي (المتوفى ٣٠٣هـ)، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية.

٣٥. شعب الإيمان للبيهقي (المتوفى ٤٥٨ هـ)، طبعة مكتبة الرشد.

٣٦. الصحيح لابن حبان (المتوفى ٣٥٤هـ)، طبعة مؤسسة الرسالة.

٣٧. الصحيح للإمام البخاري (المتوفى ٢٥٦ هـ)، طبعة دار طوق النجاة.

٣٨. الصحيح للإمام مسلم (المتوفى ٢٦١ هـ)، طبعة المكتبة الإسلامية.

٣٩. عمدة القاري شرح صحيح البخاري لبدر الدين العيني (المتوفى ٨٥٥ هـ)، طبعة دار الكتب العلمية.

٤٠. فتح الباري لابن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢ هـ)، طبعة دار المعرفة.

٤١. فيض القدير شرح الجامع الصغير لعبد الرؤف المناوي (المتوفى ١٠٣١هـ) الناشر: المكتبة التجارية الكبرى مصر

٤٢. كتاب الأموال: لأبي عبيد القاسم بن سلام (المتوفى ٢٢٤ هـ)، طبعة دار الهدي النبوي ودار الفضيلة.

٤٣. كشف الأستار عن زوائد البزار للهيثمي (المتوفى ٨٠٧ هـ)، طبعة مؤسسة الرسالة.

٤٤. لسان الميزان لابن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢ هـ)، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية.

٤٥. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لنور الدين الهيثمي (المتوفى ٨٠٧هـ) طبعة دار الفكر.

٤٦. مراسيل أبي داود السجستاني (المتوفى ٢٧٥ هـ)، طبعة مؤسسة الرسالة.

٤٧. مساوئ الأخلاق ومذمومها لمحمد بن جعفر الخرائطي (المتوفى ٣٢٧ هـ)، طبعة مكتبة السوادي.

٤٨. المستدرك على الصحيحين للحاكم (المتوفى ٤٠٥ هـ) الناشر: دار الكتب العلمية.

٤٩. مسند أبي بكر ابن أبي شيبة (المتوفى ٢٣٥ هـ)، طبعة دار الوطن، سنة

٥٠. مسند أبي يعلى الموصلي (المتوفى ٣٠٧ هـ)، طبعة دار المأمون للتراث

٥١. مسند أحمد (المتوفى ٢٤١ هـ)، طبعة مؤسسة الرسالة.

٥٢. مسند إسحاق ابن راهويه (المتوفى ٢٣٨ هـ)، طبعة مكتبة الإيمان.

٥٣. مسند البزار (المتوفى ٢٩٢هـ)، طبعة مكتبة العلوم والحكم.

٥٤. مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه للبوصيري(المتوفى ٧٦٢ هـ)، طبعة دار العربية.

٥٥. مصنف ابن أبي شيبة (المتوفى ٢٣٥ هـ)، طبعة دار القبلة.

٥٦. المعجم الأوسط للطبراني، طبعة دار الحرمين.

٥٧. المعجم الصغير للطبراني،(المتوفى٣٦٠ هـ)، طبعة مؤسسة الكتب الثقافية

٥٨. المعجم الكبير للطبراني (المتوفى ٣٦٠ هـ) مكتبة الرشد. إلا أن الجزء الثالث عشر (١٣) والرابع عشر (١٤) من طبعة المملكة العربية السعودية.

٥٩. المقاصد الحسنة للسخاوي (المتوفى ٩٠٢هـ) الناشر: دار الكتاب العربي.

٦٠. مكارم الأخلاق للطبراني (المتوفى٣٦٠ هـ)، طبعة دار الكتب العلمية.

٦١. المناهي وعقوبات المعاصي لأبي يعقوب محمد بن إسحاق النيسابوري، طبعة: دار الكتب العلمية

٦٢. الموطأ للإمام مالك (المتوفى ١٧٩ هـ)، برواية يحيى بن يحيى الليثي، طبعة دار الغرب الإسلامي.

٦٣. نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار لابن حجر العسقلاني الناشر: دار ابن كثير.

٦٤. نصب الراية تخريج أحاديث الهداية لجمال الدين الزيلعي " (المتوفى ٧٦٢ هـ) طبعة مؤسسة الريان ودار القبلة.

٦٥. نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول لأبي عبد الله الحكيم الترمذي " (٢٨٥ هـ)، طبعة دار النوادر.

٦٦. الوسيط في تفسير القرآن المجيد لعلي بن أحمد بن محمد بن علي الواحد " (٤٦٨ هـ)، طبعة دار الكتب العلمية.

Justice Muhammad Taqi Usmani
Shariat Appellate Bench
Supreme Court Of Pakistan

محمد تقی عثمانی
سابق جج شریعت ایپلیٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان
نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔

أما بعد:

برادرِ عزیز وگرامی جناب مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کی تشریح، نشر واشاعت اور اسکی بنیاد پر تعلیم وتربیت کی خاص توفیق سے نوازا ہے۔ ان کی تقریر وتحریر سے ماشاء اللہ سینکڑوں افراد کی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلی آئی ہے جسکی وجہ ان کی مجالس اور ملفوظات ہیں۔ ان کی تازہ تالیف "چالیس گناہ" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ایک مسلمان کیلئے جتنی ضروری عبادات کی بجا آوری ہے، اتنی ہی ضروری بات یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پرہیز کرکے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔ آجکل ہمارے معاشرے میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام اچھے خاصے نماز روزے کے پابند لوگوں میں بھی بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ اسکی ایک وجہ تو ناواقفیت ہے کہ بہت سے اعمال کا گناہ ہونے کا علم ہی نہیں، دوسرے اگر کسی چیز کو گناہ سمجھتے ہیں، تو اسکو اہمیت نہیں دیتے کہ اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔

مولانا سکھروی مدظلہم نے اس کتاب میں اسی قسم کے "چالیس گناہوں" کا ذکر کیا ہے جن سے بے توجہی عام ہے، اور ہر ایسے گناہ کے بارے میں قرآن وحدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں، انکو بھی جمع کردیا ہے، تاکہ مسلمان اس گناہ کی سنگینی اور اسکی نوعیت سے آگاہ ہوسکیں۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب بہت سے مسلمانوں کیلئے اصلاح کا سبب بنیگی۔ بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور مصنف کی کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

(دستخط)
۱۷-۹-۲۰۰[illegible]

نائب صدر دارالعلوم کراچی ۱۴
فون: دفتر: ۳۱۳۵۳۵ مکان: ۳۱۲۷۸۸

Darul Uloom Karachi 14 Pakistan
Ph. 313535 Res. 312788